إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

الحمد للہ والمنہ کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ و صوفیہ کرام اردو اسلام ماثرں دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ اول

جسکو

جناب مولانا سید عبدالغنی صاحب وارثی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام

و مترجم کتاب لوداسف و بلوہر و کلام الروحانیہ و مصنف تنقیح حقوق نسواں نے عالم ربانی

غوث الصمدانی امام عبدالوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ سے

جو عربی زبان میں ہے صاف و سلیس و بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا

محمد نصیر الدین خان مینیجر کے اہتمام سے

محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے مطبع شمسی آگرہ میں طبع ہوا

طبع اول ایکہزار جلد

قیمت فی مجلد ۲ ر

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

الحمد للہ والمنہ کہ تذکرہ جامعہ اولیاء اللہ وصوفیہ کرام اردو اسلام ماثرین دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

حصہ اول

جسکو

جناب مولانا سید عبد الغنی صاحب وارثی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام

و مترجم کتاب یوذاسف و بلوہر و کلام الروحانیہ و مصنف تنقیح حقوق النسواں نے عالم ربانی

غوث الصمدانی امام عبد الوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ سے

جو عربی زبان میں ہے صاف و سلیس و بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا

محمد نصیر الدین خان مہتمم کے اہتمام سے

محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے مطبع شمسی آگرہ مین طبع ہوا

طبع اول ایکہزار جلد

قیمت فی مجلد ۶ ر

فہرست اسماء اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ مین درج ہین بہ ترتیب حروف تہجی

فہرست اسمائے اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ میں درج ہیں بہ ترتیب حروف تہجی

فہرست اسمائے اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ مین درج ہین بہ ترتیب حروف تہجی

فہرست اسماء اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ مین درج ہین بہ ترتیب حروف تہجی



سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝
مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

حمد و مناجات آلہی! تیری حمد و ثنا معصومون اور عارفون سے تو بن نہین
پڑتی اس آلودۂ عصیان و تیرہ درون سے کیونکر ممکن ہے - جناب باری! جن پر
تیرا انعام و فضل ہوا ہے اور جنکو تو نے نور ایمان و بصیرت ایقان عطا فرمائی ہے
وہ تو محو حیرت ہین - پھر یہ حرمان نصیب جو تیرے کوچہ سے بالکل نابلد اور ایمان
وایقان سے محض ناآشنا ہے کیونکر تیری حمد و ثنا مین لب کھولنے کی جراَت
کرسکتا ہے - سنی سنائی باتون اور سیکھی سکھائی عبارتون کا استعمال کرنا ایک
طرحکا دھوکا دینا اور لوگون کو غلط وہم و گمان مین ڈالنا ہے - مین اتنا ہی جانتا
ہون کہ تو ہی ساری ہستی کا موجد اور کل موجودات کا خالق و مالک ہے - بقدر
بچپن سے دیکھتا آیا ہون کہ تیری نعمتین ہمکو سر سے پاؤن تک گھیرے ہوئے



سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ○
ما شاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○

حمد و مناجات الٰہی! تیری حمد و ثنا معصوموں اور عارفوں سے تو بن نہیں پڑتی اس آلودۂ عصیان و تیرہ درون سے کیونکر ممکن ہے۔ جناب باری! جن پر تیرا انعام و فضل ہوا ہے اور جنکو تو نے نور ایمان و بصیرت ایقان عطا فرمائی ہے وہ تو محوِ حیرت ہیں۔ پھر یہ حرمان نصیب جو تیرے کوچہ سے بالکل نابلد اور ایمان و ایقان سے محض ناآشنا ہے کیونکر تیری حمد و ثنا میں لب کھولنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ سنی سنائی باتوں اور سیکھی سکھائی عبارتوں کا استعمال کرنا ایک طرحکا دھوکا دینا اور لوگوں کو غلط وہم و گمان میں ڈالنا ہے۔ میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ توہی ساری ہستی کا موجد اور کل موجودات کا خالق و مالک ہے۔ بقدر بچپن سے دیکھتا آیا ہوں کہ تیری نعمتیں ہمکو سر سے پاؤں تک گھیرے ہوئے

و سخنان لایعنی سے وہ اس قابل کہاں ہے کہ اسکی طرف مساورت کرے ۵

ہزار بار بشویم زبان بمشک و گلاب	ہنوز نام تو بردن کمال بے ادبی است

صرف اوس عالی جناب گردون رکاب کے رؤف الرحیم ہونے پر تکیہ کرکے اوس نام نامی سے اس دیباچہ کو مشرف کرتا ہوں ۵

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِی	لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِی بِمُحَمَّدٍ

ترجمہ

کب ایسے کی ہے مدح محمدؐ کلام سے	عزت ہوئی کلام کی اوس پاک نام سے

بار الٰہی! جس طرح تیرے جان و دل، حواس و عقل، فہم و نطق اور زبان و بیان عطا فرمانے کا شکر ادا کرنا محالات میں سے ہے۔ کیونکہ وہ انہیں آلات سے ادا کیا جاے گا اور یہ سب معہ توفیق و ارادہ کے تیرے ہی ہیں اوسی طرح ایسے ہادیِ برحق رسول مطلق، مومنوں کی بھلائی پر حریص اور اونپر سارے جہان سے زیادہ رافت و رحمت کرنے والے کے بھیجنے کا شکر ادا کرنا انسان کے امکان سے خارج ہے۔ اسلیے کہ اونہیں کی بے مثل تعلیم سے ہمنے تجکو جانا اور انکو ہادی و پیشوا مانا۔ انسان ضعیف البیان نہ اونکے اوصاف کو کما حقہ سمجھ سکتا ہے اور نہ تیرے غیر متناہی احسان بجالاوی ہو سکتا ہے۔ صرف ایسا ہی جامع کمال نبی تیری عظمت و جبروت و قدرت کو کچھ سمجھ سکتا ہے۔ اور محض تیری ہی قدرت مطلق اور تیرا ہی علم کامل و

وہ محیط اون کمالات کا احاطہ کرسکتا ہے جو تو نے اونہین ودیعت رکھے ہین ۵

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی		خدا سے پوچھئے شان محمدؐ

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم۔

عرض حال — امّا بعد سگ دنیا سے دنی عبد الغنی وارثی بن سید احمد علی بن سید فرید علی و دست گرفتہ وتعلیم وتربیت کردۂ عم اعظم خویش منشی سید مسیح اللہ عفرلہ اللہ ناظرین ترجمہ ہذا کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل عمیم واحسان قدیم سے اس ناچیز کو لڑکپن سے کتب بینی کا شوق دیا اور کتابون ہی کا والہ وشیدا بنایا اور ہر طرح کے اسکے مواقع دئے لیکن اردو فارسی عربی اور انگریزی کی بے شمار کتابون کے دیکھنے کے بعد اسپر یہ عقدہ حل ہوا کہ جو کتابین کہ روح کو غذا پہنچاتی۔ اخلاق وعادات کو درست کرتی اور غیر محسوس لیکن متیقن طور پر مزبلۂ بداخلاقی وبددینی سے نکالکر حسن اخلاق وخداپرستی کے دلکشا چمنستان کی طرف لیجاتی ہین وہ تصوف اور صرف تصوف ہی کی کتابین ہین۔ اور جن گلدستون سے مشام جان معطر ومعنبر ہوتا ہے وہ صرف اولیاء اللہ کی سوانح عمری اور اون کی خوش ہنری رنگی کی بامذاق ومامزہ داستانین ہین۔ انہین کے اوراق سے باغ رضوان کی ہوائین آتی ہین۔ اور انہین کی شمیم جانفزا سے دل کی کلیاں

کھل جاتی ہین -

سبب ترجمہ واشاعت

اسی لیے جب میے مصر کے مشہور مصنف و محدث و فقیہ و فقیر غوث الصمدانی قطب ربانی سیدی امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کی عربی کتاب **طبقات الکبریٰ** جو دو ضخیم جلدون مین ہے مالاستیعاب مطالعہ کی تو بے اختیار و بے ساختہ اوسکو اُردو مین ترجمہ کرنے کا ارادہ میرے دل مین پیدا ہوا - اور اس ارادہ کے اصلی باعث اور قوی اسباب مجھے دو امور نظر آئے (۱) ایک یہ کہ گو اس بے بہا کتاب کے ربع اول مین لاجواب مقدمۃ الکتاب کے سوا جن بزرگان دین وہادیان طریقت کے حالات و مقالات درج نہین اونکے تذکرے تمام کتابون مین بھرے پڑے ہین - لیکن تقریبًا دو ثلث کتاب مین جن اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہے اومین سے اکثر کو اس ملک کے اہل طریقت جانتے ہی نہین ہین اور اولیاء اللہ کے جتنے چھوٹے یا بڑے تذکرے اس ملک مین متداول ہین اومین ان بزرگون کا مطلق ذکر نہین ہے - اسلیئے اسکے ترجمہ سے اولیاء اللہ کے تذکرون مین اک لائق اعتناء و قابل قدر اضافہ ہوجائیگا - اور جن ابناء زمانہ کی روحانی غذا خاصان خدا کا ذکر خیر ہے اونکو اک بیا جوان نعمت ملجائیگا - اور جو لوگ کہ کوتہ نظری کم علمی و قلت وسائل واقفیت کے باعث غیر مانوس رسوم و غیر معتاد طرز کے صوفیاء کو دیکھکر اعتراض و انکار سے پیش آتے ہین او نکے لیے بہت وسیع معلومات

کامیابی پیش نظر ہو جائے گا - اور اونکو سوءِ ظن و سوءِ عاقبت سے بچائیگا
(۲) اور دوسرا امر یہ کہ اس کتاب کے پڑھنے مین جو لطف و مزہ مجھے آیا اور
جو ناقابل بیان اثر میرے دل پر پڑا اوسنے مجھے مجبور کیا کہ مین اپنے ایسے
ہم خیال ہم وطنون اور ہم مشرب بھائیون کو بھی جو عربی زبان نہین جانتے اس
روحانی لذت مین شریک کرون اور اس خوان نعمت تک پہنچا دون - تاکہ
بے شمار ناظرین کتاب مین سے کسی کے تہ دل سے اس گنہگار کے حق مین
سچی دعا نکلے اور اس خاکسار کے حق مین کیمیا کا کام کر جائے -

اگر یہ خیالات غالب نہوتے تو مین تصوف جیسے اعلیٰ و اشرف فن کی
کتاب کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتا - اور کبھی اس کوچہ کی طرف جس سے مین محض ناآشنا ہون
قدم بڑھانے پر اقدام نکرتا اسلئے کہ کہا مین منہمک دنیاے دون اور کہا یہ خدائی
علم و آگہی فن جسکا مقصود جاننا نہین بلکہ عمل کرنا ہے - اور جو لوگ مجھسے واقف
ہیں وہ میرے اس بیان کی پوری تصدیق کرینگے کہ ؎

رندیِ من عیان ز سر تا پاست	دورم از زہد و ورع صد فرسنگ

اور جو مجھے نہین جانتے اون سے امید ہے کہ مجھپر سچائی کا گمان کرینگے - اور
دروغگوئی کا الزام نہ دہرینگے - البتہ میرا عمل حضرت عمر بن الفارض علیہ الرحمتہ
کے اس قول پر ہے ؎

تَسَتَّہْ وَوِدُّ الْقَوْمِ كُلُّ الْمَوَدَّةِ	فَاِنْ لَمْ تَكُنْ مِنْهُمْ فِي حُبِّهِمْ

؎ اگر تو انہیں سے - نہی ہو تو اونکی محبت میں اونکا سیس بنا اور اس قوم کی چاہ ہی دل سے دولت ہے

اور جو کچھ میرا سرمایہ ہے وہ یہ ہے کہ ؎

وَاِنَّا لَنَرْجُوْ كُلَّ حُسْنٍ بِحُبِّهِمْ | وَاِذْ جَالَنَا بِهِمْ تِلْكَ الْمَحَبَّة

بالجملہ ایسے ہی خیالات نے جنکا اظہار مینے کیا مجھے اسپر امادہ کیا کہ کتاب
طبقات الکبریٰ کا جسکا اوپر ذکر ہوا اُردو ترجمہ **نعمت عظمیٰ** کے نام
سے چار حصوں میں شایع کروں -

چنانچہ الحمدللہ کہ چند سال کا عرصہ ہوا کہ پوری کتاب کا ترجمہ اختتام کو
پہونچا - اگر خداوند تعالیٰ نے اس ترجمہ کو قبولیت کے تاج سے سرفراز فرمایا اور
اور قدردانوں نے میری اس محنت شاقہ کی قدر کی اور میری جانکاہی کی داد
دی تو انشاءاللہ تعالیٰ تھوڑے عرصہ مین چارون حصے یکے بعد دیگرے شایع
ہوجائینگے - اور اخیر مین مین بشرط حیات مستعار امام عبدالوہاب شعرانی کے
مبسوط و مفصل حالات زندگی اور پوری کتاب کی ایک جامع فہرست (انڈکس)
ہدیہ ناظرین کرونگا - کیونکہ مصنف علیہ الرحمہ نے اولیاءاللہ کے تذکرون مین
کوئی ترتیب نہین رکھی ہے - نامون کے حروف تہجی کی اور نہ ولادت یا وفات کے
سنون کی - اور مینے بھی ادباً اونکی ترتیب کو بلی حالہ رہنے دیا ہے - مگر ظاہر ہے
کہ اس سے کسی خاص بزرگ کا تذکرہ تلاش کرنے مین کسقدر دشواری پیش آتی ہے

؎ - اور ہمکو اونکی محبت سے ہر طرح کی بھلائی کی امید ہے کہ اسی محبت کے باعث ہم انکی
اور کمیں داخل کرلیے جاویں فقط -

ہوگی۔ اسلئے مین ہر ایک حصہ کے نامون کی ایک فہرست بہ ترتیب حروف تہجی اوسی حصہ کے آخر مین اور چوتھے حصہ کے آخر مین ایک جامع فہرست (یعنی انڈکس) جسکا مینے اوپر واعدہ کیا ہے۔ دونگا۔

ناظرین ترجمہ سے مین اپنی واقعی ہیچمدانی و تکمج ربان کا اعتراف کرکے اسکی توقع کرتا ہون کہ اس آلودہ عصیان کے حق مین دعاے خیر کرین اور اسکی غلطیون خطاؤن اور لغزشون کو جو اس ترجمہ مین ہوئی ہون معاف کردین۔ اور نقل محفل نہ سنائین۔

سیہ نامہ سگ دنیاے دنی

عبد الغنی وارثی

جولائی سنہ ۱۹۰۸ع

حیدرآباد۔ دکن



دیباچہ مصنف

امام ابوالمواہب **عبدالوہاب** بن احمد شعرانی حمد و نعت کے بعد کہتے ہیں کہ اس
کتاب میں میں نے ایسے اولیاء اللہ کے طبقات کا خلاصہ کیا ہے جنکی پیروی خدائے عزوجل
کے طریق میں کیجاتی ہے۔ یعنی صحابہ و تابعین وغیرہم جو نویں صدی ہجری کے آخر تک
اور دسویں صدی کے اوائل میں گذرے ہیں۔ اسکی تالیف سے میرا مقصود صرف
اسقدر ہے کہ تصوف کے مقامات و احوال کے متعلق اس فرقہ کا طریق سمجھ میں آجائے
ان بزرگوں کی حقیقی باتیں کہ پیشوایان دین کی کتابوں مین درج ہیں اونمیں سے میں نے صرف

وہی مستحب کی ہین جو حاصل کلام اور جان سخن ہیں اور ضمنین یہ ایسی لطیر آپ ہی ہین - اور
علی ہذا جیسے اوکی ابتدا کے وہی حالات بیان کیئے ہیں جو مریدوں کے نشاط کا باعث
ہون - جیسے بہوک کی شدت - بیداری کی کثرت گمنامی کی محبت اور شہرت سے نفرت
وغیرہا - یا جنسے شریعت کی تعظیم ثابت ہوتی ہے تاکہ اون لوگوں کا وہم دفع ہو جو ان
بزرگوں کی نسبت یہ خیال رکہتے ہین کہ جب یہ تصوف پر چلتے ہیں تو شریعت مین سے
کچہہ ترک کردیتے ہین جیسا کہ ابن الجوزی نے امام غزالی ملکہ حضرت جنیدؒ و حضرت شبلیؒ کی
نسبت علانیہ لکھا ہے کہ مین لقسم کہتا ہوں کہ ان بزرگون نے شریعت کو بالکل تہ کرکے
رکہہ دیا ہے اے کاش یہ لوگ صوفی نہوئے ہوتے - **مین کہتا ہون** کہ جب
مین فقیرون سے ملا اور اونکے طریقہ مین مشغول ہوا تو میرے ہمعصرون نے مجھے بھی ایسا ہی کہا -
اور میرا گمان یہ ہے کہ اس جماعت کی باتوں کا صرف لباس ہی چہانٹ لینے کا جو
التزام میں نے کیا ہے اس کا میرے سوا اور کسی نے اپنے طبقات مین خیال ہی
نہیں رکہا ہے - دوسرے لوگوں کو صوفیون کی جو باتین اور حالتین ہاتہ آئیں اون سب کو اونہون نے
حوالہ قلم کردیا اور کوئی فرق نہین کیا کہ اونکی کونسی باتیں اور حالتین ہدایت کی ہیں اور کون سی
درمیانی اور انتہائی زمانہ کی - حالانکہ ان لوگوں کی چہپی ہوئی باتین لکہنے مین فائدہ یہ
ہے کہ جسکو ان لوگون پر سچا عقیدہ ہوگا اور اونکی باتون کو دل سے مانے گا وہ اسکے
راستہ سے قریب ہوجائیگا - اسلئے کہ سچا مرید وہی ہے جو اپنے پیر سے کسی
بات کو سُنکر جب اوسپر حزم و یقین کے ساتہہ عمل کرے تو اوس امر مین پیر کے برابر ہو جائے
اور پیر کو مرید پر اسکے سوا اور کوئی فوقیت نہ رہے کہ یہ نعمت اسکے ذریعہ سے اوسے
ملی - یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ مرید کا آغاز اوسکے پیر کا انجام ہے - کیونکہ

پیرانی آخر عمر مین جو کچھہ کہتا اور کرتا ہے وہ اوسکی ساری عمر کی ریاضتون کا نیتجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔

مینے اس کتاب کے لکھنے مین محدثین کا طرز اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو حکایتین اور باتیں کہ مستند کتابون مین جیسے امام قشیری کے رسالہ اور ابو نعیم کی حلیہ میں مذکور ہیں اور اونھوں نے اونکی سند کے صحیح ہونے کی تصریح کردی ہے اونکو مین یقینی کے الفاظ سے شروع کرتا ہون اور علی ہذا جن باتون کو پیران کملین میں سے کسی نے احکام طریقت کے استدلال میں پیش کیا ہے اونکو بھی میں یقینی الفاظ سے لاتا ہون۔ اسلئے کہ اونکا دلیل مین پیش کرنا خود اوسکی سند کے اونکے نزدیک صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور جو امور کہ ان دو طریقوں کے سوا اور طرز پر معلوم ہوئے ہیں اونکو میں ایسی عبارت سے شروع کرتا ہون جس سے اوسکا ضعیف ہونا پایا جائے جیسے "نقل ہی" یا "روایت ہے"، وغیرہا۔ اور مجھی پر ہے کہ جو امور کہ اس فرقہ کی کتابون جیسے عوارف المعارف وغیرہا مین مذکور ہین وہ صحیح السند کے حکم میں ہین اسلئے مین اونکو یقین کے الفاظ سے ذکر کرونگا جیسے علماء کہتے ہیں کہ شرح المھذب میں یون لکھا ہے اور شرح الروضہ میں اسطرح پر ہے۔

واضح ہے کہ اس کتاب کو مینے اون پیران طریقت کے معتمد تذکرہ پر ختم کیا ہے جنسے مین دسویں صدی مین ملا اور ایک زمانہ تک اونکی خدمت کی یا کسی وقت تبرکاً اون سے ملاقات کی اور اون سے کوئی کام کی بات سنی یا کوئی ادب حاصل کیا۔ مینے ان لوگون کی بھی ایسی باتیں اوسیطرح سے ذکر کی ہین جسطرح بزرگان دین سلف کی اور سب پیران طریقت مصر اور اوسکے علاقہ کے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بھائیو سنو! جو کوئی اس کتاب کو اعتقاد کے ساتھ پڑھے گا اور اسکے مضامین کو سنے گا وہ گویا اون کل اولیاء اللہ کا زمانہ پائیگا اور اون کا کلام سننے کا جسکا تذکرہ اسمیں ہے۔ اسلئے کہ پیرستی علماء اوسکی محبت اور صحبت کا مانع نہیں ہے۔ کیونکہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ساتھ محبت ہے حالانکہ ہمنے اونکو دیکھا اور نہ اونکا زمانہ پایا ہے مگر ہمنے اونکے اقوال سے فائدہ اوٹھایا ہے اور اونکے افعال کی پیروی کی ہے۔ جیساکہ مشاہدہ بتلا رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب معتقدات کی صورتین دل میں نقش ہو جاتی ہین اور صاف نظر آنے لگتی ہین تو اشخاص کی صورتوں کے مشاہدہ کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ ایک اور بات جتلادینے کی یہی ہے کہ جو شخص اس قسم کی کتابیں دیکھے اور اوسکے دل میں خدا سے ملنے کے طریق کا میلان و شوق نہ پیدا ہو تو وہ مُردون کے شمار مین ہے۔ والسلام

اور میںنے اس کتاب کا نام **لواقح الانوار فی طبقات الاخیار** رکھا ہے۔ اور اسکو ایک مقدمہ سے شروع کیا ہے۔ جس سے اس فرقہ کی نسبت ناظرین کا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو جائیگا اور وہ اسکو ترچھی نظرون سے دیکھنے لگین گے کیونکہ اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ ہر زمانہ میں اس فرقہ سے انکار ہوتا چلا آیا ہے جسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ انکا ذوق اسقدر بلند ہے کہ بہت سی عقلیں وہان تک پہونچ نہیں سکتین۔ مگر اس سے اونکے کمالات مین کچھ فرق نہیں آسکتا۔ جیساکہ ناقوس کی آواز سے پہاڑ میں کچھ تغیر نہین آتا۔ اس کتاب کی فضیلت کے لئے کیا یہ کچھ کم ہے کہ باوجود اسقدر قلیل ضخامت کے اہل طریقت کی فقہ کا بڑا حصہ اسمیں موجود ہے۔ درحقیقت اہل طریقت اور اونکے پیرودن کے تمام نصوص اسمیں اوسیطرح درج ہیں جسطرح

کتاب اردو میں بہت شائع ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حاصل اپنے نبی کے لیے قبول فرمائے اور اس سے مولف کتاب اور سننے والوں اور دیکھنے والوں کو فائدہ پہنچائے۔ یہی توجہ و محبت ہے۔

مقدمہ

اس بیان میں کہ صوفیوں کا طریق کتاب و سنت سے مستحکم اور اخلاق انبیاء و اصفیاء کے سلوک پر بنی ہے۔ اور جبتک کہ نص صریح قرآن یا سنت یا اجماع کے مخالف نہ ہو رد نہیں ہو سکتا اور جب ان چیزوں کے مخالف نہیں ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک خاص قسم کی سمجھ ہے جو ایک مسلمان کو عطا ہوئی ہے جسکا جی چاہے اوس پر عمل کرے اور جسکا جی چاہے اوسکو ترک کرے۔ اور اس صورت میں انکار کا باعث غلطی اور اون پر الزام لگانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور شرع کی رو سے یہ جائز نہیں۔

جاننا چاہیئے کہ علم تصوف اوس علم کا نام ہے جو ولیوں کے دلوں میں اوسوقت ظہور پذیر ہوتا ہے جب کتاب و سنت پر عمل کرنے سے وہ منور ہو جاتے ہیں۔ پس جو کوئی ان دونوں پر عمل کرے گا اوسپر اس سے ایسے علوم و ادب و اسرار و حقائق منکشف ہو جائینگے جنکے بیان سے زبان عاجز ہے۔ اسکی مثال ویسی ہی ہے کہ جب علماء شریعت اپنے علم پر جو اونکو شریعت کے احکام کا ہے عمل کرتے ہیں تو ان پر اوسکے احکام روشن ہو جاتے ہیں۔ اسلیئے تصوف اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر بندہ کے عمل کرنے کا ماحصل ہے بشرطیکہ اوسکا عمل علتوں اور نفس کی لذتوں سے پاک ہو

جیسا کہ علم معانی و بیان علم نحو کا لب لباب ہے۔ اس بنا پر جسنے تصوف کو مستقل علم

قرار دیا ہے وہ بھی سچّا ہے - اور جسنے اِسکو خود احکام شریعت ہی کہا ہے وہ بھی سچا
ہے - جیساکہ علم معانی و بیان کو خدا گا - علم کہنے والے اور علم نحو مین داخل کرنے والے
دونوں راستی پر ہین - البتہ اسکا پتہ کہ تصوف کی نہر شریعت ہی کے چشمہ سے نکلی ہے
صرف اوسی کو لگ سکتا ہے جسکو شریعت کے علم میں ایسا تبحر ہو کہ اوس کی تہ کو پہونچگیا ہو
پھر جب بندہ صوفیوں کے طریق مین داخل ہوتا اور شریعت کے علم مین اوسکو تبحر ہو جاتا
ہے تو اوسوقت اوسکو اللہ تعالیٰ احکام ظاہری کے مشابہ احکام ٹھیک حد پر استنباط
کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے - تب وہ طریقت مین واجبات مستحبات آداب
محرّمات مکروہات اور خلاف اولیٰ اوسی کے مشابہ استنباط کرتا ہے جسطرح کہ مجتہدون نے
کیا ہے - اور مجتہد کا اپنے اجتہاد سے کسی ایسی چیز کو واجب قرار دینا جسکے واجب
ہونے کی صراحت شریعت مین نہین ہے اوس سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا جو طریقت کے
کسی ایسے حکم کو جسکے وجوب کی تصریح شرع میں نہین ہے ولی اللہ کا واجب قرار دینا
رکھتا ہے - جیساکہ امام یافعی وغیرہ نے صاف لکھا ہے - اِسکی توضیح یہ ہے کہ وہ
سب کے سب شرع میں قابل اعتماد ہین جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے چن لیا
ہے - اسلئے جو کوئی باریک بینی سے کام لے گا اوسکو معلوم ہو جائے گا کہ اہل اللہ کے
علوم میں سے کوئی شئے شریعت کے باہر نہیں ہے - اور جب شریعت ہی اونکو ہر لحظہ
خدا تک پہونچاتی ہے تو اونکا علم شریعت کے باہر کیونکر ہو سکتا ہے - لیکن جسکو اہل طریقت
کی طرف میلان نہین ہے اوسکا اِس امر کو عجیب و غریب سمجھنا کہ تصوف کا علم عین شریعت
ہے اسوجہ سے ہے کہ اوسکو شریعت میں تبحر نہین ہے - اسی لئے جنید رحمہ اللہ
تعالیٰ نے ایسے لوگون کی تردید میں جسکو اوس زمانہ میں یا اوسکے بعد یہ وہم ہو کہ یہ علم

شریعت سے ماہر ہے کہا ہے کہ ہمارا یہ علم کتاب وسنّت سے مستحکم ہے - اور اس فرقہ کا اسپر اتفاق ہے کہ خداے عزوجل کی راہ مین صدر نشینی کی صلاحیت اوسی کو ہوتی ہے جسکو شریعت اور اوسکے معنی ومفہوم - خاص وعام - ناسخ ومنسوخ کے علم میں تبحر ہو اور لغت عرب میں بھی اسقدر مہارت ہو کہ اوسکے مجازات واستعارات وغیرہا کو پہچانتا ہو - لہذا ہر صوفی فقیہ ہے اور ہر فقیہ صوفی نہیں ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ صوفیون کے احوال کو وہی بُرا سمجھیگا جو اونکا حال نہیں جانتا -

امام قُشیری کہتے ہیں کہ دور اسلام میں کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا ہے کہ اوسمین اس فرقہ کا شیخ موجود نہوا اور اوس زمانہ کے علمار کے اماموں نے اوس شیخ کے آگے گردن نہ جھکائی ہو اور اوس سے تعاجزی پیش آئے ہون اور برکت حاصل نہ کی ہو - اور اگر انکو یہ فضیلت وخصوصیت حاصل ہوتی تو معاملہ اسکے برعکس ہوتا - **مین کہتا ہون** کہ اِس فرقہ کی فضیلت کے لئے ہمکو یہی کافی ہے کہ جسوقت امام احمد حنبل نے امام شافعی سے یہ پوچھا یا کہ اوس شخص کا کیا حکم ہے جو نماز میں یہ بھول جائے کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے تو امام شافعی نے حضرت شیبان راعی کے قول کو مان لیا - اور علی ہذا امام احمد حنبل نے حضرت شیبان کے سامنے اوسوقت سر جھکادیا جب اونھوں نے کہا کہ ایسا شخص خداے عزوجل سے غافل ہے اسلئے اِسکی پاداش یہ ہے کہ اسکی تادیب کیجائے - اور اسیطرح امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوحمزہ بغدادی صوفی پر اعتقاد لانا اور اوسکے پاس دقیق مسائل کا بھیجنا اور یہ کہنا کہ اے صوفی تم اِس مسئلہ مین کیا کہتے ہو (جیسا کہ عنقریب ابوحمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال مین آئیگا) ہمارے لئے کافی ہے - اسلئے کہ فرقۂ صوفیہ کی اِس سے غایت درجہ کی تعریف نکلتی ہے کہ جو چیز امام احمد کی سمجھ مین

تاکہ ایسے اونکو ابوحمزہ سمجھ جائیں۔ اور ایسا ہی ابو العباس بن سریج کا ... تھا جنید پر اعتقاد
لائے تھے یعنی حضرت جنید کے پاس حاضر ہوتے تھے تو کہنے لگے کہ جو کچھ جنید کہتے ہین اوسکو تو
مین جانتا نہین لیکن اونکے کلام مین ایک رنگ پایا جاتا ہے جو اہل باطل کا رنگ نہین
ہے۔ ہمارے لئے بس کرتا ہے۔ اور علی ہذا اسوقت امام ابو عمران نے حیض کے
مسائل مین حضرت شبلی رح کا امتحان لیا اور اونہون نے سات باتین ایسی بتائین جو ابو عمران
کو معلوم نہ تہین ابو عمران کا حضرت شبلی رح کے آگے سپر ڈالدینا ہمارے لئے کفایت کرتا
ہے۔ اور شیخ قطب الدین ایمن رضی اللہ تعالی عنہ نے نقل کی ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ
تعالی عنہ اپنے بیٹے کو رغبت دلایا کرتے تھے کہ اپنے زمانہ کے صوفیون کے پاس
جایا کرو اور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ خلوص مین جس درجہ تک پہونچے ہین وہان تک تم
نہین پہونچے۔ امام قشیری نے اپنے رسالہ مین اور امام عبد اللہ بن اسعد یافعی نے
اپنی کتاب روض الریاحین مین اور دوسرے اہل طریقت نے اس فرقہ کی مدح
اسکے طریق پر بڑی شرح و بسط سے تقریرین کی ہین اور انکی کتابین ایسے مضامین
سے بہری پڑی ہین۔

امام ابو تراب نخشبی رضی اللہ تعالی عنہ جو اس میدان کے ایک مرد تھے کہا کرتے
تھے کہ بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اوسکی رفیق
بنجاتی ہے۔ **مین کہتا ہون** کہ مینے اپنے پیر و مرشد شیخ الاسلام حضرت ابو یحیی زکریا انصاری
کو کہتے سنا کہ جب فقیہ کو اس فرقہ کے احوال اور انکی اصطلاحات سے واقفیت نہو تو
وہ رہزن یا فقیہ ہے۔ اور اونکو اکثر کہتے ہی سنا ہے کہ حسن اعتقادی سعادت اور
بد اعتقادی شقاوت ہے۔ اور ہمارے شیخ شیخ محمد مغربی شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے

ستے کہ ایسے بزرگون کا استہ صوفیون سے پوچھو گوہ تھوڑے ہون اور جو لوگ اسکے طریق سے واقف ہیں اون سے بچتے رہو گو وہ بہت ہوں اور علم تصوف کے شرف کو موسی علیہ السلام کا حضرت خضر سے یہ درخواست[1] کرنا ثابت کرتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپکے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم (لدنی منجانب اللہ) آپکو سکھایا گیا ہے اوسمیں سے کچھ آپ مجھکو بھی سکھا دیں" اور علم حقیقت کی طلب کے واجب ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ آیت ہے۔ جیسا کہ علم شریعت کی جستجو واجب ہے اور ہر شخص اپنے مقام کی بات کرتا ہے۔ انتہی۔ میں کہتا ہون کہ میں نے ایک رسالہ دیکھا ہے جو حضرت محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ نے امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر کو لکھکر بھیجا تھا۔ اسمین اونہوں نے امام صاحب کے درجہ کا علم مین کمتر ہونا بیان کیا ہے۔ حالانکہ امام فخر الدین رازی کا شمار اون علما میں ہے جنپر علوم (اسلامیہ) کی ریاست ختم ہوتی ہے۔ اس رسالہ میں لکھا ہے کہ

علم باطنہ کا فرق

میرے بھائی خدا ہمکو اور تمکو توفیق عطا فرمائے سمجھو کوئی شخص ہمارے نزدیک علم کے مقام میں کامل نہیں ہوتا جبتک کہ اوسکا علم بغیر واسطہ نقل یا استاد کے خدائے عزوجل کی طرف سے نہو۔ کیونکہ جسکا علم نقل یا استاد سے حاصل ہوتا ہے وہ برابر نو پیدا چیزون سے لیتا ہے اور اللہ والے اوسکو خالی از علت نہین سمجھتے۔

---

[1] یہ سورہ کہف (پارہ ۱۵- رکوع ۲۱) کی چھیاسٹھویں آیت کا ترجمہ ہے۔ مصنف کا استدلال اس بنا پر ہے کہ صوفیوں کے نزدیک اور مذہب محقق کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام ولی ہیں نبی نہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیا اولوالعزم میں سے اور رسول تھے ۱۲ مترجم

اور جسنے نو پید اچیزون اور اونکی شناخت میں عمر گنوائی اوسنے ایسا حصّہ خداے عز وجل کے پاس کا کہو دیا - اسلئے کہ آدمی اون علوم مین جو نو پیدا چیزون سے علاقہ رکہتے ہین اپنی عمر کو صرف کرتا ہے اور اونکی حقیقت کو نہین پہونچتا - بھائی جان اگر تم اہل اللہ مین سے کسی شیخ کے ہاتھہ پر بیعت کر کے سلوک اختیار کرتے تو وہ تمکو حق تعالیٰ کی درگاہ تہو تک پہونچا دیتا - اور وہان سے تم اشیا کا صحیح علم الہام کے طریقہ سے حاصل کرتے جسمین نہ مشقت ہے نہ ماندگی ہے نہ بے خوابی ہے جیسا کہ خضر علیہ السلام نے حاصل کیا ہے - اور علم ہے تو وہی ہے جو کشف و شہود سے حاصل ہو نہ کہ وہ جو نظر و فکر اور گمان و قیاس سے اور شیخ کامل حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ کے علمار کو کہا کرتے تہے کہ تمنے اپنے علوم سی عالمون سے یعنی مُردون نے مُردون سے حاصل کئے ہین اور ہمنے اپنے علوم اوس زندہ جاوید سے اخذ کئے ہین جو مرنے والا نہین ہے - اور اے بہائی تمکو چاہیئے کہ علم مین سے اوسی علم کی جستجو مین رہو جس سے تمہاری ذات کامل ہو اور جہان تم جاؤ تمہارے ساتھہ رہے - اور ایسا علم صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے علاقہ رکہتا اور وہب و مشاہدہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے - کیونکہ مثلاً علم طب ہے کہ اسکی ضرورت اوسی عالم مین ہے جہان روگ اور دُکہہ ہے اور جب تم اوس عالم مین انتقال کروگے جہان دُکہہ درد ہی نہین ہے تو وہان اِس علم کے ذریعہ سے کسکا علاج کروگے - اِس سے اے بہائی تمکو معلوم ہو گیا کہ عقل والے کو صرف وہی علم حاصل کرنا چاہیئے جو اوسکے ساتھہ عالم برزخ تک جائے نہ کہ وہ جو عالم آخرت کے سفر کے وقت ساتھہ چہوڑ دے - اور آدمی کے ساتھہ جانیوالے صرف دو ہی علم ہین - ایک تو خداے عز و جل کا علم - اور دوسرا معاملات

آخرت کا علم۔ تاکہ اوس عالم میں جو تجلیات واقع ہوں اونکا انکار نہ کر بیٹھے اور جب حق کی تجلی اُسپر ہو تو نعوذ باللہ منک (تجھسے خدائی پناہ مانگتا ہوں) نہ کہدے جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ اسلیے اے بھائی یہ ضرور ہے کہ اسی عالم میں یہ دونوں علم تجپر کھل جائیں تاکہ انکا پھل تمکو اوس عالم میں ملے۔ اور اس عالم کے انہیں علوم کو جنکی ضرورت اہل اللہ کی اصطلاح کے مطابق خدا کی طرف جانے کے راستہ میں پیش آئے۔ اور اون دونوں علموں کا انکشاف صرف خلوت ریاضت مشاہدہ اور جذب الہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ اے بھائی میں چاہتا تھا کہ تمہارے لئے خلوت اور اوسکے شرائط اور اون تجلیات کا جو تمکو خلوت میں نظر آئیں ترتیب وار تھوڑا تھوڑا ذکر کروں۔ لیکن مخالفت زمانہ نے مجھے اس ارادہ سے باز رکھا۔ مخالفت زمانہ سے میری مراد وہ اشخاص ہیں جنکو اسرار شریعت کی سمجھ نہیں ہے اور جنکا طریقہ لڑنا جھگڑنا ہے۔ یہانتک کہ ایسے لوگ علمی چیزوں سے ناواقف ہوتے ہیں سب سے انکار کرتے ہیں اور تعصب اور نام و نمود سرداری اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنے کی محبت نے اونکو اہل اللہ پر اعتقاد لانے اور انکی بزرگی کو ماننے سے روک رکھا ہے۔ انتہی (رسالہ کی عبارت ختم ہوئی)

اور حضرت محی الدین ابن العربی نے فتوحات اور اپنی دوسری کتابوں مین لکھا ہے کہ صوفیوں کے علم تک پہونچنے کا راستہ ایمان و تقوی ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے "اور اگر ان[1] بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کو انپر کھول دیتے" یعنی ہم اونکو اون علوم پر مطلع

---

[1] دیکھو سورہ اعراف کی آیت ۹۴-۹۶ (پ ۹ ع ۲)

دسیتے جو غیبیات معنیات اور جبروت کے اسرار اور ملک و ملکوت کے انوار سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اور اللہ نے فرمایا ہے" اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا خدا اوسکے لئے نجات کی شکل نکال دے گا اور اوسکو وہاں سے رزق پہونچائے گا جدھر سے اوسکو گمان بھی نہ تہا"۔ اور رزق کی دو قسمین ہیں روحانی و جسمانی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمکو سکہاتا ہے"۔ یعنی تمکو وہ باتیں بتلائے گا جکو تم وسائط کے ذریعہ سے نہیں جانتے اور وہ علوم الٰہیہ ہین اور اسی لئے تعلیم کی نسبت اسم اللہ کی طرف ہے جو ذات پر دلالت کرتا اور اسما و افعال و صفات کا جامع ہے۔ پہر حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ اے بہائی اسلئے تمپر لازم ہے کہ اس گروہ کی تصدیق اور اِنکے آگے سر تسلیم خم کرو۔

اور یہ لوگ کتاب و سنت کے جو معنی و مطلب بیان کرتے ہیں اوسکی نسبت یہ وہم نہ کرو کہ یہ اونکو ظاہر سے پہیر دیتے ہین۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ظاہر آیت و حدیث کے معنی و مطلب لوگون کی سمجھ اور اوسکے تفاوت کے اعتبار سے ہوا کرتے ہیں۔ پس بعض معنی ایسے ہیں جنکے لئے آیت و حدیث آئی ہے اور زبان کی عام بول چال کی رو سے اوسپر دلالت بہی کرتی ہے اور اوسمیں دوسرے باطنی معانی و مطالب بہی ہین جو اس آیت و حدیث کو پڑہتے وقت اوس شخص پر منکشف ہوتے ہین جسپر اللہ اونکو منکشف فرماتا ہے کیونکہ حدیث نبوی میں آیا ہے کہ ہر آیت کا ظاہر باطن حد اور مطلع سات بطن اور ستر تک ہے۔ لہٰذا ظاہر تو وہ ہے جو بے تکلف سمجھ مین آتا اور اُسے قبول کر لیا جاتا اور اون مفید علوم

[51] دیکھو سورۂ طلاق (پارہ ۲۸۔ رکوع ۱۷) کی دوسری اور تیسری آیتیں۔ ۱۲

[52] دیکھو سورۂ بقرہ (پارہ ۳۔ رکوع ۷) کی آیت ۲۸۲۔ ۱۲

میں سے ہے جسکے ذریعہ سے اعمال صالحہ کیے جاتے ہیں۔ اور باطن معارف الہیہ ہیں۔ اور مطلع وہ مفہوم ہے جسمیں ظاہر و باطن ایک ہوجاتے ہیں۔ اور وہ مقصود کلی واتی کا راستہ ہوتا ہے۔ حاصل مراد ان اسکو سمجھو اور ایسے معنوں کو جو عوام کی سمجھ سے باہر ہین اس شریف گروہ سے حاصل کرنے مین کج بحث لوگوں کے معارضہ کے سبب سے نہ رکو۔ انکا یہ معارضہ صحیح نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا احالہ یعنی پھیر کر دوسری طرف لیجانا ہے۔ کیونکہ یہ احالہ نہیں ہے۔ احالہ تو اوس صورت میں ہوتا جب وہ کہتے کہ اوس آیت وحدیت کے اوسکے سوا جو ہم کہتے ہیں کوئی اور معنی ہی نہیں ہیں حالانکہ وہ یہ نہین کہتے۔ بلکہ ظاہر کو ظاہر پر رہنے دیتے اور اوسکے موضوعات کو اوس سے مراد لیتے ہیں اور جو معنی ومطلب کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحم واحسان سے اونکے دلوں مین ڈال دیتا اور اونکی فہموں پر کہول دیتا ہے اوسکو بہی سمجھ لیتے ہین اور یہ جو جہاں کہیں کہول دینے کا لفظ اس طور سے استعمال کرتا ہے وہاں اوسکی مراد یہ ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب عزیز واحادیث شریف لائے ہین اوسکے بہیدکے متعلق نفس یا قلب یا روح کا پردہ دور ہوجائے۔ اسلئے کہ ولی کبہی شریعت نہین لاتا وہ تو کتاب وسنت کے متعلق ایسی نئی سمجھ لاتا ہے جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہ ہوئی تہی اور اسی لئے جسکو اہل طریقت پر ایمان نہین ہوتا وہ اوسکو نہایت ہی عجیب اور غریب سمجھتا اور مذمت کی راہ سے کہتا ہے کہ یہ تو ایسی بات ہے جو کسی سے نہیں کہی تہی۔ حالانکہ مناسب یہ تہا کہ اوسکو اعتقاد کی راہ سے قبول اور اوسکے کہنے والے سے فائدہ حاصل کرتا۔ اور جس شخص کی شان انکار کی ہوتی ہے وہ اپنے زمانہ کے اولیا میں سے کسی سے فائدہ نہیں اوٹہاتا اوسکے حق میں یہ کہلا ہوا گہاٹا کیا کم ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے

کہ سننے والا اسکے واسطے کی مراد کی ضد سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ علماء بغداد میں سے ایک شخص پر یہ واقعہ گذرا کہ وہ ایک روز جامع مسجد کو جا رہا تھا کہ ایک شرابی نے اس مضمون کے دو شعر پڑھے ہیں

سب برات کے حب میں دل گذر جائیں ستپنہ جام کا دل تک تار ٹوٹے یا سے

جو جوٹے جام ہوں اوسسے لینا ہرگز کام کہ وقت تنگ ہے ایسا ہو کہ ضائع جائے

اس کو سنکر وہ دیوانہ وار میدانوں میں بھاگتا ہوا مکہ تک چلا گیا اور جب تک اوسکو موت نہ آئی برابر اسی حال میں رہا۔ اسی لئے اشعار و غزل کے سننے سے وہی لوگ منع کئے گئے ہیں جو ایسے محجوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اونکے دلوں کی آنکھیں نہیں کھولی ہیں کیونکہ اگر اونکی یہ آنکھیں کھلی ہوں تو صاف ایسے ہمت سے دیکھیں اور چمکتی ہوئی فہم و معرفت کی روشنی کے ساتھ سنیں اور غیب کے معانی کا اشارہ پائیں اور جسقدر اسرار سے مطلع ہوں اوسکے مطابق عمدہ ترین پیرایہ کی پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے[1] "ہمارے اون بندوں کو خوشخبری سنا دو جو بات کو کان لگا کر سنتے اور اوس میں سے اچھی باتوں پر چلتے ہیں یہی تو وہ لوگ ہیں جنکو خدا نے ہدایت دی ہے اور یہی تو عقل رکھتے ہیں"۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شریف گروہ کو عوام الناس اور حاسد جھگڑنے والوں کے ساتھ مبتلا کیا ہے۔ اسلئے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ انہیں سے کسیکا دل کسی خاص ولی کی تصدیق کی طرف رجوع ہوتا ہو۔ بلکہ وہ تم سے یہی کہے گا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا و برگزیدہ موجود ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ کہاں ہیں پس کوئی ایسا نہو گا جسکا تم ذکر کرو اور وہ اوسکا عیب نکالکر دھر دے اور اونکے

---

[1] دیکھو سورۂ زمر (پارہ ۲۳ رکوع ۱۶) کی سترھویں و اٹھارہویں آیتیں۔ ۱۲

ولی اللہ ہونے پر حتمین تمام ختم کرے۔ حال آنکہ اوسکو یہ نہیں سوجھتا کہ اولیاء اللہ کے
صفات اولیاء اللہ ہی پہچان سکتے ہین پھر جو شخص ولی نہین ہے وہ کسی شخص کی ولایت
کی نفی کہان سے کرتا ہے یہ تو محض تعصب کے سوا کچھ بھی نہین ہے۔ جیسا کہ ہم اسیے
زمانہ مین ابن تیمیہ کا انکار ایسے اور ایسے اون بہائیون کی نسبت دیکھ رہے ہین جو ہمارے
مین سے ہین۔ بہائیو جسمین یہ صفت پائی جائے اوس سے پرہیز کرو اور جسطرح جو تحوار درندہ
سے بہاگتے ہو اوسیطرح اوسکی صحبت سے بہاگو۔ اللہ تعالی اسیے کرم وست سے ہمکو اور سکو
اولیاء کا سچا سمجہنے والا اور اونکی کرامات پر ایمان لانیوالا بنائے انتہی (شیخ ابو الحسن
شاذلی کا قول ختم ہوا) اور موصلی نے کتاب مناقب الابرار مین فضیل بن عیاض
رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ دیکہو مولویون کی صحبت سے بچتے
رہو اسلئے کہ اگر وہ تمکو دوست رکہین گے تو تمہاری تعریف مین ایسی باتین بیان کرینگے جو تم
مین نہین ہین اور اس طور پر تمہارے عیبون کو تمسے پوشیدہ رکہین گے اور اگر تمسے عداوت
رکہین گے تو تمہاری مذمت مین ایسے امور ظاہر کرینگے جنسے تم پاک ہو اور لوگ اونکا
کہنا سچ سمجہ لیں گے شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی اسیے
انبیاء و اصفیاء کے بارہ مین یہ روش چلی آتی ہے کہ اونکی ابتدائی حالت مین برابر اور انتہائی
حالت مین جب کبہی اونکا دل اللہ تعالی کے سوا اور کی طرف مائل ہو تو اونپر مخلوق کو مسلط فرماتا
ہے مگر آخر مین جب وہ پورے خدا ہی کے ہو رہتے ہین تو اونہین کی جیت ہوتی اور
میدان اونہیں کے ہاتھ رہتا ہے۔ انتہی

مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مرید سالک پر مخلوق کیطرف رجحان اور
اپنی نسبت اپنی حوش اعتقادی کے میلان کے ساتھ خلوص اور بارگاہ خداوندی کیطرف

جانا سخت دشوار ہوتا ہے اسلیئے جب آدمی اوسکو اذیت پہونچاتے اور اوسکی برائیان کرتے اور جھوٹھ اور تہمت اوسکی نسبت کرتے ہین تو اوسکا نفس اون سے بہاگتا اور جدا ہی چاہتا ہی اوسکا میلان اونکی طرف باقی نہین رہتا - اور تب اوسکا معاملہ اپنے رب کے ساتھ صاف ہوجاتا اور اوسکی توجہ اوسکی طرف ٹھیک ہوجاتی ہے - کیونکہ اوسکے سوا کسی کیطرف اوسکا خیال ہی نہین جاتا ہے - اور پھر اپنی انتہائی سیر کے بعد جب وہ خلق کی رہنمائی کیطرف لوٹتے ہیں تو بردباری درگذر و عیب پوشی کے خلعت سے سرفراز ہوجاتے ہین - اسلیے خلق اللہ کی اذیت کو برداشت کرتے اور خدا کے بندون سے جو کچھ اونکی نسبت سرزد ہوتا ہے سب پر وہ خدا سے راضی رہتے ہین - اور اس سے اللہ تعالی اپنے بندون کے درمیان اوسکا رتبہ بلند کرتا ہے - اور اوسکے انوار کامل ہوتے ہیں - اور جو کچھ تکلیف اونکو خلق اللہ سے پہونچتی ہے اوسکی برداشت سے رسولون کی میراث کے سچے مستحق ٹھیرتے ہیں اور اسی سے اونکے مراتب کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے - اسلیئے کہ آدمی اپنے دین کی مقدار کے مطابق آزمایا جاتا ہے - اللہ تعالی کا ارشاد ہے[٥١] "اور ہمنے انہین سے امام بنائے تھے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور (یہ منصب امامت اونکو اوسوقت ملا) جبکہ وہ صبر کیئے رہے" اور اللہ تعالی کا قول ہے[٥٢] "اور تمسے پہلے بھی رسول جھٹلائے جا چکے ہین تو اونھون نے لوگون کے جھٹلانے پر اور اون کی ایذا دہی پر صبر کیا یہانتک کہ ہماری مدد اونکے پاس آپہونچی" اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کاملین میں سے کوئی دو شہودون سے خالی ہوگا - یا اوسکے قلب میں حق تعالی کا شہود ہوگا پس وہ حق کے ساتھ

---

٥١ دیکھو سورہ سجدہ (پارہ ۲۱ - رکوع ۱۶) کی چوبیسوین آیت ۱۲

٥٢ دیکھو سورۂ انعام (پارہ ۷ - رکوع ۱) کی چوتیسوین آیت ۱۲

ہوگا مدروں کی طرف اوسکو التفات ہی ہوگا۔ یا خلق کا شہود ہوگا اور اس صورت میں وہ
او ہیں اللہ تعالی کے سدے پائیگا اور اوسکے آقا کی وجہ سے اونکی خاطر و مدارات کریگا
اور اگر وہ سالی اللہ کے درجہ مین ہوگا تو ہمکو اوس سے بحث نہین ہے۔ اسلئے کہ ہماکی
حالت میں اس سے تکلیف اُٹھجاتی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ اولیا رو علمار
مین سے جو شخص انبیا رعلیہم الصلوۃ و السلام کے قدم بقدم چلتا ہے اوسکے لئے ضرور
ہے کہ ستایا جاسے جیسے وہ ستائے گئے تھے۔ اور اسیر طوفان باندھے جائیں
جیسے اوپر باندھے گئے تھے تاکہ جسطرح اوہون نے صبر کیا تھا یہ بھی کرے۔ اور خلق اللہ
پر رحم کرنے کی عادت کرے۔

ولی کی ولایت خلق اللہ کے اعتقاد کا سست

اور سیدی علی خواص کو میں کہتے سُنا کہ اگر اللہ کی طرف بلانے والون کا کمال
اسپر موقوف ہوتا کہ خلق اللہ کا اوسکی تصدیق پر اتفاق ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے
پیشتر کے انبیا سب سے زیادہ اسکے مستحق تھے۔ حال آنکہ ایک گروہ نے اونکی تصدیق
کی اور اللہ تعالی اپنے فضل سے اونکو سیدھی راہ پر لایا۔ اور باقی اس نعمت سے محروم رہے
اور اللہ تعالی نے اپنے انصاف سے اونکو شقی بنایا۔ اور چونکہ اولیا رو علمار لوگوں کی غمخواری
کے مقام مین رسولوں کے نقش قدم پر چلتے ہین۔ اسلئے اونکے بارہ میں بھی لوگوں کی
دو ٹولیاں ہوجاتی ہیں۔ ایک تو معتقد اور سچا جانے والی۔ اور دوسری منکر جھٹلانیوالی
جیسا کہ رسولون علیہم الصلواۃ و السلام کو پیش آتا رہا ہے۔ تاکہ اللہ تعالی اس سے اون کو
انکی میراث کا حقدار بنا دے۔ پس اونکی تصدیق اور اونکے علوم و اسرار کا اعتقاد جو کرینگے
جنکو اللہ تعالی اُن میں شامل کرنا چاہے گا۔ گو وہ ایک زمانہ کے بعد ہی کیوں نہو۔ اسیطرح
اونکے جھٹلانے والے اور انکار کرنے والے تو وہ اونکی بارگاہ کے نکالے ہوئے ہیں

اور اللہ تعالیٰ اونہیں اونکی اس حرکت کے باعث اور بھی دور پھینکتا جاتا ہے۔ اور اولیا و علما کے ماننے والے جنپر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے لوگوں مین سے تھوڑے ہی اس سبب سے ہوتے ہین کہ اونکے طریق سے ناواقفیت کا غلبہ اور غفلت کا زور ہوتا ہے اور اکثر آدمیون کو اپنے نفس کے رشک و حسد کے باعث کسی شخص کی بزرگی و عظمت بُری لگتی ہے۔ چنانچہ کتاب مجید نے نوح علیہ السلام کی قوم کے بارہ میں اسکو ظاہر کیا ہے "اور جو لوگ ایمان لا چکے ہین (ان سب کو کشتی مین لادلو) اور اسکے ساتھ ایمان بھی بس تھوڑے ہی سے لوگ لائے تھے" اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔ ولیکن اکثر آدمی نہین جانتے" اور جناب باری عزّ اسمہ نے فرمایا ہے "یا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ انمین اکثر سنتے یا سمجھتے ہین۔ یہ تو بس چوپایون کیطرح کے ہین بلکہ یہ (اُسسے بھی) گئے گذرے ہیں" اور اونکے سوا اور بھی آیتین ہین۔

اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ عوام الناس کو کہان نصیب کہ حق تعالیٰ کے اُن اسرار کو سمجھ سکین جو خاص بندوں یعنی اولیا و انبیاء کے ساتھ ہوتے ہین اور اُس نور کا تصور کرسکین جو اُنکے دلو نمین چمکتا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی اکثر مخلوق سے پردہ ہی میں رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اونکا بہت بڑا رتبہ ہے۔ اور اگر لوگوں مین ظاہر و عیان رہتے اور یہ اُنھیں اذیت دیتے تو یہ اللہ تعالیٰ سے علانیہ جنگ کرتے اور اللہ اُنکو ہلاک کر دیتا۔ اسلئے مخلوق سے اُنکا چھپائے رکھنا مخلوق کے حق میں رحمت ہے۔ اور اولیا میں سے جو لوگ کہ خلق پر ظاہر ہوتے ہین تو ظاہری

[margin: اللہ کے چھپے ... سب اور ... کی صورتیں]

سلہ دیکھو سورۂ ھود (پارۂ ۱۲۔ رکوع ۴) کی چالیسوں آیت ۱۲

سلہ قرآن مجید میں بیسیوں جگہ واقع ہے ۱۲

سلہ دیکھو سورۂ فرقان (پارۂ ۱۹۔ رکوع ۲ کی) چالیسویں آیت ۱۲

علم اور اوسکی دلالت سکے پائے جانے کی حیثیت سے ظاہر ہوتے ہیں ورنہ رازِ ولایت کی حیثیت سے تو وہ ہمیشہ چھپے ہی رہتے ہیں۔ اور شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ ہر ولی کے لئے ایک یا چند پردے اوسکے مشابہ ہوتے ہین جو اللہ تعالی کی نسبت منقول ہین۔ کہ اوسکے ستر حجاب ہین اور اوسکی معرفت نہین ہوتی مگر انکے باہر سے۔ یہی حال ولیون کا بھی ہے۔ بعض تو اسباب کے پردہ میں ہوتے ہیں۔ اور بعض ظاہری عزت و رعب و قہر کے پردون مین۔ یعنی جسکے قلب پر حق تعالی کی جیسی تجلی ہوتی ہے اوسی کے مطابق اوسپر پردہ پڑا رہتا ہے۔ اِس سبب سے لوگ کہتے ہیں کہ اس نفس کے ساتھہ ہرگز یہ شخص ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ اور اوسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب حق تعالی بندہ کے قلب پر قہر کی صفت کے ساتھہ تجلی فرماتا ہے تو وہ بندہ قہار ہوتا ہے۔ اور انتقام کی صفت کے ساتھہ تو منتقم۔ اور رحمت و شفقت کی صفتوں کے ساتھہ تو مشفق و رحیم۔ اور علی ہذا پھر جو ولی کہ عزت و رعب و قہر و انتقام کا مظہر ہوکر ظاہر ہوتا ہے اوسکی ہمراہی مریدون مین سے وہی اختیار کرتا ہے جسکو اللہ تعالی نے نفس و ہوا سے پاک کردیا ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر دور میں ایسے اولیاء و علماء ہوتے ہین جنکے آگے اوس زمانہ کے بادشاہ سر جھکاتے اور حکی فرمانبرداری و اطاعت کرتے ہیں۔ اور انہین سے بعض ایسے ہوتے ہین جو ظاہری علم کے مشغلوں اور ظاہری نفلوں کی گمنامی مین اپنے آپ کو چھپاتے ہین یہانتک کہ تم انہین اور کم علم طالب علمون مین مشکل تمیز کرسکتے ہو۔ اور انہین سے بعض دنیا کی کشاکش مین پڑے اور حب ریاست جتلانے اور لباس فاخرہ زیب بدن کرنے کے ذریعہ سے اپنے اوپر پردہ ڈالے رہتے ہین۔ حال آنکہ باطن مین بہت ہی بڑے پایہ کے ہوتے ہین۔ اور بعض کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ بادشاہون۔ امیرون اور مالدارون کے پاس کثرت سے آمدورفت رکھتے ہیں

اوراون سے دنیاوی چیزون کا سوال کرتے ہین اور بہ برس خطیب امام وغیرہ کی نوکریان
ڈہونڈہتے ہین اور پہر اونمیں ایسا عدل اور ایسی نیک چلنی اور نیکو کاری رہتی ہے کہ اُنکے
سو کسی حاکم یا عملہ یا مولوی سے ہو نہیں سکتی ہے- اور وہ ایسی ماہواریوں سے خود کچھ
ہی نہین کہاتے- یا کہاتے بہی ہیں تو بقدر رزق سے زیادہ نہیں- پس جو لوگ کم فہم
اور کم عقل ہیں وہ کہتے ہین کہ اگر یہ شخص ولی اللہ ہوتا تو امیرون کے پاس ہرگز آمد و رفت
نہ رکہتا بلکہ ایسی گوشۂ تنہائی یا گہر کے اندر علم میں مشغول رہتا اور اللہ اللہ کیا کرتا اولیاء اللہ
اسلئے زمانہ مین ہوگئے- خدا اونپر رحمت بہیجے- اور اسی قسم کی دل دکہانے والی
کی اور باتین کہتے ہیں- لیکن ایسا کہنے والے اگر اونکی دینداری و پرہیز گاری کی کامل تحقیقات
کرین تو ایسے اولیاء و علماء کو بُرا کہنے سے احتراز کرین- اسلئے کہ یہ لوگ اکثر بادشاہوں
وغیرہم کے پاس کسی بُرائی کو دور کرنے یا کسی مظلوم کو قید سے چہڑانے یا ایسے بدگمان جلد
کے کام نکالنے کے لئے آتے جاتے ہیں جنکی رسائی وہان تک ممکن نہین اور وہ ایسے
ولیون اور عالمون سے درخواست کرتے ہیں جنپر اونکا اعتقاد ہے اور اسلئے اِن لوگوں پر
اونکی ضرورتون کے لئے حاکمون کے پاس جانا واجب اور پہلوتہی کرنا حرام ہوجاتا ہے-
ایسے علماء و اولیاء کی بدگوئی مین ہمیشہ احتیاط کرنی چاہیئے- خصوصاً جب ہم دیکہیں کہ ایسی
آمد و رفت رکہنے والے علماء و اولیاء اپنے قبضہ کی چیزوں مین زہد رکہتے ہیں- اور جب
امیروں اور حاکمون کے ساتہ بیٹہتے ہیں تو ایمان کی عزت و حرمت کو ہاتہ سے نہیں
دیتے اونکو نیک کاموں کا حکم دیتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہین- اور جنکی سفارش
حاکمون سے کرتے ہیں اونکا ہدیہ قبول نہین کرتے- ایسا شخص محسنین مین سے ہے اور
کسی کو جائز نہین ہے کہ اونپر مذکورہ بالا سبب سے اعتراض کرے- اور جیسے سیدی علی الخواص رحمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنا کہ جب فقیر کو دنیادار امیرون کی نسبت معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت کو سنتے اور اوسکی سفارش کو مانتے ہین - تو اوس فقیر پر اونکی صحبت اور اون کے
پاس آمد ورفت واجب ہو جاتی ہے - اور جسکو اللہ تعالیٰ نے نور عطا فرمایا ہے اوسکو اسکی
تمیز ہو جاتی ہے کہ کیا کرنا اور کیا ترک کرنا چاہیئے - انتہی (علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قول تمام ہوا) **مین کہتا ہون** کہ بعض اولیاء کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ خلق اللہ جو کچھ ہدیہ
وصدقات اونکو دیتی ہے اونکو وہ قبول کر لیتے ہیں اور اوسمین اپنا مال ملا دیتے ہیں اور اس
سے لوگون پر یہ ظاہر کرتے ہین کہ یہ کل غیرون کی خیرات مین سے ہے اور جو لوگ دیتے
ہیں اونکی سخاوت کی تعریف کرتے اور لوگون کو اس وہم مین ڈالتے ہیں کہ خیرات کے مال
میں سے اپنی ذات اور اپنے بال بچوں کے لئے کچھ رکھ لیا اور محتاجون کو نہیں دیا ہے
حالانکہ اوسمیں اپنا مال ہی ملا دیا ہے اور لوگوں کا ایسا وہم پختہ کرنے کے لئے اسطرح کی باتین
کرتے ہین کہ اس زمانہ میں ہلاکس سے یہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے خیرات لے اور
فقیرون کو دیدے اور اوسکے دل میں اوسمیں سے کچھ رکھ چھوڑنے کا خیال نہ آئے -
مگر ایسا کہنا تو بُرا ہے اللہ ہی معاف کرے - اور یہ ان مردان خدا کے بہت بڑے
اخلاق مین سے ہے جنھون نے اپنا معاملہ خدا کے ساتھ خلوص پر رکھا ہے - کیونکہ جب
لوگون کی آنکھون مین اوسکی ایسی ظاہر رویت حقارت و ذلت و رسوائی ہوگی تو کسیکی آنکھ اوسکے
باطنی کمال پر نہ پڑے گی - اسلئے کہ جہاں آدمی نے مخلوق کا ہدیہ قبول کیا یقیناً اونکی آنکھوں
سے گرا - جیسا کہ جسے اوسکو واپس کیا وہ اونکے نزدیک معزز ہوا - حالانکہ ممکن ہے
کہ واپس کرنے والے نے ریا و زور سے لوگون کے دل اپنی طرف پھیرنے کے لئے
ایسا کیا ہو تاکہ لوگ اوسکی تعظیم و تکریم کرین اور اوسکی مدح و ثنا مین خوش تر زبان ہون مفضل رحمۃ اللہ علیہ

رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو شخص لوگوں سے لیا ترک کرکے اون سے تعریف کا طلبگار ہے - وہ تو اپنے نفس اور نفسانی خواہش ہی کی پرستش کرتا ہے اوسکو اللہ تعالی سے کیا سروکار - **مین کہتا ہون** کہ پرستش سے اطاعت مراد ہے - اور یہی اونہین کا قول ہے کہ جس شخص کو اپنے نفس سے واپس کردینے کے فتنہ کا اندیشہ ہو اوسکو چاہیئے کہ لے لے اور بعد کو جیب چاپ مستحق کو دیدے اور خود اپنے لئے اوسمیں سے کچھ بھی نہ لے - انشاء اللہ اس تدبیر سے وہ فتنہ سے امن مین رہے گا شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ اولیاء اللہ کی طرف سے جتنی چیزین کہ بداعتقاد کرتی ہیں اونمیں سے ایک یہ ہے کہ کسی شخص سے جسنے اونکا لباس پہنا ہو اور اونکے جیسے طریق کی طرف منسوب ہو کوئی لغزش واقع ہو جائے - اور ایسی بداعتقادی پر جما ہوا رہنا خدا سے بہت بڑا الگ کرنے والا ہے - کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "اور خدا کے (جتنے) کام (ہین ایک امر) تقدیری (ہین جو روز ازل سے) ٹھیرے ہوئے ہین" اور "کوئی کسی دوسرے کے بار کو اپنے اوپر نہین لیگا" ہر ایک شخص کے برا کرنے سے کہان سے لازم آیا کہ اوسکے کل ہمرنگ وہمطریق برے ہو جائین - یہ تو محض عداوت اور باطل کا تعصب ہے اور کچھ بھی نہین **قطعہ**

سحاب سور ظن مین اولیاء اللہ کا چھپنا ✻ دلیل صاف وروشن ہے کہ کامل ہے فروغ انکا

شب تاریک مین گر ابر تیرہ چاند کو ڈہانکے ✻ ضیاء حسن مین اوسکے تو فرق آتا نہین اصلا

مین کہتا ہون کہ اولیاء اللہ کی شناخت سب سے بڑھکر مار ڈالنے والا ماتلت

ف ۱ دیکھو سورۂ الاحزاب (پارہ - ۲۲ - رکوع ۲) کی اڑتیسوین آیت ۱۲

ف ۲ دیکھو سورۂ بنی اسرائیل (پارہ - ۱۵ - رکوع ۲) کی پندرہوین آیت ۱۲

دشناسائی کا خیال ہے۔ یہ خیال بہت بڑا حجاب ہے جسمیں بہت سے اولین و آخرین کی راہ ماری گئی ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ ایک قوم کے حال میں فرماتا ہے[1] "اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں (پڑا) پھرتا ہے" لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ اسے کسی بندہ کو اپنے کسی ولی سے ملائے تاکہ اوس سے ادب سیکھے اور اخلاق میں اوسکی پیروی کرے تو اسکی بشریت کا رخ اوسکی طرف سے پھیر دیتا اور اسکی خصوصیت کا پہلو اوسکی آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے۔ اسلئے وہ بغیر کسی شک کے اِس کا معتقد ہوجاتا اور اسکو نہایت دوست رکھتا ہے۔ اور اکثر آدمی جو اولیاء اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں وہ اوکی بشریت ہی کے رخ کو دیکھتے ہین۔ اِسی لئے وہ بہت تھوڑا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور اپنی پوری عمر اُنکے ساتھ بسر کرتے ہیں اور اون سے کچھ نفع نہیں اُٹھاتے اور خدائی حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ کسی ایک شخص کے اعتقاد پر ساری خلق اللہ کا اتفاق ہو۔ اور اسمیں ایک چھپا ہوا اسرار ہے اور وہ یہ کہ اگر کُل مخلوق اوسکو سچا جانے تو وہ جھٹلانیوالوں کے جھٹلانے پر صبر کرنے کے اجر سے محروم رہے اور اگر ساری مخلوق اوسکو جھوٹا ہی کہے تو سچا سمجھنے والوں کی تصدیق اور پیروون کی متابعت کے شکر کا اجر اوسکے ہاتھ سے جاتا رہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن اختیار سے چاہا کہ اوسکے اولیاء کے بارہ مین لوگوں کی دو قسمیں ہوں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ایک قسم معتقد و مُصدّق۔ اور دوسری مُنکر و مکذّب۔ تاکہ وہ پہلی قسم کے اعتبار سے شکر کے ساتھ۔ اور دوسری کے اعتبار سے صبر کے ساتھ۔ خدا کی عبادت کریں۔ کیونکہ ایمان کے دو حصے ہیں آدھا صبر ہے اور آدھا شکر۔

---

[1] دیکھو سورہ فرقان (پارہ ۱۸ رکوع ۱۶) کی ساتویں آیت ۱۲

اور مینے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالی عنہ کو کہتے سنا کہ نفس تعریف سے پھولا جاتا ہے اور مذمت سے صاف وستھرا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو اوس شخص کے قول کی طرف ہرگز کان نہ دہرنا جو علما رو فقرا کے کسی گروہ کا منکر ہو ورنہ اللہ تعالی کی رعایت کی آنکھہ سے گر جاؤ گے اور اوسکی ناراضی کے مستوجب ٹھیرو گے۔ اور جنید رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ جو شخص اس گروہ کے ساتھ بیٹھے اور جو باتیں اونکے نزدیک متحقق ہیں اونمیں سے کسی مین اونکی مخالفت کرے اوسکا نور ایمان اللہ تعالی چھین لیتا ہے **مین کہتا ہون** کہ اونکی مراد اس نور ایمان سے ہے جو اوس امر کے متعلق تہا جسمیں اوسنے مخالفت کی نہ کہ ہر قسم کے ایمان کا نور جیسا کہ اللہ اور ملائکہ اور اوسکی کتابون اور رسولون اور روز قیامت وغیرہ پر ایمان رکہنے کا نور۔ اسکی نظیر یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ زانی جسوقت زنا کرتا ہے اوسوقت اوسمین ایمان نہیں ہوتا یعنی اس مسئلہ پر ایمان نہیں ہوتا کہ زنا کی حالت میں اللہ تعالی اوسکو دیکھہ رہا ہے۔ اور قوم صوفیہ سے جہگڑا کرنے سے صرف اسوجہ سے منع کیا ہے کہ اونکے علوم دل کی یافت ہیں نقل کے ذریعہ سے نہین آئے ہین اور جو شخص مشاہدہ اور معائنہ سے خبر دیتا ہو اوس سے سننے والے کو نزاع کرنی جائز نہیں ہے بلکہ اگر وہ مرید ہو تو تصدیق واجب ہے اور مریدگانہ ہو تو تسلیم کیونکہ اس فرقہ کے علوم میں منازعت کی گنجایش ہی نہین ہے یہ علوم نبی کی میراث ہین۔ اور حدیث میں ہے کہ نبی کے پاس تنازع نہ کرنا چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدال سے منع کیا اور مجادلہ کرنیوالے کے حق میں فرمایا ہے کہ اوسکو چاہیئے کہ دوزخ میں اپنے بیٹھنے کی جگہہ بنالے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ معارف آلہیہ و اشارات ربانیہ میں لوگوں کا اصل اعتراض یہ ہے کہ عقل کی روش سے خارج ہیں اور بغیر نقل کے اوپر سے آئے ہین یعنی

اپنی عقل و نقل اور نظر و فکر کو دخل نہیں ہے۔ اسلئے وہ انکی طریقہ سے بیگانہ و ناواقف ہیں۔ اور
ناواقفیت کے باعث اون سے انکار کرتے ہیں۔ اور جو شخص کسی طریقہ کا منکر ہوتا ہے
وہ خواہی نخواہی اوس طریقہ والوں سے عداوت رکھتا ہے۔ اسلئے کہ اوسکے اعتقاد
میں وہ طریقہ فاسد اور اوسکے ماننے والوں کے عقائد باطل ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں خیال
کرتے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار لازم آتا ہے اور ہر عاقل پر واجب ہے کہ
جس چیز سے ناواقف ہو اوسکا انکار نہ کرے تاکہ منکرین میں داخل ہو۔ اسلئے کہ اولیاء و
علماء باعمل حقیقی تصدیق و صدق و تسلیم و اخلاص و وفاء عہود کی سایر اللہ تعالیٰ کے حضور
میں حاضر اور مراقبۂ انفاس کے سبب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ یہانتک کہ انہوں نے
اپنی باگیں اوسکے ہاتھ میں دے رکھی ہیں اور اپنی جانیں بےچون و چرا اوسکے سپرد کردی
ہیں۔ اور اپنے پروردگار کی ربوبیت سے تدبر ناکرا اور اپنے بارہ میں اوسکی قیومیت کو کافی
سمجھکر کسی وقت بھی اپنی حالوں کی پروا نہیں کرتے۔ اسلئے جو کچھ وہ خود اپنے لئے کرتے
اوسکو اللہ تعالیٰ ہی انجام فرماتا بلکہ اوس سے کہیں زیادہ کرتا ہے۔ اور جو شخص اون سے لڑتا
ہے اون سے اللہ ہی لڑتا ہے۔ اور جو اون پر غالب آنا چاہتا ہے اللہ ہی اوسپر غالب
آتا ہے۔

سیدی ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے علم قدیم کے ذریعہ
سے معلوم تھا کہ اس گروہ کے حق مین لوگ ایسا ایسا کہینگے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی
ذات پاک سے ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ایک قوم پر جس سے اوسنے منہ پھیر لیا بدبختی کا حکم
جاری فرمایا۔ پس اوس قوم نے جناب باری تعالیٰ پر جور و سیے رکھے اور مفلس و تنگدست
ہونے کے عیب لگائے۔ پھر جب لوگوں کے کافر۔ زندیق ساحر مجنون وغیرہ کہنے سے

کسی ولی وصدیق کے دل مین انقباض پیدا ہوتا ہے تو خدائی صدائین اوسکے گوش دل مین چپکے سے کہتی ہین کہ اگر ہمارا اصل تخمیر ہوتا تو بہی تیرے واقعی صفات ہوتے۔ کیا تو اپنے بہائیوں کو بہی آدم مین سے نہیں دیکہتا کہ کیونکر اونہوں نے ہمسے گستاخیان کیں اور جو باتین ہماری شان کے شایان نہین ہین وہ ہماری طرف منسوب کیں۔ اگر اسپر بہی اوسکا انقباض نہ گیا تو پہر وہی حقانی صدائیں کہتی ہین کہ کیا تو نہین یا تو نہین سانا دیکہہ کہ ہماری نسبت وہ باتیں کہی گئی ہین جو ہماری عظمت وجلال کے سزاوار نہیں اور ہمارے حبیب محمد اور اوسکے بہائیون انبیا ورسل کی طرف اونکے رتبون کے خلاف جادوگروں کی تہمتیں لگائی گئین اور اونکو لوگوں نے کہا کہ خدا کی طرف ملانے سے انکی غرض ریاست اور دوسرون پر اظہار فضیلت کے سوا کچہہ نہین ہے۔ اب اے بہائی اوس علاج کی طرف نظر دوڑا او جو حق تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس وقت فرمایا جب وہ کفار کے قول سے دل تنگ ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝[1] پس اے ولی تجہپر اس بارہ مین اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے اسلئے کہ یہ خدائی طب اور ربانی علاج ہے اور جو دل تنگی کہ اغیار اہل انکار وصاحب غرور کی باتون سے پیدا ہو اوسکا ازالہ اسی سے ہوگا۔ اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ تسبیح کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی کو اون چیزون سے پاک

---

[1] اسکے قبل کی آیت یہ ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ اور تینوں مسلسل آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔ اور ہمکو معلوم ہے کہ جو کافر جیسی باتین کہتے ہیں انکی وجہ سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتہہ تسبیح کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگے رہو یہانتک کہ تمکو امر یقینی پیش آئے۔ ۱۲

ومُنزّہ قرار دیا جانا چاہیئے جو اوسکے کمال کی شایاں نہیں ہین۔ اسطور پر کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ امور سلبیہ کے ساتھ کیجائے اور جناب الٰہی سے نقائص کی جیسے تشبیہ و تحدید ہے نفی کیجائے۔ اور "تحمید" سے مراد یہ ہے کہ جو امور کہ اوسکے جمال و جلال کے سزاوار ہین اونکے ساتھ اوسکی ستائش کیجائے۔ اور یہ دونوں چیزیں (یعنی تسبیح و تحمید) اوس دل تنگی کے مرض کی دوا اکسیر مثال ہیں جو انکار و مضحکہ کرنیوالوں کے قول سے پیدا ہوتی ہے۔ اب رہا "سجدہ" سو یہ اس امر کا کنایہ ہے کہ بندہ بلندی و رفعت کی طلب سے اپنے آپ کو پاک کرے۔ اسلئے کہ سجدہ کرنیوالا اپنے سجدہ کی حالت میں بلندی کی صفت سے عاری ہوجاتا ہے۔ اسیواسطے بندہ کو شرع میں حکم دیا گیا ہے کہ سجدہ مین سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہے۔ اور اوس "عبودیت" سے جسکی طرف واعبد ربک حتی یاتیک الیقین میں اشارہ ہے مراد یہ ہے کہ اپنی ذلت اور عزت کی طلب سے اپنی بیزاری کا اظہار کرے اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو ذات و صفت کے اعتبار سے فنا کردے تب اُسکو روحانی برگزیدگی و عزت کے خلعت عطا ہونگے۔ جسکی طرف خداوند تعالیٰ کے قول واسجد واقترب[۵۱] اور لایزال[۵۲] عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت لہ سمعا وبصرا الحدیث حدیث قدسی میں آیا ہے۔ اور اہل طریقت کے نزدیک "نوافل"

[۵۱] اور سجدے کرو اور قرب حاصل کر ۱۲

[۵۲] ہمیشہ بندہ نوافل کے ذریعہ سے میری نزدیکی ڈھونڈھا کرتا ہے یہانتک کہ میں اوسکو دوست رکھتا ہوں اور جب میں اوسکو دوست رکھتا ہوں تو اوس کے کان آنکھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہوجاتا ہوں ۔ ۱۲

اس سے عبارت ہے کہ بندہ اپنے رب عزوجل کے شہود کے وقت اپنے نفس کے شہود میں فانی ہوجاسے۔ اور "یقین" یقن الماء فی الحوض سے ماخوذ ہے جو اوس وقت بولتے ہین جب پانی ٹھیر جاتا ہی اور اس سے مراد یہ ہے کہ تردد شک و وہم وظن کے دور ہوجانے کی وجہ سے سکون قرار و اطمینان حاصل ہوجاسے۔ شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ اس "سکون قرار و اطمینان" کی اضافت جب عقل نفس کیطرف ہوتی ہے تو اوسکو علم الیقین کہتے ہین اور جب روح روحانی کیطرف ہوتی ہی تو عین الیقین کہتے ہین اور جب قلب حقیقی کیطرف تو حق الیقین کہتے ہین اور جب سر وجودی کیطرف تو اوسکو حق الیقین کی حقیقت کہتے ہیں اور یہ مراتب سب کے سب صرف اوسی شخص ہیں جمع ہوتے ہیں جو مردان خدا میں سے کامل ہوتا ہے انتہی۔ اور جنید رحمہ اللہ تعالیٰ اور شبلی علیہ الرحمہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا راز محجوبوں کے درمیان افشا نہ کرنا۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ فقیر کو یہ چاہیئے کہ توحید خاص کی کتابین پڑھے مگر مصدقین اہل طریقت کے سامنے یا اونکے ماننے والوں کے سامنے ورنہ جھٹلانے والون کے لئے وبال کا اندیشہ ہے۔ اور ابوتراب نخشبی رضی اللہ عنہ کا قول اوپر گذر چکا ہے کہ وہ اہل انکار مین سے محجوبین کی نسبت کہا کرتے تھے کہ جب قلب اللہ تعالیٰ کی روگردانی کا مانوس ہوجاتا ہے تو اولیا اللہ کی عیب جوئی اوسکی مصاحب ہوجاتی ہے **مین کہتا ہون** کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ قلب سے بارگاہ الٰہی کیطرف رجوع کرنے والون مین سے ہوتا تو ضرور حاضرین بارگاہ کی خوشبو اوسکو پہونچتی اور وہ اونکے ساتھ ادب کا برتاؤ اور اونکی مدح کرتا۔ اون سے محبت رکھتا اور اونکی جوتیاں اٹھاتا تاکہ یہ اوسے اوس بارگاہ کے قریب پہونچا دیتے اور وہ بھی انکا سا ہوجاتا جیسا کہ دنیاوی بادشاہوں کا تقرب ڈھونڈھنے والے کیا کرتے ہیں۔

میں کہتا ہون کہ یہین سے اسکی وجہ بھی سمجھ مین آتی ہے کہ کیون کا طین اہل حقیقت مقامات توحید خاص کے کلام کو مخفی رکھتے ہین - اسکی وجہ ساتھ مسلمین پر شفقت اور جھگڑالو محجوبین کے ساتھ نرمی اور ایسے کلام کرنے والے بڑے بڑے عارفین کے ساتھ پاس ادب ہے - اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ توحید میں کبھی تقریر نہین کرتے تھے مگر اپنے گھر کے اندر اور وہ بھی اوسکے دروازون پر قفل ڈلوا دیتے اور اوسکی کنجیان اپنے زانو کے نیچے دبا لینے کے بعد اور کہتے تھے کہ کیا تم کو یہ پسند آتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دوستون اور خاص لوگون کو جھٹلائین اور انپر کافر و زندیق ہونے کی تہمتین لگائین - اور اسکے اس فعل کی علت بزرگون کے وہ کلام تھے جو اس مقدمہ کے آخر میں بیان کئے جائینگے - اور اسکے بعد وہ اپنے مرتے دم تک فقہ کے ذریعہ سے پردہ ڈالتے تھے - اور شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسکے دل مین تصدیق نے جگہ نہین پائی ہے وہ ہرگز اس گروہ کی باتین نہ سنیگا اور اسکے ساتھ بیٹھنا نہ چاہیئے کیونکہ بغیر تصدیق کے مجالست زہر قاتل ہے -

اور سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ صوفیون کے بہت سے کلامون کا ظاہری پہلو صرف معتزلہ و فلاسفہ ہی کے اصول پر چسپان ہوتا ہے - اسلئے عاقل کو چاہیئے کہ صرف اوس کلام کے صوفیہ کیطرف منسوب ہونے سے اوسکے انکار پر آمادہ نہو جائے بلکہ اونکی اون دلیلون کو غور و تامل سے دیکھے جنسے انھون نے استناد کیا ہے اسلئے کہ فلسفیون اور معتزلیون نے جو کچھ اپنی کتابون میں لکھا ہے سب ہی تو باطل نہین ہین اور بعضون نے جو اونکی کتابون کے دیکھنے سے منع کیا ہے تو اس خوف سے کہ کہین دیکھنے والے کے دل مین شبہہ نہ آجائے خصوصاً جو لوگ کہ انکار و دعوے والے ہین -

اور میں نے سیدی محمد معربی شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رسالہ دیکھا جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ جاننا چاہیے کہ گروہ صوفیہ کا طریق شہود ذات و صفات اور ایسے عقائد یہی ہے جو بعض حالات
میں معتزلیوں کے طریقہ سے قریب ہوجاتا ہے اور وہ حالت یہ ہے کہ جمال ذات کی
وحدت کے شہود میں عینیت صفات کے شہود کی حالت نہ رہا تک کہ گویا صفات
ہین ہی نہیں۔ اور اگرچہ اور حالت اس سے ملندر نہی ہے لیکن یہ حالت عزیز المرام سمت
سہم اور مذہب معتزلہ کی مشابہت کے باعث جلیل القدر بزرگوں کی نسبت سوءظن میں
مبتلا کر دینوالی ہے۔ اور اس حالت میں کوئی شبہہ نہین ہے۔ اِس سبب سے سالک کو
اِس سے آگاہ رہنا اور گروہ صوفیہ کی نسبت بدگمانی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ بڑے مہلکات
مین سے ہے انتہیٰ۔ **مین کہتا ہون** کہ بعض اولیاء اللہ نے فرقہ صوفیہ کے دقیق
کلاموں کی نسبت گفتگو کرنے کا دروازہ بند کر دیا تھا یہانتک کہ اونہوں نے وحدت یائی
اور اوسکو سلوک کے حوالہ کیا اور کہا کہ جو شخص اوسکے طریقہ پر چلے گا وہ ان باتون پر مطلع ہوگا
جیسے وہ مطلع ہوئے ہے۔ اور ایساہی واقعہ یافعیؒ کا جیسا اونہون نے پایا تھا۔ اور عوام الناس سے
چون وچرا سے بے پروا رہیگا اور عنقریب حضرت ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حال مین آئے گا کہ اوسکے یاروں نے اون سے درخواست کی کہ اوکو علم حقائق کی کچھ
کیفیت سنائیں۔ اسپر اونہوں نے پوچھا کہ آج میرے کسقدر اصحاب ہیں۔ لوگوں نے
کہا کہ چھ سو۔ حضرت نے کہا کہ انمیں سے سو کو تم اپنی طرف سے منتخب کر لو۔ اور پھر کہا کہ اُن
سو میں سے بیس کو چھانٹ لو۔ اور بیس میں سے چار کو چن لو۔ چنانچہ ایساہی ہوا۔
مین کہتا ہون کہ یہ چاروں اہل مکاشفہ و اصحاب معرفت مین سے تھے اور جب
یہ انتخاب در انتخاب ہوچکا تو حضرت نے کہا کہ اگر میں تمہارے سامنے علم حقایق و اسرار

میں لب کہولوں - تو سب سے پہلے جو لوگ میرے کفر کا فتویٰ دیں گے وہ یہی چار ہو نگے - انتہی -

مین کہتا ہون کہ ان بزرگوں کی نسبت یہ اعتقاد رکہنا جائز نہین ہے کہ یہ لوگ باطن مین اسلئے بدیق تھے کہ جو بات اُنکے نزدیک باطن مین متحقق تہی اوسکو علماء و عوام سے مخفی رکھتے تھے بلکہ ہمکو اوسکا عمدہ پہلو اختیار کرنا چاہیئے - اور وہ یہ کہ ہم اونکی اصطلاحات سے ناواقف ہین اور جو اونکی بارگاہ مین داخل نہین ہوتا وہ اونکے حالات سے واقف نہین ہوسکتا اور وہ اپنے علم کی تقریر کرنے کے وقت جو دروازے سد کردیا کرتے تھے تو صرف اس سبب سے کہ اس علم کی تہ اکثر علماء کے لئے بہت ہی گہری ہے - چہ جائیکہ غیر علماء جیساکہ امام احمد حنبل کی نسبت اوپر بیان کیا گیا کہ جب اُنکے پاس فرقہ صوفیہ کے متعلق کوئی سوال آتا تہا تو وہ اوسکو ابو حمزہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہیجدیا کرتے اور کہتے تھے کہ اس بارہ مین اسے صوفی تم کیا کہتے ہو - اور عارف کی دسترس مین نہین ہے کہ وہ ایک ہی بات ایسی کہے کہ مختلف درجہ کے لوگون کے مناسب حال ہو - کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتوں میں سے ہے اور اسمین بہی نزاع ہے - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجہے حکم ہے کہ میں لوگون سے اونکی عقلوں کے مطابق باتین کرون - اسکو سمجھنا اور سوچنا چاہیئے - اسلئے کہ جس شخص کو طریقت کا علم نہیں ہے وہ جب کسی فقیر کی زبان سے سنیگا کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ توبہ سے توبہ ہے - تو وہ کہیگا کہ اسکے معنی و مقصود غلط ہین کیونکہ توبہ سے توبہ تو گناہ پر اصرار ہوا - لیکن جب فقیر اوسکے معنی اپنی اصطلاح کے مطابق بیان کریگا اور کہیگا کہ میری مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو پاک صاف سمجہے اور خدا کی رحمت کے سوا توبہ پر اعتماد کرے نہ یہ کہ گناہ پر اصرار کرے

تو وہ شخص کہہ اوٹھے گا کہ یہ تو مزے کی بات ہے حال آنکہ اوسنے پہلے اِس کلام کو بُرا ٹھیرایا تہا۔ اور یہ قول صوفیوں کے اس اصول پر مبنی ہے کہ اونکی روش یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو ریا و دعوے سے دور رکھا چاہتے ہیں اور اپنے اخلاص کو شمار میں نہیں لیتے۔ اور اِسی سے بعض بزرگون کا یہ قول صحیح ثابت ہوتا ہے کہ تقوی کی حقیقت تقوی کا ترک ہے۔ اور نیز اسکی نظیر حضرت عمر بن الفارض کا یہ قول ہے ؎

وَقُلْتُ لِزُهْدِیْ وَالتَّنَسُّكِ وَالتُّقٰی
تَخَلَّوْا وَمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْهَوٰی خَلُّوْا

یعنے اپنے زہد و تقوی اور عبادت سے کہا کہ مجکو چھوڑ دو۔ عشق اور مجہہ میں سد راہ تم مت حائل ہو

اور علی ہذا اونکا یہ شعر ؎

تَمَسَّكْ بِاَذْیَالِ الْهَوٰی وَاخْلَعِ الْحَیَا
وَخَلِّ سَبِیْلَ النَّاسِکِیْنَ وَاِنْ جَلُّوْا

عشق کا دامن پکڑ اور شرم و حیا کو ترک کر گو بزرگ زیادہ ہوں مگر تو زاہدون سے بچکے چل

پس جس شخص کو اہل طریقت کے مصطلحات مین دخل ہوگا وہ اِس قسم کے قولون کو بُرا سمجہے گا اور کہے گا کہ زہد و تقوی و عبادت کا ترک کہان صحیح ہے۔ بلکہ اس سے تو آدمی کا دین ہی جاتا رہتا ہے۔ نیز اسکے قائل کی نسبت اعتقاد کیونکر صحیح ہوسکتا ہے حال آنکہ اگر اسکو طریقت مین دخل ہوتا تو وہ جانتا کہ حضرت عمر بن الفارض کی مراد یہ ہے کہ خدا سے وصل کے مقابلہ مین اعمال پر بہروسہ کرنا چاہیے کیونکہ عمر بن الفارض زہد و تقوی و عبادت مین سلف صالح رضی اللہ عنہم کیطرح ممتاز تھے۔ اور ایسا ہی حضرت محی الدین بن العربی رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے امثال کی نسبت اور رد قہ صوفیہ کے کسی ایک شخص کے بارہ مین ہی کبہی ہمکو یہ خبر

نہ ہوئی کہ اونھون نے کسی شخص کو نماز روزہ حج و زکوٰۃ سے منع کیا ہو یا شریعت کی کسی بات کا معارضہ کیا ہو۔ اور ولی اوس سے کوئی کیونکر چھوڑ سکتا ہے جو بارگاہِ خداوندی مین اوسکے بہو سمجھنے کا سبب ہوئی ہے۔ لوگ تو بہو سمجھنے کے اسباب کی زیادتی میں کوششیں کرتے ہین۔ اب صوفیہ کو برا سمجھنے کی وجہ اونکے وجد و حال اور اونکی خاص طور کی فہم کے سوا اور کوئی نہ رہی۔ اور یہ ایسے امور ہین کہ انمیں سے کوئی بھی صحیح سنت کے معارض نہیں ہے اور اسکا تصفیہ آسان ہے۔ جسکے دل میں آئے وہ انکی تصدیق اور مذاہب کے مقلدوں کی طرح پیروی کرے۔ اور جسکا دل چاہے وہ چپکا ہو رہے اور انکار نہ کرے اسلئے کہ یہ لوگ طریقت کے مجتہد ہیں۔ اور ایک مجتہد کے حق میں دوسرے مجتہد کا انکار کچھ اثر نہین رکھتا۔ قرویی نے اپنی کتاب سراج العقول میں امام الحرمین سے نقل کی ہے کہ اون سے جب صوفیانِ صاحب علو کے کلام کی نسبت پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اگر مجھ سے کہا جائے کہ انکے ایسے قولوں مین جو کفر کے مقتضی ہین اور جو مقتضی نہیں ہیں تفریق و تمیز کرو تو میں کہونگا کہ یہ آرزو محال ہے کیونکہ انکے کلام بعید الفہم دشوار و دقیق ہوتے ہیں توحید کے موجوں سمندر سے نکلکر آتے ہین اور جس شخص کا علم حقائق کی نہایات پر محیط نہیں ہے اوسکو تکفیر کے دلائل پر وثوق نہیں ہو سکتا جیسا کہ کسی نے اسی معنی مین کہا ہے ؎

بھر دخار سے آتے ہین ابھی تیر کے ہم کسکو معلوم کہ مشتاق ہین کس سیر کے ہم

شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بدعت مین غلو رکھنے والون اور نفس پرستون اور ذات مقدس کے بارہ مین کلام کرنے والوں کی تکفیر کے بارہ میں سوال کیا گیا تو اونھوں نے کہا کہ اے سائل محسن۔ جو شخص اللہ جل شانہ سے ڈرے گا وہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کے کافر قرار دینے کو ایک امر عظیم سمجھے گا۔ کیونکہ تکفیر ایک ہولناک امر ہے جو کہ کون کا کام ہے۔ اسلئے کہ جسنے کسی شخص معین کو کافر قرار دیا اوسنے یہ خبر دی کہ وہ عاقبت میں ابدالآباد جہنم میں رہے گا اور دنیا مین اوسکی جان و مال مباح ہوگئے اوسکو مسلمان عورت سے نکاح کرنے نہین دیا جائیگا اور مسلمانون کے احکام اوسپر جاری نہوگے نہ حیات میں اور نہ مرنے کے بعد۔ اور ہزار کافرون کے ترک میں خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی مرد مسلمان کا ایک چلو خون ہی خطا سے بہایا جاوے۔ اور حدیث میں ہے کہ امام کا معاف کردینے میں خطا کرنا سزا دینے مین خطا کرنے سے مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔ پہر وہ مسائل جنکی وجہ سے ایسے لوگوں کی تکفیر کا فتوی دیا جاتا ہے نہایت دقیق و غامض ہیں۔ کیونکہ اونکے مشابہات اور قرائن کے اختلافات اور نیتوں کا تفاوت بہت ہے۔ اور اُنکے سارے قسموں کے پہلوؤن میں سے خطا کا پہچاننا اور حقائق تاویل پر مطلع ہونا اور اونکے مواقع کی شرطوں کا جاننا اور جن الفاظ مین تاویل کی گنجائش ہے اور جنمین نہین ہے اون سے آگاہ ہونا نہایت ہی مشکل ہے اسکے لئے کل قبائل عرب میں سے اہل زبان کے سارے طرق حقائق مجازات و استعارات کا جاننا ضروری ہے۔ اور توحید کے دقائق و غوامض سے ماہر ہونا واجبات میں سے ہے۔ اور علی ہذا اور بہت سی باتیں ہین جو ہمارے زمانہ کے بڑے بڑے علماء کے لئے ناممکن الحصول ہین اور دوسروں کا تو کیا ذکر ہے۔ اور جب انسان خود اپنے عقیدہ کو ٹہیک طور سے ضبطِ عبارت میں لانے سے عاجز ہے تو کیونکر وہ غیر کے عقیدہ کو بے کم و کاست احاطہ تحریر مین لاسکتا ہے۔ اس سبب سے صرف ایسے شخص کی نسبت تکفیر کا حکم باقی رہا جو صراحۃً کفر بکے اور اوسی کو اپنا دین بناوے اور دونون شہادتوں کا

منکر ہو اور دین اسلام سے بالکل ہی نکل جاوے - اور ایسا شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے
اِن وجوہ سے اولیٰ یہ ہے کہ نفس پرستون اور بدعتیوں کی تکفیر سے باز رہنا چاہیئے
اور قوم صوفیہ نے جتنی باتیں ایسی کہی ہین کہ نصوص صریحہ کی مخالف نہیں ہیں اون کو
تسلیم کرنا چاہیئے - انتہی (سبکی کا قول ختم ہوا) - **مین کہتا ہون** کہ ہمارے شیخ
شیخ امین الدین جامع عمری واقع مصر کے امام نے مجھسے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایسی
عبارت لکھی جس سے تکفیر کا ایہام پایا جاتا تھا اسپر مصر کے علماء نے اوسکی تکفیر کا فتویٰ دیا
اور جب اوسکو قتل کرنا چاہا تو سلطان جقمق نے پوچھا کہ علماء میں سے کوئی ایسا بھی رہ گیا
ہے جو اسوقت حاضر نہو - لوگون نے کہا کہ ہان شیخ جلال الدین مُحلّی منہاج کے شارح
نہین آئے ہیں - سلطان نے اونکو بلوا بھیجا - چنانچہ وہ آئے اور اونہوں نے ایک شخص کو
زنجیروں مین جکڑا ہوا سلطان کے سامنے حاضر دیکھا - شیخ نے پوچھا کہ اِس شخص کی کیا حقیقت
ہے - لوگوں نے کہا کہ یہ کافر قرار دیا گیا ہے - شیخ نے کہا کہ جسنے اسکی تکفیر کا فتویٰ
دیا ہے اوسکے پاس کیا سند ہے - یہ سنکر شیخ صالح بلقینی نے بڑھکر کہا کہ میرے والد
شیخ الاسلام شیخ سراج الدین نے اِسی قسم کے ایک موقع پر تکفیر کا فتویٰ دیا تھا -
شیخ جلال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ صاحبزادے! کیا تم چاہتے ہو کہ ایک
مرد مسلمان موحّد کو جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اپنے والد کے فتوے سے قتل
کرادو - کھولدو اسکی زنجیریں - چنانچہ زنجیرین کھولی گئین اور شیخ جلال الدین نے اوسکا ہاتھ
پکڑا اور باہر چلے آئے اور سلطان دیکھتا رہگیا - اور کسی شخص کی جرأت ہوئی کہ اوسکا پیچھا
کرے - اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ عارفون کے دلون پر نفحات
الٰہیہ کی نسیم اکثر چلا کرتی ہے پس اگر اونکو وہ زبان پر لائین تو عارفان کامل اونکو حمل کیطرف

محسوس کرین اور دلیل والے اہل ظاہر اوکی تردید کرنے لگین حالانکہ یہ سب خیال نہین کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح ایسے اولیاء کو کرامت عطا فرمائی ہے جو معجزات کی فرع ہے اوسیطرح کیا اوکی زبانین ایسے کلام نہین نکال سکتی ہین جنکے سمجھنے سے علماء عاجز ہون

مین کہتا ہون کہ جسکو اس قول مین شک ہو اوسکو لازم ہے کہ شیخ محی الدین کی کتاب المشاہد یا سید محمد وفی کی کتاب الشعائر یا ابن قسی کی کتاب خلع النعلین یا ابن العربی کی کتاب عنقاء مغرب پر نظر ڈالے کہ بڑے بڑے علماء انکے اون معنون کو جو قائل کے مقصود ہین ہرگز سمجھ نہین سکتے انکا سمجھنا اونہین لوگون کے ساتھ مخصوص ہے جو اوس متکلم کے ساتھ بارگاہ قدس مین داخل ہون۔ اس لئے کہ یہ تو لسان قدسی ہے اسکو فرشتے جانتے ہین یا وہ شخص جو ہیکل بشریت سے مجرد ہے یا جسکو صحیح کشف حاصل ہے۔ اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ ابوالحسن شاذلی کی صحبت مین آئے اور فرقہ صوفیہ کو مان لینے کے بعد کہا کرتے تھے کہ سب سے بڑی دلیل اس امر کی کہ صوفیہ کا گروہ دین کی سب سے بڑی بنیاد پر بیٹھا ہوا ہے وہ کرامات و خارق عادات ہین جو ان سے واقع ہوتے ہین۔ حالانکہ انمین سے کوئی بھی کبھی کسی فقیہہ (مولوی) سے سرزد نہین ہوتے مگر اوسی سے جو اونکے مسلک پر چلتا ہے جیساکہ مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور شیخ عزالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکے قبل فرقہ صوفیہ کو بُرا سمجھتے اور کہا کرتے تھے کہ کتاب و سنت کے سوا ہمارے لئے اور کوئی طریق بھی ہے؟ اگر جب چند ورق صوفیہ کرام کی تصانیف کے اونہون نے پڑھے اور اونکی آنکھون کے پردے اُٹھے اور اونکے مذاق سے واقف ہوئے تو خوب اون کی مدح سرائیان کرنے لگے۔ اور جب مرنگیون کے واقعہ مین اولیاء و علماء مصور رہ

کے مقام میں جو دمیاط کی سرحد کے قریب ہے جمع ہوئے تھے تو شیخ عز الدین شیخ مکین الدین اسمر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور انکے پایہ کے لوگوں نے ایک مجلس ترتیب دی تھی جسکے سامنے رسالہ قشیریہ پڑھا جاتا اور ہر شخص اوسپر کلام کرتا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ آگئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کلام کے کچھ معنی ہمکو سنائیں۔ شیخ نے کہا کہ آپ اسلام کے مشائخ اور اس زمانہ کے بڑے آدمی ہین اور آپ اس مین تقریریں کر چکے ہین تو مجھ جیسے شخص کے گفتگو کرنے کا اب کیا موقع ہے۔ لوگون نے کہا کہ نہیں آپ کچھ ضرور بیان کریں۔ اسپر اونہون نے خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر گفتگو کرلی شروع ہی کی تھی کہ شیخ عز الدین خیمہ کے اندر سے چیخ اوٹھے اور بلند آواز سے یہ نعرہ لگاتے ہوئے نکلے کہ اس کلام کی طرف آؤ جو اللہ تعالی سے قریب العہد ہے اور اسکو سنو۔

امام یافعی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب روض الریاحین میں کہتے ہیں کہ مجھے اون لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے جو اولیاء کی کرامات کا انکار کرتے ہین۔ حالانکہ اونکا ذکر آیتون صحیح حدیثون مشہور آثار اور حکایات قابل اعتبار میں اس کثرت سے موجود ہے کہ احاطہ حصر سے باہر ہے۔ اسکے بعد وہ کہتے ہین کہ انکار کرامات کے اعتبار سے لوگون کی کئی قسمین ہین۔ ایک تو وہ جو مطلقاً منکر ہیں اور یہ مشہور اہل مذہب اور پرہیزگاری سے منحرف ہین بعض کہتے ہیں کہ وہ مجسمہ ہین۔ اور دوسرے گروہ ہین جو اگلے لوگوں کی کرامات کے قائل مگر اپنے زمانہ کے کرامات کے منکر ہین۔ یہ لوگ بقول سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کے بنی اسرائیل کے مشابہ ہین جنھون نے حضرت موسی علیہ السلام

کی اوسوقت تصدیق کی جب اونکو نہیں دیکھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام سے
رتبہ میں بڑے تھے اور اسکا باعث اونکے حسد و عداوت و شقاوت کے سوا کچھ نہ تھا
اور تیسرے وہ ہیں جو اسکی تصدیق کرتے ہین کہ اونکے زمانہ کے لوگوں میں بھی خدا کے
اولیاء ہیں لیکن کسی ایک معین شخص کی تصدیق نہین کرتے۔ ایسے لوگ اولیاء اللہ کی
امداد سے محروم ہین۔ کیونکہ جو شخص کسی ایک شخص معین کو تسلیم نہ کریگا وہ کبھی کسی سے
فائدہ نہ اوٹھائیگا۔ ایسون سے خدا بچائے۔ امام یافعی کہتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ یہہ
کرامتیں جادو کے مشابہ ہیں اسلئے کہ انسان کا ہوا سے ہاتف کی آوازون کا
سننا اور اسے بطن میں صدا کا سماعت کرنا اور اوسکے لئے زمین کا سمٹ جانا اور اعیان
کا بدل جانا اور اسی قسم کی دوسری باتوں کا جس میں صحیح ہونا ثابت نہیں ہے ایسے امور
تو اہل سیمیا و نیرنجات سے بھی ظہور مین آتے ہین۔ اسکا جواب وہی ہے جو مشائخ
عارفین و علماء محققین نے کرامت و جادو کے فرق کی نسبت دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جادو تو
بدکاردن زندیقون دکافرون سے ظہور مین آتا ہے جو شریعت کے خلاف پر ہیں۔
اور کرامت اولیاء رضی اللہ تعالی عنہم سے جو اس رتبہ تک اپنے کثرت مجاہدہ و اتباع
سُنّت کی وجہ سے پہونچے ہین اور اس سے بھی اعلی درجہ پر پہونچ جاتے ہین ۔
اسلئے دونوں مین بیّن فرق ہے۔ امام موصوف کہتے ہیں کہ بہتیرے منکرین اگر اولیاء
و صالحین میں سے کسی کو ہوا میں اوڑتے ہوئے دیکھین تو ضرور کہیں کہ یہ جادو جن و شیطان
سے کام لیتا ہے۔ بیشک جو شخص توفیق سے محروم رہا ہے وہ عیان و محسوس حق کو جھٹلاتا
ہے۔ اور جب اوسکا یہ حال ہے تو اکثر غیب کی باتون کی خبر ایمان لانے کا حکم اللہ تعالیٰ
نے دیا ہے وہ تصدیق کیونکر کرسکتا ہے۔ اسی لئے اکثر قدم پھسل جاتے اور ایسے

کے مقام میں جو دمیاط کی سرحد کے قریب ہے جمع ہوئے تھے تو شیخ عز الدین شیخ مکین الدین اسمر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور انکے پایہ کے لوگوں نے ایک مجلس ترتیب دی تھی جسکے سامنے رسالہ قشیریہ پڑھا جاتا اور ہر شخص اوسپر کلام کرتا تھا کہ استے میں حضرت ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ آ گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کلام کے کچھہ معنی ہمکو سنائیں۔ شیخ نے کہا کہ آپ اسلام کے مشائخ اور اس زمانہ کے بڑے آدمی ہین اور آپ اس مین تقریرین کر چکے ہین تو مجھہ جیسے شخص کے گفتگو کرنے کا اب کیا موقع ہے۔ لوگون نے کہا کہ نہیں آپ کچھہ ضرور بیان کریں۔ اسپر اونہون نے خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر گفتگو کرنی شروع ہی کی تھی کہ شیخ عز الدین خیمہ کے اندر سے چیخ اوٹھے اور بلند آواز سے یہ نعرہ لگاتے ہوئے نکلے کہ اس کلام کی طرف آؤ جو اللہ تعالی سے قریب العہد ہے اور اسکو سنو۔

امام یافعی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب روض الریاحین میں کہتے ہیں کہ مجھے اون لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے جو اولیا کی کرامات کا انکار کرتے ہین۔ حال آنکہ ان کا ذکر آیتون صحیح حدیثون مشہور آثار اور حکایات قابل اعتبار میں اس کثرت سے موجود ہے کہ احاطہ حصر سے باہر ہے۔ اسکے بعد وہ کہتے ہین کہ انکار کرامات کے اعتبار سے لوگون کی کئی قسمین ہین۔ ایک تو وہ جو مطلقاً منکر ہیں اور یہ مشہور اہل مذہب اور پرہیز گاری سے منحرف ہین بعض کہتے ہیں کہ وہ مجسمہ ہین۔ اور دوسرے وہ ہین جو اگلے لوگوں کی کرامات کے قائل مگر اپنے زمانہ کے کرامات کے منکر ہین۔ یہ لوگ بقول سیدی ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالی عنہ کے بنی اسرائیل کے مشابہ ہین جنہون نے حضرت موسی علیہ السلام

میں سنسے لوگوں نے اوسکے چہرہ اور سر پر گرم پانی ڈالدیا جس سے اوسکے چہرہ کی کھال اوتر گئی مگر اونکو خبر ہوئی۔ بالآخر وہ نماز سے فارغ ہوئے اور ہوش میں آگئے تو اونھوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ تب لوگوں نے ماجرا بیان کیا تو کہا کہ جنھوں نے ایسا کیا خدا اونکی مغفرت کرے۔ اونکو ایک زمانہ تک اسکی تکلیف رہی۔ **مین کہتا ہون** کہ ان سب باتوں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "اور ہمنے تم میں ایک کو ایک کے لیے آزمایش قرار دیا ہے۔ تو تم صبر کروگے؟ اور تمھارا پروردگار دیکھ رہا ہے"[1]۔ اور ہر ولی کو اس آزمایش مین سے پورا پورا حصہ ملا ہے۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ اسلام جب سترف ٹھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خواص کیلئے اُن تمام بلاؤن اور رنجوں کو جمع کردیا جو سابق کی امتون مین الگ الگ ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ اسکے مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے ہیں۔ اور مفسرین نے ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت نقل کی ہے کہ لوگوں نے انکو سات مرتبہ اپنے شہر سے نکالدیا۔ اور وہ جب شہر سے بسطام واپس آئے اور ایسے علوم میں انھوں نے گفتگو کی جسے اوس شہر کے لوگ ناآشنا محض تھے یعنی انبیاء و اولیا کے مقامات تو حسین بن عیسیٰ بسطامی جو اوس نواح کا امام اور علوم ظاہری کا مدرس تھا انکار پر آمادہ ہوا اور اُسنے ابویزید کو بسطام سے نکالدینے کا حکم دیا چنانچہ لوگوں نے انکو نکالدیا۔ اور جبتک حسین بن عیسیٰ نے وفات نپائی وہ واپس نہ آئے اسکے بعد لوگ ان سے مانوس ہوئے اور انکی تعظیم کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے لگے۔ اور اسکے بعد ہی ایک منکر کی جگہ دوسرا قایم ہوتا اور یہ شہر سے نکالے جاتے رہے۔ آخرالامر لوگوں کا عقیدہ اون کی نسبت جما اور اسوقت تک لوگ اونکی تعظیم کرتے اور انکو متبرک سمجھتے ہین۔ اور ایسا ہی

[1] سورہ فرقان (پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۶) کی بیسویں آیت۔

واقعہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا کہ لوگوں نے بعض حکام سے
اُنکی شکایت کی اور وہ مصر سے بیڑیاں اور ہتکڑیاں ڈالکر بغداد بھیجے گئے۔ اور خلیفہ نے
اون سے باتیں کیں تو تعجب میں آکر کہنے لگا کہ اگر یہ شخص زندیق ہے تو روئے زمین
پر کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جیسا کہ عنقریب اوسکے حالات میں آئے گا۔ اور علیٰ ہذا
سمنون محب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت مصیبت آئی کہ ایک عورت نے جو اونپر عاشق
تھی اور یہ اوس سے بھاگتے تھے اُنپر دعویٰ کیا کہ انہوں نے اور صوفیہ کی ایک جماعت
نے اوسکے ساتھ حرامکاری کی ہے۔ سارے مدینہ میں یہ خبر پھیل گئی۔ اور خلیفہ نے
حکم دیا کہ سمنون اور اُسکے ساتھیوں کی گردنیں ماری جائیں۔ اُنمیں کچھ لوگ تو بھاگ گئے
اور کچھ برسوں روپوش رہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اون سے اِس بلا کو دور کیا۔ اور
اسیطرح لوگوں نے حضرت ابوسعید خرّاز پر تہمت لگائی اور عالموں نے اونکی تکفیر کا فتویٰ دیا
جسکا باعث اُنکی کتابوں کی بعض عبارتیں تھیں جمین سے ایک یہ تھی کہ "اگر تم پوچھو کہ کہاں
سے آئے اور کہاں جاؤگے تو میرا جواب اللہ کے سوا کچھ ہوگا" اور اسی قسم کی اور عبارتیں
اور ایک مرتبہ اخمیم کے مولویوں نے ذوالنون سے تعصب کیا اور سلطان کے حضور
میں اس غرض سے مصر جانے کے لئے ایک ڈونگی میں سوار ہوئے کہ اُسکے کفر پر
اُسکے حضور میں گواہی دینگے۔ لوگوں نے حضرت ذوالنون کو خبر دی۔ اُنہوں نے
کہا کہ خدایا اگر یہ جھوٹے ہیں تو انکو ڈبو دے۔ چنانچہ لوگوں کی نظروں کے سامنے
ڈونگی اولٹ گئی اور سب ڈوب گئے یہانتک کہ کشتیبان ہی نہ بچا۔ حضرت ذوالنون
سے کہا گیا کہ بھلا کشتیبان کی کیا خطا تھی؟ انہوں نے کہا کہ بدکاروں کو اوسنے سوار
کرایا تھا۔ اور سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے اُنکے شہر سے نکالدیا

او برائیاں انکی طرف منسوب ہوئیں اور کاوٹ ہے اور وہ برابر بصرہ ہی مین رہے یہانتک
کہ وہین انہون نے موت کو لبیک کہا۔ علمیت معرفت واجتہاد پر انکا یہ حال ہوا۔ اور
اسکا سبب یہ تہا کہ یہ کہا کرتے ستے کہ ہر سانس میں سانپ بر توبہ رہی ہے بس کچھہ اور نہیں
صرف اتنی ہی بات پر فقہا انکے دشمن ہوگئے۔ اور حسین حلاج (منصور) عمرو بن عثمان
مکی کی بددعا کے باعث قتل ہوئے۔ اور اسکا واقعہ اس طور رہے کہ انکے پاس ایک
جزء میں خواص صوفیہ کے علوم ستے۔ اوسکو حسین نے لے لیا۔ عمرو نے کہا کہ جسنے وہ
کتاب لی ہے اوسکے ہاتھہ پاؤن قلم ہوجائیں۔ چنانچہ ایساہی ہوا۔ اور تکفیر کا قول ابو عمرو کی دعا
کا پرتو تہا جیسا کہ آیندہ ابن خلکان کی روایت سے لکہا جائیگا۔ اور جنید رضی اللہ تعالی
عنہ کے خلاف مین علم توحید کی تقریر کرنے کے بارہ میں لوگوں نے کیا انہیاں ویں تب
انہون نے فقہ کو اپنا پردہ بنایا اور باوجود علمیت وجلالت کے چھپے ہوئے رہے۔ اور
محمد بن الفضل بلخی رضی اللہ تعالی عنہ کو مذہب کے سبب سے لوگوں نے نکالدیا جیسا کہ
عنقریب انکے حالات میں آئیگا۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ انکا مذہب اہل حدیث
کا مذہب تہا اسپر لوگون نے ان سے کہا کہ ہمارے شہر مین تمہارا رہنا جائز نہیں ہے
انہون نے کہا کہ مین تو نہین نکلون گا جبتک کہ تم میرے گلے مین رسی ڈالکر شہر کے
بازارون مین گھسیٹتے اور یہ کہتے ہوئے نہ لیجاؤ گے کہ یہ بدعتی ہے ہم اسکو نکالنا چاہتے
ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے انکے ساتھہ ایساہی سلوک کیا اور باہر نکالدیا تب انہوں نے
لوگون کی طرف منہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالی نے تمہارے دلون سے اپنی معرفت نکال لی
اور ایساہی ہوا کہ انکے بعد پہر بلخ مین کوئی صوفی نہوا۔ حالانکہ اسکے قبل تمام شہروں سے
زیادہ تر وہین کی خاک سے صوفی اٹہے ستے۔ اور جب شیخ عبداللہ بن ابی حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ

سے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت بیداری میں ملا کرتا ہوں تو انکی تردید کے
لیے ایک مجلس منعقد ہوئی - آخر انھوں نے جمعہ کے سوا گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا یہانتک
کہ عالم بالا کا سفر اختیار کیا - اور حکیم ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کتاب علل الشریعہ
اور کتاب ختم الاولیا تصنیف کی تو لوگ ان کتابوں کی وجہ سے اِن سے بگڑ گئے
اور کہنے لگے کہ تمنے ولیوں کو نبیوں پر فضیلت دی ہے - اور انکی شان میں لوگوں نے
سخت کلامیاں کیں اور انکو بلخ سے نکلوا دیا - اسپر انھوں نے اپنی سب کتابوں کو جمع کرکے
دریا میں ڈبو دیا اور مچھلی انکو نگل گئی اور چند برس کے بعد مچھلی نے انکو اوگلا اور خلق اللہ نے اُن سے
فائدہ اُٹھایا - اور مصر کے صوفیوں اور زاہدوں نے یوسف بن الحسین سے دشمنی کی اور
ان پر خدائی کا دعویٰ کرنے کی تہمت لگی اور اُسکے ساتھ لوگوں کا یہ برتاؤ اُنکے مرتے دم تک
رہا مگر انھوں نے کچھ پروا نہ کی - اسلیے کہ وہ صاحب تمکین تھے - اور اُس زمانہ کے
لوگ ابو الحسن بوشنجی کے سر ہو گئے اور انکو ہمیشہ یو ہیں ہلکان کرتے رہے چنانچہ وہ تادم مرگ
یونہیں رہے - اور ابو عثمان مغربی کو باوجود اُسکے مجاہدات علمی کمالات و کاملانہ حالات
کے مکہ معظمہ سے نکالا گیا - اور علویوں نے اُسکے سر اور مونڈھوں پر تازیانے لگوائے
اور پھر اونٹ پر سوار کرکے مکہ کے بازاروں میں پھرایا - چنانچہ انھوں نے بغداد میں سکوت
اختیار کی اور تادم واپسین یہیں رہے - اور شبلی کے کفر کی کئی مرتبہ گواہیاں گذریں حالانکہ
وہ سخت مجاہدہ اور سنت کا اتباع کرنے والے تھے اور مرتے دم تک لوگوں کا یہی
برتاؤ انکے ساتھ رہا - یہانتک کہ جو اُنکے دوست تھے انھوں نے اُنکو چھڑانے کے لئے
اُنکے مجنون ہونے کی شہادت دی اور تب وہ بیمارستان میں داخل کیے گئے - اور
حضرت ابو الحسن خوارزمی نے جو بغداد کے مشایخ میں سے تھے اُنکے بارہ میں کہا کہ اگر

اللہ تعالیٰ کے یہاں جسم ہوتا تو وہ کسی کی وجہ سے ایک جسم پیدا کرتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے اُنکو ستایا اور اُنکا انکار کیا اور جھوٹوں اُنکو کافر بنایا تھا جسم پیدا کرتا۔ حضرت ابوالحسن کے قول کے یہی معنی ہیں جسکی دلیل خود اُنکا بعد کا یہ مسئلہ ہے کہ "اگر سُبکی جنت میں داخل ہوگا تو پھر کون اسمیں داخل ہوگا"۔ اور اہل مصر نے امام ابوبکر نابلسی کو کیا کچھ نہ کہا حال آنکہ اُن میں علم وفضل۔ زہد و استقامت طریقت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی سرداری موجود تھی۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے بیڑیاں ڈالکر لوگ اُنہیں مصر لائے اور سلطان کے حضور میں اُنکے خلاف شہادت پیش ہوئی اور وہ اسپر بھی اپنے قول سے نہ پھرے تب اُنکی زندہ ہی کھال کھینچی گئی۔ اور کہا گیا ہے کہ جسوقت اُنکی کھال کھینچی جاتی تھی اُنکا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اور وہ قرآن پڑھتے تھے۔ اس سبب سے قریب تھا کہ لوگوں میں شورش برپا ہوجاوے اسلئے سلطان کو واقعہ کی اطلاع دی گئی اور اُسنے حکم دیا کہ پہلے اُنکو قتل کر ڈالو تب کھال کھینچو۔ اور شیخ ابومدین بھاریہ سے باہر کئے گئے جیسا کہ اُنکے حالات میں آئیگا۔ اور ابوالقاسم نصرآبادی باوجود نیکوکاری زہد و پرہیزگاری و اتباع سنت کے بصرہ سے نکالے گئے اور اُنکے کلام اور اُنکے حال پر حرف گیریاں ہوئیں اسوجہ سے وہ برابر حرم میں رہے اور وہیں فوت ہوئے اور ابوعبداللہ تمیمی کو جو ابوحفص حداد کے رفیق تھے لوگوں نے نکالدیا اور جب لوگ ابوعثمان سے اُنکی قدر و منزلت زیادہ سمجھنے لگے تو ابوعثمان حیری اُنکے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ اُنکی شان میں خود بھی بدگمانیاں کرنے اور دوسروں سے بھی کرانے لگا۔ اور ابوالحسن حصری رضی اللہ عنہ کے کفر پر گواہیاں پیش ہوئیں اور کچھ الفاظ جو ایک پرچہ پر لکھے ہوئے تھے لوگوں نے اُنکی طرف منسوب کئے اور ابوالحسن قاضی القضاۃ کے پاس پہونچائے گئے

اسیر قاضی نے اُنکو ملوایا اور اُن سے مناظرہ کیا اور جامع مسجد مین بیٹھنے سے اُنکو منع کر دیا۔ یہانتک کہ اسی حال میں انہون نے عالم بالا کا سفر کیا۔ اور ابن سمنون وغیرہ کی شان مین بڑی باتین کہی گئین یہانتک کہ جب وہ مرے تو باوجود اُنکے علم و بزرگی کے لوگ اُنکے جنازہ پر نہ آئے۔ اور امام ابوالقاسم بن جمیل پر اُنکے دم واپسین تک حلالی کے دعوے کی تہمت قائم رہی اور وہ اسباب استعمال سے جو علم حدیث کے متعلق تھے اور اعمال یعنی صیام دہر و قیام لیل اور ترک دنیا سے (جو اسد رحمی کی تھی کہ بوریہ پہنتے تھے) دراعی مشہور تہوئے۔ اور ابو بکر تلمسانی کہتے تھے کہ ابودانیال حضرت جنیدؒ و سمنون و ابن عطار اور عراق کے دوسرے بزرگوں پر طنز کیا کرتے تھے اور جب کسی کو ان بزرگون کا ذکر نیکی کے ساتھ کرتے سنتے تھے تو غیظ مین آتے تھے اور اُنکی حالت متغیر ہوجاتی تھی۔ اور منصور حلاج بھی صوفیہ میں سے تھے اور یہی صحیح ہے اور انپر جو مصیبت آئی وہ پوشیدہ نہین ہے۔ اور اگر وہ اس گروہ میں سے نہ تھے تو ہمکو اُن سے بحث نہین ہے۔ لوگون نے انکی نسبت بہت اختلاف کیا ہے۔ ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ انکا لقب حلاج (دھنیا) اس سبب سے ہوا کہ یہ ایک دھنئے کی دوکان مین بیٹھے ہوئے تھے جہاں بے دُھنکی روئی کا ڈھیر پڑا تھا۔ دوکان والا کسی ضرورت سے اُٹھکر باہر گیا۔ اور جب واپس آیا تو اُسنے ساری روئی دھنکی ہوئی پائی۔ اُسی وقت سے اُنکا لقب حلاج ہوگیا۔ حلاج رضی اللہ تعالی عنہ گرمیوں کے میوے جاڑوں مین اور جاڑون کے گرمیون مین منگا دیتے تھے۔ اور ہوا مین اپنا ہاتھ پھیلاتے تھے اور درہمون سے بھرا ہوا لوٹا لاتے تھے۔ اور ان درہمون کو دہ قدرتی درہم کہا کرتے تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ انکے قتل کے متعلق حقیقت یہ ہے

کہ وہ کبھی ایسے امر کی وجہ سے واقع ہوا جو قتل کا موجب ہو۔ وزیر نے یہ کارروائی اُسوقت
کی جب وہ کبھی با مجلس میں لائے گئے اور اُن سے کوئی بات شریعت کے مخالف
ظاہر ہوئی تو اُس نے لوگوں سے پوچھا کہ آیا انکی تصنیفات یہی ہیں لوگوں نے کہا کہ
ہاں ہاں۔ اسپر لوگوں نے بیان کیا کہ ہمنے اِنکی ایک کتاب دیکھی ہے جسمیں اُنہوں نے
لکھا ہے کہ انسان جب حج کرنے سے مجبور ہو تو وہ اسکے گھر کے ایک دریچہ کیطرف
آئے اور اُسکو پاک و صاف کرکے اُسکا طواف کرے تو وہ اُس شخص کا سا ہے جسنے
بیت اللہ کا حج کیا (اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ آیا واقع میں انکا یہ قول ہے) اسپر قاضی
نے اُنکو بلوایا اور پوچھا کہ کیا یہ کتاب تمہاری تصنیف ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ قاضی
نے پوچھا کہ اسکے مضامین کو تمنے کس سے حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت
حسن بصری سے۔ مگر حلاج کو اُس وقت فریب کی خبر نہ تھی جو لوگوں نے اُسکے لئے
کیا تھا۔ بہرحال قاضی نے اُن سے کہا کہ اسے خون ریختہ، حسن بصری کی کتابوں
میں تو ان مضامین میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور جب قاضی نے اُنکو "خون ریختہ" کہا
تو وزیر نے اس لفظ کو پکڑ لیا اور کہا کہ اسکے تکفیر کی نسبت تمہارے حکم کی یہ فرع ہے اور
وزیر نے قاضی کو حکم دیا کہ تم اپنے قلم سے اسکی تکفیر کا حکم لکھو۔ قاضی رُکا تو وزیر نے اُسکو
مجبور کیا۔ آخر الحسب الحکم۔ اسپر تو ہم نے وزیر پر یورش کی۔ تو اُسکو اپنی جان کے لالے
پڑ گئے ورنہ اسنے خلیفہ سے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ خلیفہ نے حلاج کو بلوا کر ہزار کوڑے
لگوائے۔ مگر انہوں نے اف نہ کی۔ اور اسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پانوں قلم کئے
گئے اور سولی دی گئی اور انکی لاش جلائی گئی۔ اور لوگوں میں اسکے متعلق یہ اختلاف
ہوا کہ آیا انکو سولی دی گئی یا وہ عیسیٰ علیہ السلام کیطرح اٹھا لئے گئے۔ اور امام غزالی رضی اللہ عنہ

کی تکفیر کا فتویٰ ہوا اور اُنکی کتاب احیاء العلوم کو لوگوں نے جلایا اسکے بعد منکروں
کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اُنکی مدد کی اور لوگوں نے اُسکو آب زر سے لکھا۔ اور جنھوں
نے امام غزالی کا انکار کیا اور اُنکی کتاب کے جلانے کا فتویٰ دیا تھا اُنمیں سے قاضی
عیاض واس رُشد بھی تھے۔ امام غزالی کو جب یہ خبر پہونچی تو اُنھوں نے قاضی عیاض
کے لئے بددعا کی۔ چنانچہ جسدن بددعا کیگئی اُسی دن وہ مرگ مفاجات سے حمام میں
مر گئے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ خلیفہ مہدی نے قاضی صاحب کے قتل کا حکم دیا
کیونکہ اُسکے شہر کے لوگوں نے اُنکی نسبت یہ الزام لگایا تھا کہ وہ یہودی ہیں اسلئے
کہ وہ سبت (یعنی ہفتہ) کے دن اس سبب سے کہ کتاب الشفاء کی تصنیف میں مشغول
رہتے تھے باہر نہیں نکلا کرتے تھے پس مہدی نے امام غزالی کی بددعا کے باعث انکو
قتل کرا دیا۔ اور لوگوں نے امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک مغرب سے
معہ ایک جماعت کے نکال دیا اور اسکندریہ لکھ بھیجا کہ عنقریب وہاں ایک مغربی بددین
پہونچے گا جسکو ہمنے اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ اسلئے اُسکے ملنے سے پرہیز
کرنا چاہیئے۔ چنانچہ جب امام موصوف اسکندریہ پہونچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے
سب لوگ اُنکو گالیاں دیتے ہیں۔ پھر لوگوں نے سلطان سے اُنکی بُرائیاں کیں۔
اور وہ برابر مصیبتیں جھیلتے رہے۔ یہانتک کہ اُنھوں نے اسلئے رہائی کہ مریدوں کی
کثرت کے باعث حج بدنہایت سے لوگوں کے ساتھ حج کیا تب لوگ اُنکے
معتقد ہوئے۔ اور لوگوں نے شیخ احمد بن رفاعی پر زندقہ الحاد اور محرمات کو حلال قرار دینے
کی تہمتیں لگائیں جیسا کہ اُسکے حالات میں بیان ہوگا۔ اور امام ابوالقاسم بن قسی
و ابن برجان و حرانی و مرجانی کو لوگوں نے قتل کیا حالانکہ انمیں کا ہر ایک ایسا امام تھا کہ

اقتدا کیا جاتا ہے۔ حاسدین اسکے خلاف میں اُٹھہ کھڑے ہوئے اور انکے کفر کی
گواہیاں دیں اسیرہی پیتمیل ہوئے تو چالیس چلی گئیں اور سلطان سے کہا گیا کہ تخمیناً
ایک سو تیس شہروں میں ابن برجان کے نام کا خطبہ پڑہا گیا ہے۔ تب سلطان نے آدمی
بھیجکر ابن برجان اور انکی جماعت کو قتل کرایا۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی و سیدی
عمر بن الفارض رضی اللہ عنہما کی نسبت تو منکرین آجتک انکار کرتے چلے آتے ہین۔
اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے خلاف میں ایک لفظ کی وجہ سے جو اُنہون نے
عقائد کے متعلق کہا تہا ایک مجلس منعقد ہوئی اور لوگون نے سلطان کو اسکے خلاف میں
اُبھارا مگر بعد کو سلطان نرم ہوگیا۔ اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن بنت الاعز و سے لوگون
نے حسد کیا اور سلطان کی نسبت اُنکی طرف سے ایک بات بنائی چنانچہ سلطان نے اُنکی
سزا کا فرمان لکھا۔ لیکن بعد کو اُنپر مہربان ہوگیا۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ ملک طاہر
بیبرس انکا پورا مطیع و فرمانبردار ہوگیا تہا یہانتک کہ کوئی کام بغیر اُنکے مشورہ کے نہین کرتا تہا
اسلیے حاسدون نے اِن دونون کے درمیان لگائی بجہائی شروع کی اور ایک مسئلہ میں لوگون
نے سلطان کے ذہن نشین یہ کردیا کہ حنفیہ بر سر صواب ہیں اور شافعیہ بر سر خطا شیخ تقی الدین
نے کہا کہ ایسا نہین ہے۔ جسپر شیخ کے مقابلہ مین اُنکے بعض حاسدون نے سلطان
کی طرفداری کی۔ اس زمانہ میں ملک مصر میں صرف امام شافعی کے قول پر حکم دیا جاتا تہا۔
مگر اس واقعہ کے بعد سے سلطان بیبرس نے چارون مذہب کے قاضی مقرر کیے جو برابر
ہمارے زمانہ تک چلے آتے ہین۔ اور شیخ عبدالحق بن سبعین کو لوگون نے بُرا کہا اور ملک
مغرب سے انکو اس طور پر نکلوایا کہ یعقوبون کو اُن سے پہلے اس مضمون کی تحریر دیکر بہیجا
کہ اہل مصر ان سے احتراز کرین کیونکہ یہ کہتے ہین کہ "اَنَا ھُوَ وَھُوَ اَنَا" (میں وہ ہوں اور

وہ ہیں) - اور امامانِ مذہب جیسے ابوحنیفہ شافعی و احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور انکی امثال کی مصیبتیں اِنکے مناقب کی کتابون میں تفصیل سے درج ہین -

بھائیو! دیکھو کہ اِن اگلے اور پچھلے امامون اور پیشواؤں پر کیا گذری اور تمکو چاہیئے کہ جو کچھہ تمکو پیش آئے اُسمیں اُن بزرگون کو اپنا نمونہ ٹھیراؤ - واللہ اعلم -



اب ہم کتاب کو جو اصل مقصود ہے شروع کرتے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لکھتے ہیں -

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۱) سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہین

انکا نام و نسب یہ ہے عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب - قرشی تیمی - انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مرہ بن کعب پر پہونچکر ملجاتا ہے - اِنکے مناقب احاطۂ تحریر سے باہر ہین انکا قول ہے کہ دانائیون مین بڑی دانائی تقوی ہے - اور حماقتون مین بڑی حماقت بدکاری - سچائیون مین بڑی سچائی امانت ہے - اور جھوٹ میں بدترین جھوٹ خیانت اور جب وہ کوئی ایسا کہانا کہا لیتے تھے جسمین شبہہ ہوتا تہا اور بعد کو اُنہیں معلوم ہوتا تہا تو وہ قے کر ڈالتے اور کہتے تھے کہ خداوندا جو کچھہ رگون اور آنتون مین سرایت کر گیا اوسپر

مواخذہ نہ فرما - اور کہا کرتے تھے کہ اس کام کا امر درست ہوگا مگر اُسی سے جس سے اسکا[51]
اول درست ہوا اور اسکا بار وہی شخص اُٹھائیگا جو قدر میں سب سے افضل اور اپنے نفس
پر سب سے زیادہ قادر ہوگا - اور جسکو وہ نصیحت کرتے تھے اوس سے کہتے تھے کہ بھائی
اگر تم میری نصیحت مانو تو کسی ایسی چیز کو جو آخرت سے اچھی ہو موت سے بڑھکر دوست
نہ رکھو کیونکہ وہ لوٹا کر رہے گی - اور اُن کا قول ہے کہ بندہ میں جب دنیا کی کسی زینت[52]
سے غرور آجاتا ہے تو جب تک اُس زینت سے جدائی اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ
اُسکو دشمن رکھتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ اے گروہ مسلمانان! اللہ سے حیا کرو
قسم ہے اُسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب میں قضائے حاجت کیلئے
کھلے میدان میں جاتا ہوں تو میں اپنے پروردگار سے حیا کے مارے دوپٹہ سے
پردہ کرلیتا ہوں - اور اکثر کہتے تھے کہ اے کاش میں کوئی پودا ہی ہوتا کہ لوگ
کاٹتے اور کھا جاتے - اور اپنی زبان کی نوک کو ہاتھ سے پکڑتے اور کہتے تھے کہ
اسی نے مجھے بہت سی بلاؤں میں پھنسایا ہے - اور جب کبھی اُنکے ہاتھ سے
اونٹنی کی نکیل چھوٹ جاتی تھی تو وہ اونٹنی کو بٹھلا کر اُسکو پکڑ لیتے تھے اور اگر کوئی شخص
کہتا تھا کہ آپ نے مجھ سے کیوں نہ کہا تو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے کسی سے سوال کرنے کو منع فرمایا ہے - اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے

[51] غالباً اصلاح حال امت مراد ہے - ۱۲ مترجم

[52] زینت سے اولاد و مال مقصود ہے جیسا کہ آیہ کریمہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے بناؤ سنگار ہیں) اس پر دلالت کرتی ہے ۱۲ مترجم

کہ مینے تمہارا کام اپنے ذمہ لیا ہے حالانکہ مین تم مین سے بہتر شخص نہین ہون تمکو
میری مدد کرنی چاہیے اور جب مجھے سیدہی چال پر دیکھو تو میری پیروی کرو اور جب کجی پر
دیکھو تو مجھے راہ راست پر لاؤ - اُن پر اسقدر خوف غالب تہا کہ اُنکے مُنہ سے
جگر بریان کی بو آتی تہی - بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ تیرہ ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر مین مغرب
وعشا کے درمیان انہون نے رحلت کی -

(۲) امام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب کعب پر جاکر ملجاتا ہے - اسپر سب کا اتفاق
ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین یہی کہلائے - اور انکے کثرت علم وفور
دانش وفہم وزہد وتواضع اور مسلمانون پر مہربانی - اور انصاف - اور حق پر رُک جانے -
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی تعظیم - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
پیروی کرنے پر اجماع ہے - انکی بیویان تمہارین نہین آسکتین - انکے دسترخوان پر
ایک وقت مین دو سالن نہین ہوتے تہے - اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے انکی طرف ٹھنڈا شوربا
بڑہایا اور اُسکے اوپر سے روغن زیتون ڈالدیا تو کہنے لگے کہ ایک برتن مین ہی گردو سالن
تو ہین مین نہین کہاتا - اور انکے کرتہ مین دونون مونڈہون کے بیچ چار پیوند تہے اور انکی
تہ بند مین چمڑے کے ٹکڑے کا ایک پیوند تہا - ایک مرتبہ لوگون نے انکے کرتہ مین
چودہ پیوند گنے تہے جنمین سے ایک سرخ چمڑے کا تہا - انکی دعا یہ تہی کہ خدایا اپنی راہ
مین مجھے شہادت عطا فرمائیو اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مین مجھے
موت دیجیو - ایک مرتبہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت

سیتا ہی - جناب رسالتمآبؐ نے اجازت عطا کی اور فرمایا کہ بھائی مجھے اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا
اور دوسری روایت میں ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھے شریک کر لینا - اور جب مسلمانوں کو کوئی
واقعہ پیش آتا تو اسکے اہتمام میں یہ جان پر کھیل جاتے تھے - اور قصابوں کی منڈی میں دُرّہ
لئے ہوئے جایا کرتے اور جسکو متواتر دو دن گوشت خریدتے دیکھتے اُسکو دُرّہ مارتے اور
کہتے تھے کہ اپنے ہمسایوں و عزیزوں کے لئے اپنے پیٹ کو تھوڑی تکلیف کیوں
نہیں دیتا - ایکدن نماز جمعہ میں دیر سے آئے اور لوگوں سے معذرت کی اور کہنے لگے
کہ مجھے میرے اس کپڑے نے تمہارے پاس آنے نہ دیا یہ دھلتا تھا اور میرے پاس
اسکے سوا اور کوئی کپڑا تھا نہیں - ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اگر مجھے حساب کا خوف ہوتا
تو میں حکم دیتا کہ میرے لئے تنور میں دنبہ بھونا جائے - اور اگر کبھی اُنکا جی کسی ایسی چیز کو
چاہتا جسکی قیمت چار پانچ آنے ہوتی تو پورے سال بھر تک اُسکو ٹالتے رہتے تھے - انکا
قول تھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف کرے گا وہ اپنے غیظ و غضب کا خیال نہ کرے گا
اور جو شخص خدا سے ڈرے گا وہ اُسکی مرضی کے خلاف نہ کرے گا - ایک روز منبر
پر تشریف لے گئے اور اُنھوں نے کہا کہ اُس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے ایسا بنا دیا کہ
میرے اوپر کوئی نہیں ہے - اسپر لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے اس کہنے کا کیا باعث ہوا
آپ نے کہا کہ اظہار شکر - اور منبر سے اُتر آئے - خلافت کے زمانہ میں مدینہ طیبہ سے
مکہ معظمہ حج کو گئے مگر آتے جاتے اثنار راہ میں نہ کہیں خیمہ نصب ہوا نہ راوٹی - جب اُترتے
تھے تو انکے لئے کمل بچھایا جاتا تھا یا کسی درخت پر کوئی کمل یا بچھانے کا چمڑا ڈال دیا جاتا تھا
اور اُسکے سایہ میں وقت گذار دیتے تھے - یہ خلقتہً سرخ و سپید تھے مگر عام الرمادہ[۱]

[۱] سنہ ۱۸ ہجری میں نہایت سخت کال اور خشک سالی واقع ہوئی تھی اور ہوا تاریک (دیکھو صفحہ ۵۳)

مین جو قحط کا سال تہا اِس سبب سے کہ اپنا پیٹ کاٹکر لوگون کو فائدہ پہونچانا چاہتے تہے برابر
زیتوں کا تیل کہاتے کہاتے انکا رنگ گندمی ہوگیا۔ اُنہون نے گوشت گہی اور دودہ کہانا
چھوڑدیا اور قسم کہائی کہ جب تک مسلمانوں مین فراخی نہوگی سوا زیتوں کے کوئی
سالن نہ کہاؤنگا۔ یہ قحط چہ مہینے رہا۔ زمین کی رنگت سیاہ ہوگئی تہی۔ اور یہ گہروں کا چکر
لگاتے اور یہ کہتے پہرتے تہے کہ جو محتاج ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اور کہا کرتے تہے
کہ خدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو میرے عہد میں ہلاک نہ فرما۔ کثرت گریہ سے
اُنکے چہرہ پر دو کالی دہاریاں پڑگئی ہیں۔ اور جو آیت اُنکے وظیفہ میں تہی اُسکے پڑہنے
میں روتے روتے انکی گہگی بندہ جاتی تہی اور یہ حالت گریہ میں گر پڑتے تہے اور جب ایسا
واقعہ گذرتا تہا تو گہر سے باہر نہیں آسکتے تہے اور لوگ بیمار سمجھکر انکی عیادت کو جاتے تہے
اور انکی آہ و زاری کی آواز تین صفوں کے پرے تک سنائی دیتی تہی۔ یہ کہا کرتے تہے
کہ اسے کاش میں ونبہ ہوتا کہ لوگ جسقدر چاہتے مجہے تیار کرتے پہر کاٹکر کہاجاتے اور
مصلہ ہوکر نکلجاتا۔ مگر آدمی نہ بنایا جاتا۔ جب بیمار ہوئے تو انکا سر انکے بیٹے عبداللہ کی گود میں
تہا اُن سے کہا کہ بیٹے میرے سر کو زمین پر رکہدو۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ جیسا زمین
پر ویسا میرے زانو پر آپ اسمیں تکلف کیوں فرماتے ہین۔ اُنہون نے کہا کہ تم زمین پر
رکہدو چنانچہ حضرت عبداللہ نے اُنکے سر کو زمین پر رکہدیا۔ اور یہ کہنے لگے کہ اگر میرے پروردگار
نے مجہپر رحم نہ فرمایا تو ہاے میں اور ہاے میری ماں۔ پہر کہا کہ میں اسپر راضی ہوں کہ جیسا
آیا تہا ویسا ہی دنیا سے چلاجاؤں۔ نہ کچہہ جزا ملے نہ سزا۔ اسکے بعد کہا کہ خدایا میری عمر زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲) خاک اڑا کرلاتی تہی جو بمادہ معنی راکہ کے مناسبہ ہوتی تہی اسی لئے اس سال کو عام الرمادہ کہا
یعنی سال خاکستر کہتے ہیں ۱۲ مترجم

ہو گئی میری ناتوانی بڑھ گئی اور میری رعیت دور دور پھیل گئی ہے اسسے پاس ایسا ملا کہ نہ ضائع کرنیوالا تھا نہ ماندہ ہوں اور نہ حد سے گذرنیوالا۔ مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انکو خواب میں دیکھا اور اُسسے پوچھا کہ کہئے امیر المومنین کیا معاملہ پیش آیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر میں اپنے پروردگار کو رحم کرنے والا نہ پاتا تو کیا عجب تھا کہ میرا جنازہ زمین میں دھس جاتا۔ اور جب کوڑے کے پاس سے گذرتے تھے تو کھڑے ہو جاتے اور کہتے تھے کہ یہی تمھاری وہ دنیا ہے جسکی حرص کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ فانی کا نقصان کرنا باقی یعنی آخرت کے نقصان کرنے سے تمھارے لئے بہتر ہے۔ اور کبھی ایک تنکا زمین سے اُٹھا لیتے اور کہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں یہ تنکا ہوتا۔ اے کاش میں پیدا ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش میں کچھ بھی ہوتا۔ کاش میں بھولا بسرا ہوتا۔ وسط شب میں نماز پڑھنی انکو بہت مرغوب تھی۔ اور جب مبتلائے غم ہوتے تھے تو اپنے کپڑے اُتار ڈالتے اور مختصر سا کپڑا جو مشکل زانو سے نیچے پہونچتا تھا پہن لیتے اور ڈاڑھیں مار مار کر روتے اور استغفار کرتے اور دونوں آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں یہانتک کہ انکو غش آجاتا تھا اور راتوں کے وقت اپنی پیٹھ پر لاد کر بیواؤں اور یتیموں کو پہونچاتے تھے۔ اور جب کوئی شخص کہتا کہ لائیے میں لیجاؤں تو کہتے کہ قیامت کے دن میرے گناہ کون اُٹھائیگا اسکے حالات بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔

(۳) امام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد مناف پر جاکر ملتا ہے۔ انکا لقب ذو النورین اس سبب سے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو لخت جگر یعنی حضرت رقیہؓ اور حضرت کلثومؓ یکے بعد دیگرے ان سے منسوب ہوئیں۔ اونتالیس ۳۹ دن یہ

محصور رہے بعدۂ محاصرہ کی حالت مین جبکہ یہ قرآن تلاوت کر رہے تھے اور مصحف مجید سامنے رکھا تھا شہید ہوئے - انمین غایت درجہ کی حیا تھی - یہانتک کہ اگر یہ گھر کے اندر ہوتے اور دروازے بھی بند رہتے تو بھی غسل کے وقت بدن پر پانی بہانے کو کپڑے نہیں اُتارتے تھے - اُنکی حیا اجازت نہ دیتی تھی کہ اُنکی ریڑھ کی ہڈی اُٹھی ہوئی نظر آئے اور دن کو روزے رکھا کرتے اور رات کو کھڑے ہوئے عبادت کرتے تھے - صرف اول شب مین ایک نیند سو لیتے تھے - اور اکثر ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے تھے - اور خلافت کے زمانہ مین جب خطبہ کہتے تھے تو موٹا عدن کا بناہوا تہبند پہنے رہتے تھے جسکی قیمت چار پانچ درہم (سوا روپیہ ڈیڑھ روپیہ) ہوتی ہوگی - اور دوسرون کو امیرانہ کھانا کھلاتے اور خود گھر جاکر سرکہ اور روغن زیتون سے روٹی کھا لیتے تھے - اور اپنی خلافت کے زمانہ مین اونٹ پر اپنے پیچھے اپنے غلام کو بٹھا لیتے اور اسکو معیوب نہیں سمجھتے تھے - اور جب قبرستان کے پاس سے گذرتے تھے تو اسقدر روتے تھے کہ اُن کی ڈاڑھی بھیگ جاتی تھی - اِنکے اوصاف حمیدہ بھی کثرت سے اور مشہور ہین -

(۴) امام علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

آپ کا نسب مشہور ہے - آپ کہا کرتے تھے کہ دنیا مردار ہے - اِسلئے جو کوئی اُسمین سے کچھ چاہے گا اُسکو کتون کی مخالفت پر صبر کرنا پڑیگا - **مین کہتا ہون** کہ دنیا سے مراد وہ ہے جو شرعی احتیاج سے زیادہ ہو نہ کہ جو ضروری ہو - کیونکہ دنیا کی مغضوبات داخل شہوات ہین اور شہوات والے بہت ہین اور اسی لئے کبھی کوئی زاہد ایسے مقام مین نہین دیکھا جاتا جہان دنیا کے لئے باہم کشاکش ہوتی ہو جسکا مشاہدہ ہے - اور

مصولیات کے طالب کا نام "کُتا" اسی لیئے رکھا گیا ہے کہ اُسکا دل اُسمیں اٹکا رہتا ہے کیونکہ عربی زبان میں کُتے کو کلب کہتے ہیں اور کلب کلب سے ماخوذ ہے جسکے معنی اٹکے کے ہیں اور جس شخص کے واسطے اپنی کسی خواہش سے جدا ہونا دشوار ہو وہ اُس خواہش کا کُتا ہے - اور جو آدمی حرص دولت میں زیادہ فراخی برتتے ہیں وہ صرف اپنی کمی رہ سے ایسا کرتے ہیں اور شارع نے ہمکو شہاب مین دوستے کام لینے کا حکم دیا ہے واللہ اعلم -

ابو سعیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ امام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے رجز میں ایسے نو جملے کہے کہ اُنمین سے ایک تک ہی پہونچنے کی امیدیں منقطع ہوگئیں - تین جملے مناجات میں ہیں - تین علم میں اور تین اخلاق میں - مناجات میں تو یہ ہیں -

(۱) یہی عزت میرے لئے کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے -

(۲) میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں -

(۳) جیسا میں دوست رکھتا ہوں ویسا ہی تو میرے لئے ہے اسلئے جس چیز کو تو دوست رکھتا ہے اُسکی توفیق مجھے دے -

اور علم میں یہ ہیں -

(۱) آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے -

(۲) باتیں کرو پہچان لئے جاوٴگے -

(۳) جس آدمی نے اپنی قدر پہچانی وہ ضائع ہوا -

اور اخلاق میں یہ جملے ہیں -

(۱) جسپر چاہو احسان کرو تم اُسکے امیر (حاکم) ہو جاوٴگے -

(۲) جس سے چاہو استغنا ظاہر کرو تم اسکی نظیر (ہم رتبہ) ہو جاؤ گے۔

(۳) جا ہو جسکے تم محتاج ہو اسکے اسیر ہو جاؤ گے۔

آپ کا قول ہے کہ واللہ ایمان والا ہی مجھے دوست رکھے گا اور نفاق والا ہی مجھے دشمن سمجھے گا۔ انتقال سے کے قبل آپکا آخری کلام کلمۂ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تھا۔ آپکا مقولہ ہے کہ آدمی کا لوٹا ہوا ہو کر اور اپنے پروردگا کو پہچان کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی میں مرے کو بغیر حساب کے ہی جنت میں کیوں نہ جائے

میں کہتا ہوں کہ اسمیں اولی بات تو یہ ہے کہ بندہ جنت میں اپنے رب کی اسقدر قربت پائے گا جسقدر اس نے عبادت کی ہوگی واللہ اعلم۔ آپ کہا کرتے تھے کہ جو آدمی سب زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانے گا وہ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والوں کو بہت زیادہ دوست رکھے گا۔ اور بہت زیادہ اُنکی تعظیم کرے گا۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے کہا کہ یا امیر المومنین کیوں نہ میں آپ کی حفاظت کروں۔ تو آپ نے کہا کہ ہر شخص کی محافظ اسکی اجل ہے۔ آپکا قول ہے کہ اعمال سے زیادہ اُنکے مقبول ہونے کا اہتمام کرو کیونکہ خوف خدا کے ساتھ کوئی عمل تھوڑا نہیں ہے۔ اور جسکا رخ خدا کی طرف سے اُسکا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے۔ آپ کا قول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو دنیا بڑے سنگار کے ساتھ آئیگی اور عرض کرے گی کہ میرے پروردگار مجھے اپنے دوستوں میں سے کسی کو عطا فرما۔ لیکن اللہ عز وجل اُس سے ارشاد فرمائے گا کہ چلی جا تو کوئی ایسی کائنات نہیں کہ میں اپنے کسی دوست کو دوں۔ پھر وہ پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر جہنم میں ڈالدی جائیگی۔ آپ کا قول ہے کہ بندہ کو اپنے مالک کے سوا کسی سے امید نہ رکھنی چاہیئے اور اپنے گناہ کے سوا کسی سے ڈرنا نہ چاہئے آپ ہی کا قول ہے کہ کسی جاہل کو یہ بہتر نہیں ہے کہ اُس سے

ایسی چیز پوچھی جائے جسکو وہ نہیں جانتا اور کسی عالم کو اس سے شرم نہیں آتی کہ جب اس سے ایسی بات پوچھی جائے جسکو وہ نہیں جانتا تو کہدے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ تمہاری نسبت مجھے سب سے زیادہ بڑی حرص اور طول امل کا اندیشہ ہے۔ بیروی حرص تو حق سے بے راہ کر دیتی ہے اور طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ آپ ہی کے اقوال میں سے ہے کہ پورا فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور نہ اُنکو عذاب سے بے پروا ہو نے دے اور نہ خدا کے گناہوں کی اجازت دے اور نہ قرآن کو دوسری چیز کی رغبت کے باعث چھوڑ دے۔ جس عبادت میں علم ہو اُسمیں کوئی نیکی نہین۔ اور جس علم مین سمجھ ہو اُسمیں کوئی خوبی نہیں۔ اور جس پڑھنے مین سوچ ہو اُسمین کوئی بھلائی نہیں۔ تمکو علم کے سرچشمے۔ رات کے چراغ کہنہ لباس اور تازہ دل ہونا چاہیئے اسی سے آسماں کے ملکوت میں پہچانے جاؤ گے اور اسی کے ساتھ تمہارا ذکر زمین پر ہوگا۔ اگر تم اُس ماتا بھری ماں کا رونا دو جو بچہ کے جاتے رہنے پر روتی ہے۔ اور مصیبت مین پیسے ہوے رہبان کا سا نالہ کرو اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے قرب کی طلب اور اُسکی خوشنودی اور اُسکے پاس رتبہ کی بلندی ہاکسی گناہ کی بخشائیش کی جستجو میں اپنے مال و اولاد سے باہر نکل جاؤ تو بھی تمہاری مراد کے مقابلہ مین تھوڑا ہے۔ دل ظروف ہیں اور بہترین ظرف وہ ہے جسمیں چیزیں زیادہ تر حفاظت سے رہین بہر پاسے ہاسے کرتے اور اپنے سینہ کیطرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ اسمیں ایسا علم ہے کہ کاش مین اسکو تمامہ شائع کر دیتا۔

ایک مرتبہ کوئی شخص آپ کے لیئے فالودہ لایا جب وہ سامنے رکھا گیا تو آپ نے کہا کہ تو خوشبودار خوشرنگ و خوش مزہ تو ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ اپنے نفس کو

ایسی چیز کا خوگر ساون جسکی اسکو عادت نہیں ہے - آخر آپ نے اسکو نوش جان نہ کیا اور آپ نے عراق کے کھانوں میں سے بہت ہی تھوڑا کھایا تھا - آپ ایسے کرتے میں پیوند لگایا اور کہا کرتے تھے کہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور ایمان والے کو اسکی پیروی کرنی چاہیئے - اور آپ کی آستینوں میں سے جسقدر حصہ انگلیوں سے باہر نکلا رہتا اسکو کاٹ ڈالتے تھے اور یہی عادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی تھی - اور جاڑوں میں سردی سے آپ کے اعضا کپکپاتے تھے اسپر کسی نے کہا کہ آپ بیت المال سے کوئی کمل کیوں نہیں لیتے اسمیں تو بڑی گنجائش ہے - لیکن آپ نے کہا کہ میں اپنی ذات کیلئے کوئی چیز لیکر مسلمانوں کے بیت المال کی کمی کا باعث ہوں گا - آپ کا قول ہے کہ پرہیز گاری تو معصیت پر اصرار سے اور طاعت پر مجبور بار سے باز آنے کا نام ہے - آپ کو دنیا اور اسکی رونق سے وحشت اور رات اور اسکی تاریکی سے دلبستگی ہوتی تھی اور ہر چیز پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے - لباسوں میں سے وہ لباس جسمیں فضولی کم ہو اور کھانوں میں سے وہ کھانا جو تکلف سے بری ہو آپ کو بہت اچھا معلوم ہوتا تھا - آپ دینداروں اور مسکینوں کی عظمت کرتے تھے - رات بھر نماز پڑھا کرتے اور بہت ہی تھوڑا آرام لیتے تھے اور اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر مرغ بسمل کیطرح تڑپتے اور غمزدون کیطرح روکر صبح کردیتے تھے - آپ دنیا کی طرف خطاب کرکے کہا کرتے تھے کہ تو کسی اور کو فریفتہ کر میں تو تجھے تیری عمر بھر کے لیے تین طلاقیں دے چکا ہوں - تیری عمر کوتاہ تیری مجلس ذلیل اور تیری جوکھوں بڑی ہے آہ آہ توشہ کی کمی - منزل کی دوری - اور راستہ کی وحشت !!! - آپ کا قول ہے کہ سب سے کٹھن کام تین ہیں - اپنے نفس سے حق کا دلوانا - ہر حال میں اللہ کا

یاد کرنا۔ اور مال سے بھائی کی غمخواری کرنا۔ اور کہا کرتے تھے کہ تمکو جو کچھ دنیا میں سے ملے اُسپر بہت خوشی نکرو اور جو کچھ تمکو نہ ملے اُس سے مایوس ہوکر غم نہ کرو۔ اور اپنی ہمت کو موت کے بعد کے معاملات میں مصروف رکھو۔ اور آپ ہی کا قول ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو غیر مقدر سے اُسکی حفاظت کرتے ہیں اور جب امر مقدر آجاتا ہے تو وہ اپنی حفاظت اُٹھا لیتے ہیں۔ اور میعاد مقرر قلعہ سد مانع ہے۔ زبان مبارک پر اکثر جو اشعار جاری رہتے تھے اُنکا ترجمہ یہ ہے ؎

اُو مرنے والے اب ہے تجھے آرام دوستی | مال و متاع دہر سے کافی ہے صرف قوت
ہے دل و فکر و غم کا تو ناحق کسلئے | مر رہے ہے حرص و آز کا پھر کیوں ہوا رہوت
دریں تجکو شہر خموشاں کا ہے سفر | جرجا جہاں نہیں ہے کوئی ہی بجز سکوت

شعبی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چودہ بیٹے تھے حسین سے صرف پانچ کی نسلیں جاری ہوئیں یعنی حسن حسینؓ۔ محمد بن الحنفیہؒ۔ عمرؓ۔ وعباسؓ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ کے مناقب بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔

(۵) امام طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مُرّہ پر جاکر ملتا ہے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگ اُحُد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اپنے ہاتھ سے اور اپنی جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچایا۔ انکا ہاتھ شل ہوگیا اور انھوں نے چودہ زخم کھائے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام طلحۃ الخیر رکھا تھا۔ انکا میانہ قد سرخ رنگ تھا۔ ایک دن ...

ایک لاکھ درہم خیرات کئے حال آنکہ اُسوقت انکو مسجد جانے کیلئے کرتہ کی ضرورت تھی مگر نہ خریدا - اور انکا قول تھا کہ جو شخص ایسی حالت میں رات بسر کرتا ہے کہ اُسکے گھر میں روپے رکھے ہوتے ہین اور وہ نہیں جانتا کہ رات کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُسکو کیا پیش آنیوالا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اسلئے جب رات کو انکے گھر میں روپے رہتے تھے تو اُس رات کو وہ صبح تک نہ سوتے تھے حتیٰ کہ اُسکو خرچ نہ کرلیں سنہ ۳۶ چھتیس ہجری میں یوم الجمل میں مارے گئے اور انکا مزار بصرہ میں مشہور ہے لوگ اُسکی زیارت کرتے ہین -

(۲) امام زبیر ابن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی صلی اللہ سے انکا نسب قصئی میں ملتا ہے - جنگ بدر میں یہ خوب لڑے تھے اور انہون نے اتنے زخم کھائے تھے کہ انکی پیٹھ اور گردن کے زخم میں آدمی ہاتھ ڈال سکتا تھا - انکی وفات کے وقت ان پر بہت سا قرض تھا اور مال کچھ بھی نہیں لوگون نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنے قرض کے بارہ میں کیا کرینگے - اسپر انہوں نے اپنی اولاد سے کہا کہ تم کہو کہ اے زبیر کے آقا اُسکا دین ادا کر تب چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کا سب ادا ہو گیا جسکی مقدار بائیس لاکھ تھی حضرت زبیر کا ایک چچا تھا جو اُنکو بوریہ میں لپیٹ کر لٹکا دیتا اور آگ کا دھواں دیتا اور کہتا تھا کہ کفر پر لوٹ آ مگر حضرت زبیر کہتے تھے کہ میں کبھی کافر نہ ہونگا - اسکے ایک ہزار غلام تھے جو روزانہ اِنکو خراج دیتے تھے اور یہ اُسی وقت اُسکو خیرات کر کے اُٹھتے تھے یہانتک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہنے دیتے تھے

(۷) امام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جد چہارم میں جاکر ملتا ہے - یہ بیمار ہوئے تو کہنے لگے کہ یا پروردگار میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں انکے بالغ ہونے تک میری موت کو ملتوی رکھ چنانچہ وہ بیس سال اور زندہ رہے انکے اور حضرت خالد کے درمیان کچھ نزاع تھی - ایک شخص حضرت خالد کی شکایت لیکر انکے پاس آیا تو اس سے انہوں نے کہا کہ ہمارے آپس میں جو نزاع ہے اسکا اثر ہمارے دین پر نہیں ہے تم یہ باتیں رہنے دو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فساد واقع ہوا تو انہوں نے لوگوں سے ملنا جلنا اور اپنے گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا جنگ اُحد میں انہوں نے ایک ہزار تیر چلائے تھے - اور انکی وصیت تھی کہ جنگ بدر میں جو جبہ پہنے ہوئے میں مشرکوں سے لڑا تھا اُسی میں مجھے کفنانا - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا -

(۸) امام سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے کعب بن لوئی میں جاکر ملتا ہے - یہ مجاب الدعوۃ تھے اروی بنت اوس نے مروان سے فریاد کی کہ انہوں نے میری کچھ زمین دبالی ہے - اسپر حضرت سعید نے کہا کہ خدایا اگر یہ جھوٹ کہتی ہے تو اسکی بینائی جاتی رہے اور اسکو اُسی زمین میں موت آجائے - چنانچہ مرنے سے پہلے اُسکی آنکھیں ختم ہو گئیں - اور وہ اپنی اُسی زمین میں ایک دن جارہی تھی کہ گڑھے میں گری اور مرگئی -

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقیق[ا] میں قضا کی اور انکی لاش مدینہ طیبہ آئی اور وہیں ۵۵ھ پچپن ہجری میں دفن ہوئی۔

(۹) امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا نسب کلاب بن مُرّہ میں جا کر ملتا ہے۔ انہوں نے محتاجوں اور مسکینوں کو سات سو سے زیادہ سواری کے اونٹ معہ اُنکے پالانوں اور کل سامانوں کے عطا کئے تھے۔ اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے مرد بہشت میں داخل ہونگے یہ ہمیشہ خائف رہا کرتے تھے۔ اور جب انکو یہ خبر پہونچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا کرو اس سے تمہارے دونوں پاؤں کُھل جاینگے اسکے بعد حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے کہ عوف کے بیٹے کو حکم دیجیئے کہ مہمانوں کی ضیافت کیا کرے اور مسکینوں کو کھانا کھلایا اور سائلوں کو خیرات دیا کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو جس حال میں وہ ہے اُسکا کفارہ ہو جائیگا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُنکو عمامہ باندھا اور دونوں مونڈھوں کے بیچ میں اُسکا شملہ لٹکا دیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پیچھے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ نیکوکار بندہ ہے۔ اور وہ شدت خوف و تواضع سے اپنے غلاموں کو ایک دوسرے سے تمیز نہ کر سکتے تھے ۳۲ھ بتیس ہجری میں اُنہوں نے

[ا] مدینہ طیبہ میں ایک موضع ہے جسمیں چشمے اور گلستاں ہیں جسکی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ وہ مبارک وادی ہے۔ ۱۲۔ مترجم

وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے

(۱۰) امام ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے چھٹی پیڑھی میں جاکر ملتا ہے یہ عمواس[1] نیسان میں ایک گاؤں کے قریب جسکا نام عماد ہے سنہ۱۸ اٹھارہ ہجری میں مدفون ہوئے انکا قول ہے کہ بس رکھو اسلئے اپنے کپڑوں کو اجلا رکھنے والے اپنے دین کو میلا رکھتے ہیں بس رکھو اسلئے اپنے نفس کو معزز بنانیوالے اُسکو ذلیل بناتے ہیں۔ اسلئے اسے لوگو خدا تمپر رحم کرے بُرائے گناہوں کے بدلے نئی نیکیوں کیطرف دوڑو کیونکہ اگر تم میں سے کسی نے اسقدر گناہ کئے ہوں کہ زمین و آسمان کے درمیانی فصا اُس سے بھر جائے بعد اُسکے ایک کام بھی اچھا کرے تو یہ نیکی اُسکی برائیوں پر غالب آجائیگی یہانتک کہ انکو دبا کر چھوڑے گی۔ انکا قول ہے کہ مومن کی مثال چڑے کی سی ہے جو ہر روز کتنے ہی بار پلٹے کھاتا ہے۔

(۱۱) امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار تھے اور جناب رسالتمآب صلعم کا تکیہ مسواک نعلین اور طہارت کا سامان سفر میں انہیں کے سپرد رہتا تھا۔ اور چال ڈھال وضع تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ یہ نہایت ہی عمدہ لباس پہنتے تھے اور انکے جسم سے خوشبو آتی تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ جب نعلین مبارک کو اُٹھاتے تھے تو انکی بڑی تعظیم

---

[1] عمواس بالفتح سو ہر جیرے دربیں بیت و نیسان بالفتح دہی ست بشام ز منتہی الارب ۱۲

وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے

(۱۰) امام ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے چھٹی پیڑہی میں جاکر ملتا ہے یہ عمواس[1] نیساں مین ایک گاؤں کے قریب جسکا نام عماد ہے سنہ ۱۸ اٹھارہ ہجری میں مدفون ہوئے انکا قول ہے کہ بس رکھو اسے ایسے کپڑوں کو اجلا رکھنے والے اپنے دین کو میلا رکھتے ہیں بس رکھو اسے اپنے نفس کو معزز بنانیوالے اسکو ذلیل بناتے ہیں۔ اسلئے اے لوگو خدا تمپر رحم کرے بُرائے گناہون کے بدلے نئی نیکیون کیطرف دوڑو کیونکہ اگر تم میں سے کسی نے اسقدر گناہ کئے ہوں کہ زمین و آسمان کے درمیانی فضا اُس سے بھرجاے بعد اُسکے ایک کام بھی اچھا کرے تو یہ نیکی اُسکی برائیوں پر غالب آجائیگی یہانتک کہ انکو دبا کر چھوڑے گی۔ انکا قول ہے کہ مومن کی مثال چڑے کی سی ہے جو ہر روز کتنے ہی بار پلٹے کھاتا ہے۔

(۱۱) امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے اور جناب رسالتمآب[ؐ] کا تکیہ مسواک نعلین اور طہارت کا سامان سفر میں انہین کے سپرد رہتا تھا۔ اور چال ڈھال وضع قطع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ یہ نہایت ہی عمدہ لباس پہنتے تھے اور انکے جسم سے خوشبو آتی تہی جسکی وجہ یہ تھی کہ جب نعلین مبارک کو اُٹھاتے تھے تو انکی بڑی تعظیم

[1] عمواس الفتح ثم ہر چہرے ورمیں بیت و نیساں بالفتح دمی ست بشام منتہی الارب ۱۲

کہ آپ لوٹ جاییں کہ آمین ساتھ چلنے والوں کے لئے ذلت اور ہمکے ساتھ چلیں اُسکے لئے فتنہ ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ جو کچھ مین اپنی ذات کی نسبت جانتا ہون اگر تمکو معلوم ہو تو تم میرے سر پر خاک ڈالو - اور انہیں کا قول ہے کہ کیا خوب دو ناپسندیدہ چیزیں ہیں موت و محتاجی - اور انکا قول تھا کہ کبھی ایسا ہوا کہ جس حال مین مجھے صبح ہوئی اُسکی نسبت میں نے آرزو کی ہو کہ اسکے سوا میں اور حال میں ہوتا - آدمی جب کسی بادشاہ کے حضور میں جاتا ہے اور اُسکے ساتھ اُسکا دین و ایمان ہوتا ہے تو وہاں سے جب باہر آتا ہے تو اُسکے ساتھ اُسکا دین و ایمان نہین ہوتا اسلئے کہ اُسنے اپنے آپ کو ایسے موقع میں ہو بچایا ہے کہ اپنے فعل یا سکوت یا اعتقاد سے خدا کی نافرمانی کرے - اور اگر کوئی شخص خانہ کعبہ میں رکن و مقام کے درمیان ستر برس تک عبادت کرتا رہے اور وہ کسی ظالم کو دوست رکھتا ہو تو اللہ تعالی اُسکو قیامت کے دن اُسی کے ساتھ اُٹھائیگا جسکو وہ دوست رکھتا ہے جب یہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان انکی مزاج پرسی کو گئے اور پوچھنے لگے کہ تمکو کس چیز کی شکایت ہے، اُنہوں نے کہا کہ اپنے گناہوں کی - پھر حضرت عثمان نے پوچھا کہ کس چیز کو تمہارا جی چاہتا ہے انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی رحمت کو - پھر حضرت عثمان نے کہا کہ کسی طبیب کو بلواؤں؟ اُنہون نے کہا کہ طبیب ہی نے تو مجھے بیمار ڈالا ہے - حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کے لئے کچھ عطیہ کا حکم دوں؟ اُنہون نے کہا کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے - حضرت عثمان نے کہا کہ تمہاری بیٹیون کے کام آئیگا اُنہوں نے کہا کہ تمکو میری بیٹیون کے محتاج ہو جانے کا اندیشہ ہے حالانکہ میں نے اُنکو حکم دیا ہے کہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کریں - مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ہر شب کو سورہ واقعہ پڑھے گا اُسکو کبھی فاقہ نہوگا - اِن کی

دعاؤں میں سے ایک یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا لَّا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی اَعْلٰی جِنَانِ الْخُلْدِ ؕ (ترجمہ۔ خدایا میں تجھسے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو پھر نہ جائے اور ایسی نعمت جو ختم نہ ہو جائے اور آنکھ کی ایسی ٹھنڈک جو موقوف نہو اور جنت کے اعلیٰ باغوں میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت)۔ انکا قول ہے کہ علم کثرت روایت سے نہیں ہے علم تو خوف خدا سے ہوتا ہے اور یہ کہتے تھے کہ خرابی ہے اُسکے لئے جو نہیں جانتا حالانکہ اگر خدا چاہتا تو اُسکو علم دیتا اور خرابی ہی اُسکے لئے ہے جو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا۔ اسکو سات بار کہتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دنیا کی صفائی چلی گئی اور اُسکی کدورت رہگئی اور آج ہر مسلمان کے لئے موت ہی تحفہ ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کوئی بندہ ایمان کی حقیقت تک نہیں پہونچتا تاوقتیکہ اُسکی چوٹی تک نہ پہونچے اور اُسکی چوٹی تک نہیں پہونچتا تاوقتیکہ اُسکے نزدیک مالداری سے فقیری زیادہ مرغوب ہو اور عزت سے ذلت زیادہ مرغوب ہو اور تاوقتیکہ اُسکی تعریف کرنیوالا اور اُسکی مذمت کرنیوالا دونوں اُسکے نزدیک برابر ہوں۔ اور اُنکے اصحاب نے اس جملہ کی تشریح کی اور کہا ہے کہ تاوقتیکہ اُسکے نزدیک حرام کی مالداری سے حلال کی فقیری زیادہ محبوب نہو اور خدا کی نافرمانی میں جو شرف ہو اُس سے خدا کی طاعت کی فروتنی تاوقتیکہ زیادہ مرغوب ہو اور تاوقتیکہ حق بات میں اُسکی تعریف و مذمت کرنیوالے دونوں اُسکے نزدیک برابر ہوں یعنی تعریف کرنیوالوں کی طرف مذمت کرنیوالوں سے زیادہ مائل ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کا انگارا کو اُسوقت تک دانتوں سے پکڑے رہنا کہ وہ بجھ جائے اِس سے بہتر ہے کہ کسی امر کی نسبت جسکو اللہ تعالیٰ نے مقدر کردیا ہے یہ کہے کہ کاش یہ ہوتا۔ اور اپنے اصحاب

سے کہا کرتے تھے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بھی زیادہ نماز پڑھتے اور زیادہ مجاہدہ کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے کہیں زیادہ دنیا سے بچنے والے اور آخرت کے چاہنے والے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص حاکموں کے گھر میں رہتا ہے وہ ممنوعات سے الگ نہیں رہتا اور اوسپر بھی ویسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا ممنوعات کے پاس حاضر رہنے والے پر اسلئے کہ جب اسکو ممنوعات کی خبر ہو جاتی ہے تو اُس سے رضا ہوتا اور اُسپر سکوت اختیار کرتا ہے۔

(۱۲) امام خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکو دین اسلام سے پھیرنے کے لئے آگ سے سزا دیجاتی تھی مگر یہ پھرے۔ یہ رویا کرتے اور کہتے تھے کہ ہمارے بھائی چلے گئے اور اپنے ثواب اخروی میں سے انہوں نے کچھ کم نہ کیا اور نہ اپنی دنیا میں سے کچھ گھٹایا اور اب ہم اُنکے بعد باقی رہ گئے ہیں اور ہمکو ایسا مال ملا ہے کہ خاک کے سوا ہم اُسکے لئے کوئی جگہہ ہی نہیں پاتے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو موت مانگنے سے منع نہ فرمائے ہوتے تو ہم ضرور موت مانگتے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے خبابؓ تمکو مشرکون سے کیا اذیت پہونچی انہوں نے کہا کہ مشرکون نے آگ جلائی اور اُسکو میری پیٹھ کی چربی کے سوا کسی چیز نے نہ بجھایا انہوں نے کوفہ میں رحلت[۱] کی اور حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنکے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

---

[۱] سنہ سینتیس ہجری میں وفات پائی۔ اور تریسٹھ سال زندہ رہے ۱۲ مترجم رحمہ اللہ

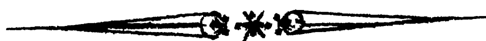
(۱۳) اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاریوں میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لم یکن الذین کفروا من
اھل الکتاب آخر تک انکو خدا کے حکم سے جو اس بارہ میں نازل ہوا تھا پڑھکر سنایا
انکا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اور طریقہ پر جمے رہوا سلیئے کہ وہ بندہ
راہ اور طریقہ پر ہیں ہے جسکے سامنے خدا کا ذکر ہو اور اُسکی آنکھیں خدا کے خوف سے
ڈبڈبا آئیں اور پھر آگ اُسکو مس کرے - اور اس راہ و طریقہ کی میانہ روی اسکے خلاف
میں سخت مجاہدہ سے بہتر ہے - اور یہی انکا قول ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی
چیز کو خدا کیلئے ترک کرے اور اللہ محبت کے لئے اُسکے واسطے ایسی جگہ سے جو اُسکے
گمان میں بھی نہو ایسی چیز مقرر کردے جو اُس سے بہتر ہو -

(۱۴) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا وظیفہ پانچہزار درہم تھا اور تقریبا تیس ہزار مسلمانوں کے سردار تھے - اور
ایک عبا پہنے جس سے فرش کا کام بھی لیا جاتا تھا لوگوں کے سامنے خطبہ کہتے تھے
اور جب انکا وظیفہ آتا تھا تو اُسکو کھڑے کھڑے خیرات کر دیتے تھے اور خود مزدوری
کرکے کھاتے تھے - اور دیوار کے سایہ میں دن بسر کرتے تھے اور جیسے جیسے وہ گھٹتا
بڑھتا جاتا تھا یہ بھی اُسکے ساتھ حرکت کرتے تھے انکا کوئی گھر نہ تھا - اور جب خادم کو
کسی کام کے لیے بھیجتے تھے تو اُسکے بدلے خود بھی آٹا گوندھ لیتے اور کہتے تھے کہ
اوسپر دو کاموں کا بار نہ ڈالوں گا اور کھجور کے پتوں سے صنعتی چیزیں بنا تے اور

کہتے تھے کہ میں ایک درہم (پانچ آنہ) کے پتّے خریدتا ہوں اور اُنکی چیزیں بناکر تین درہم کو بیچتا ہوں جسمیں سے ایک درہم پتّوں کے لیے رکھہ چھوڑتا ایک درہم بال بچّوں پر خرچ کرتا اور ایک درہم خیرات کردیتا ہوں - اور یہ لوگوں کی خیرات میں سے نہیں کہاتے تھے اور اسکے بیٹھے حال میں رہنے کی وجہ سے لوگ اسیے اسباب اُٹھانے کیلیے اسکو بیگار میں پکڑتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ بعد کو انہیں پہچان کر اسے بوجھہ اُتار لینا چاہتے تو یہ کہتے تھے کہ نہیں ایسا نہیں ہوے کا میں اسکو منزل تک پہونچا کر رہوں گا اور یہ واقعات اُس زمانہ کے ہیں جب یہ مدائن کے امیر (گورنر) تھے - یہ کہا کرتے تھے کہ ایمان والے کی مثال دنیا میں تو بس اُس بیمار کی سی ہے جسکے ساتھ اُسکا وہ طبیب ہو جو اُسکی دوا اور درد دونوں سے واقف ہو اور جب اُس چیز کی خواہش کرے جو اُسکے لئے مضر ہے تو منع کرے اور کہے کہ اگر تو اُسے کہائے گا تو جان سے جائیگا یہی حال صاحب ایمان کا بھی ہے کہ خواہش تو وہ بہت سی چیزوں کی کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اُسکو اُن چیزوں سے روکتا ہے یہانتک کہ وہ مرتا اور جنت میں داخل ہوتا ہے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ تعجب ہے دنیا کی امید رکہنے والوں پر حالانکہ موت اُنکو ڈھونڈھہ رہی ہے اور اُس غافل پر جس سے غفلت نہیں کی گئی ہے اور اُس ہنسنے والے پر جسکو اسکی خبر نہیں کہ اُسکا پروردگار اُس سے خوش ہے یا ناخوش - اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے عہد لیا اور فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کا آذوقہ سوار کے زادراہ سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے - اُنہوں نے ڈھائی سو[۲۵۰] برس کی عمر پائی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں قضا کی -



(۱۵) تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت تہجد پڑھنے والے تھے۔ ایک شب نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو ایک ہی آیت میں اُنھوں نے صبح کر دی رکوع و سجدہ کرتے اور روتے جاتے تھے۔ وہ آیت یہ ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ[51] الآیہ۔ یہ شکیل حسین تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔ اور یہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے لوگوں میں بیٹھکر داستان کہی ہے۔ اِنکے پاس ایک حُلّہ[52] تھا جس کو انھوں نے ایکہزار درہم میں خریدا تھا اور اُس رات کو پہنا کرتے تھے جسکی نسبت شبِ قدر ہونے کی امید ہوتی تھی۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) ابو الدرداء عویمر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی کہ کوئی

---

[51] پچیسویں پارہ سورہ جاثیہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت ہے ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعملوا الصلحت سواء محیاهم ومماتهم ساء ما یحکمون ۞ جو لوگ کہ بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انھوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انکو انہیں لوگوں جیسا کر دینگے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے کہ انکا مرنا اور انکا جینا ایک ہی طرح کا ہو یہ (لوگ کیا ہی) بُرے حکم لگایا کرتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

[52] حُلّہ ۔ اصل میں تہمد اور چادر۔ اور بعض کے نزدیک ازار اور کرتہ اور عمامہ کے مجموعہ پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ دو کپڑوں سے کم کا نہیں ہوتا۔ ۱۲ مترجم

شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے ایمان کی نسبت مغموم ہوا ہو اور اُسکا ایمان سر جاتا رہا ہو
اور کہتے تھے کہ مین تمکو ایسے کام کا حکم دیتا ہون جسکو مین خود نہیں کرتا اُس مین امید
کرتا ہوں کہ تمہاری وجہ سے مجھے اُسکا اجر ملجائیگا - وہ کہتے تھے کہ ایک گھڑی کا تفکر
چالیس راتوں کے قیام سے بہتر ہے - اور اُنکا قول ہے کہ تقویٰ و یقین کے ساتھ
ذرہ برابر نیکی پہاڑون کے برابر مقربین کی عبادت سے افضل بڑی اور وزن دار ہے
اور اُنکا مقولہ ہے کہ اپنی زندگی میں نرمی اختیار کرنا آدمی کی دانشمندی کی دلیل ہے -
اور یہی انہیں کا قول ہے کہ بھائی کا خفا ہونا اُسکے دور بیٹھنے سے بہتر ہے - اور کہا کرتے
تھے کہ اگر تم لوگون سے مناقشہ کروگے تو وہ بھی تمسے مناقشہ کرینگے اور اگر تم اُنکو چھوڑ دوگے
تو وہ تمکو نہ چھوڑینگے اور اگر تم اُن سے بھاگوگے تو وہ تمکو جا لینگے اسلیئے اپنی محتاجی
کے دن کے لئے اسباب مہیا کرو - اور کہتے تھے کہ جو کچھ تم موت کے بعد دیکھوگے
اگر اُسکو تم جان لو تو تم نہ خواہش سے کھانا کھاؤ اور نہ پانی پیو - اور مین تو چاہتا ہون کہ میں
کوئی پودا ہوتا جو کاٹ کر کھا لیا جاتا - اور کہا کرتے تھے کہ مینے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو
بغیر کانٹون کے پتے تھے اور اب لوگ کانٹے ہوگئے جن مین پتے نہین ہین -
اور کہتے تھے کہ جن لوگون کی زبانین خدائے عزوجل کے ذکر سے تر و تازہ ہین انمین
کا ہر شخص ہنستا ہوا بہشت مین داخل ہوگا (**مین کہتا ہون** کہ "تر و تازہ" سے
غفلت کا نہ ہونا مراد ہے اسلیے کہ جب قلب غافل ہوتا ہے تو زبان خشک ہو جاتی اور تر و تازگی
نہیں رہتی ہے - اور کہتے تھے کہ جب تمہارا مسلمان بھائی گناہ کرے تو صرف اُسکے
فعل سے عداوت رکھو اور جب وہ اُسکو چھوڑدے تو وہ تمہارا بھائی ہے - اور انکا مقولہ
ہے کہ مرد مسلمان کی عمدہ خانقاہ اُسکا گھر ہے جہان وہ اپنی زبان شرمگاہ اور نظر کو محفوظ

رکھے۔ انکی بیوی نے اِن سے پوچھا کہ تمہارے بعد اگر ہم محتاج ہوگئیں تو زکواۃ خیرات کھاؤنگی یا ہم۔ انھوں نے کہا کہ نہیں مزدوری کرکے کھانا اور جب کمزوری کے باعث تمسے مزدوری ہوسکے تو سُسل۵۱ جمع کرنا مگر خیرات نہ کھانا۔ اور حضرت معاویہؓ نے انکے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے انکار کردیا اور کہا کہ میں ابوالدرداء کو رشتہ دونگی ورابوالدرداء ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے دنیا کو ہٹکاتے اور کہتے تھے کہ دور ہو میرے پاس سے۔ انکا قول ہے کہ آدمی پورا دانشمند نہیں ہوتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں اپنے نفس سے سخت عداوت نہ رکھے۔ اور صاحب ایمان کا کوئی جزو اللہ کے نزدیک اسکی زبان سے زیادہ محبوب نہیں ہے اسلئے اُسکی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ اُسے دوزخ میں نہ لیجائے۔ اور ہم بعض لوگوں کے منہ پر ہنستے ہیں حالانکہ ہمارے دل اُسپر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور انہیں کا قول ہے کہ جب تمہارا بھائی برگشتہ اور کج راہ ہوجائے تو اس سبب سے اُسکو چھوڑ نہ دو کیونکہ بھائی کبھی ٹیڑھا اور کبھی سیدھا ہوتا ہی ہے۔ اور یہی حضرت عمر بن الخطاب کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت کا مذہب تھا کہ گناہ سرزد ہونے سے جدائی اختیار نہ کرتے اور کہتے تھے کہ عالم کی لغزش کا چرچا نہ کرو کیونکہ اُس سے لغزش ہوتی ہے تو پھر وہ اُسکو چھوڑ دیتا ہے۔ اور انکی بیوی ام الدرداء کہا کرتی تھیں کہ میں نے ہر چیز میں عبادت کی جستجو کی مگر میں نے کسی چیز کو ذکر کی مجلسوں سے افضل اور میرے سینہ کو سب سے زیادہ شفا دینے والا نہ پایا چنانچہ لوگ انکے پاس حاضر ہوکر ذکر کیا کرتے اور یہ بھی اُنکے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں۔

---

۵۱ ایک قسم کی خوشبودار گھاس جسکی کئی قسمیں ہیں اور جو دواؤں میں کام آتی ہے ۱۲

مولفؔ[1] لکالی کو جو لوگوں میں وعظ کہا کرتے تھے انہوں نے کہلا بھیجا تھا کہ تمکو چاہیے
کہ اپنے نفس کو نصیحت کیا کرو۔

(۱۷) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یہ بڑے عابد و زاہد صحابیوں میں سے تھے جب سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی انہوں نے کبھی ایک اینٹ پر دوسری اینٹ
نہ رکھی (یعنی پختہ عمارت نہ بنوائی) اور نہ کوئی درخت لگایا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اے فرزند آدم اپنے
جسم سے دنیا کے ساتھ رہ اور اپنے قلب اور اپنی ہمت سے اُسکو جدا کئے رہ۔
اور کہتے تھے کہ آدمی اُسوقت تک اہل علم میں سے نہیں ہوتا جبتک کہ اسمیں یہ صفت
نہ پیدا ہو جائے کہ اپنے سے اوپر والوں پر حسد نہ کرے اور اپنے سے نیچے والوں کو
حقیر نہ سمجھے اور علم سے زرطلبی نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

(۱۸) ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

یہ سارے کا سارا دن اس سوچ میں گذار دیتے تھے کہ مجھے کہاں جانا ہے
اور کہتے تھے کہ اگر مالک مکان ہمکو اسمیں چھوڑ دیتا تو ضرور ہم اسکو اسباب سے بھر دیتے
لیکن وہ تو چاہتا ہے کہ ہم اس سے اُٹھ جائیں۔ اور یہ روز کی آمدنی روز خرچ کر دیا کرتے
تھے اور اُسمیں سے کچھ اُٹھا رکھنا حرام جانتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص انکے پاس جاتا

---

[1] مولف بن صالح لکالی تابعی اور دمشق کے امام ہو گذرے ہیں تھے جو قبیلہ حمیر کا
ایک خاندان تھا۔ انکی کنیت ابو یزید تھی۔ ۱۲ مترجم

اور اسکے گھر پر بطور دوڑا آتا تھا تو دنیا کے سامانون مین سے کوئی چیز دیکھنے میں آتی تھی-

(۱۹) حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے- یہ کہا کرتے تھے کہ میرے لئے سب سے پیارا دن وہ ہوتا ہے جب میرے گھر کے لوگ آکر کہتے ہین کہ ہمارے پاس تھوڑا یا بہت کچھ بھی کھانے کو نہین ہے ایک دن یہ کار ہین روے اور بعد کو انھون نے مُڑ کر دیکھا تو ایک شخص اسکے پیچھے موجود تھا- اُس سے کہنے لگے کہ اسکو کسی سے بیان نہ کرنا- انکا قول ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ اُسمین ایک شخص کو دوسرا کہے گا کہ وہ کیسا زیرک اور کیسا عقلمند ہے حالانکہ اُسکے قلب مین ذرہ بھر بھی ایمان نہ ہوگا- اور تم مین سے بہتر آدمی وہ نہین ہین جو آخرت کے لئے دنیا کو چھوڑ دیتے ہین بلکہ وہ ہین جو دونوں میں سے حصہ لیتے ہین-

(۲۰) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

انکی ایک چھوٹی سی بلی تھی اسلیے اسکے اعتبار سے انکی یہ کنیت ہوئی- یہ کہتے تھے کہ اگر خداوند تعالیٰ کی یہ آیت نہ ہوتی تو مین کبھی تمسے حدیثیں بیان نہ کرتا۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ[۱]

[۱] سورۂ بقرہ کی آیت (۱۵۹) رکوع (۱۸) ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینٰہ للناس فی الکتب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون ٥ وہ جو ہمنے کھلی ہوئی نشانیاں اور ہدایت کی باتین اُتاریں اور کتاب مین ہمنے لوگوں کو صاف سمجھادیں اسکے بعد بھی جو اُنکو چھپائیں تو یہی لوگ ہیں جیر (دیکھو صفحہ ۷۶)

یکتمون ما امر لنا من السیئات و انہدی الی۔ یہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت مین آنے سے پہلے جان مارکر لوگون کے کام کیا کرتے
اور کچھ نہیں مانگتے تھے۔ یہ ہر روز بارہ ہزار تسبیح پڑہا کرتے اور کہتے تھے کہ اپنے گناہ کی
مقدار سے تسبیح پڑہتا ہون۔ ایک دن انہون نے اپنی لونڈی پر تازیانہ اٹھایا اسکے
بعد کہا کہ اگر قصاص کا خوف نہوتا تو مین تجھے ضرور مارتا لیکن مین عنقریب تجھے اسکے ہاتھ
بیچے ڈالتا ہون جو تیرے دام مجھے بھردیگا جا تو خدا کے لیے آزاد ہے۔ آنہون نے اپنی
بیوی نے اور انکی لونڈی نے رات کو آپسمین ایک ایک تہائی بانٹ لیا تہا۔ انمین سے
ایک بار پڑہ چکتا تو دوسرے کو جگا دیتا اور دوسرا تیسرے کو۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دکھ درد
مین سے سب سے زیادہ مجھے تپ محبوب ہے کیونکہ یہ ہر جوڑ کو اسکے حصہ کا اجر ہوجاتی ہے
عام اعضا کے لیے درد ہی عام ہے۔ اور کہتے تھے کہ بیماری میں ریا و سمعہ کو دخل
نہین ہوتا یہ تو خالص اجر ہی اجر ہے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے بیماریوں کو تین قسموں پر تقسیم کیا
تہا عذاب کفارہ اور درجہ بڑہانے والی۔ عذاب وہ جسکے ساتھ ناراضی ہو۔ کفارہ
وہ جسکے ساتھ خوشنودی و صبر ہو اور درجہ بڑہانے والی وہ جسکے ساتھ خوشی دل شگفتگی ہو
حسن زمانہ میں یہ مروان کے نائب تھے اپنے سر پر لکڑیون کا گٹھا اٹھا کر لاتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم

ف۱ دوسروں کو دکھانے کے لئے جو کام کیا جائے اسکی نسبت کہتے ہیں کہ ریا یعنی دکھاوے
کیلئے کیا گیا۔ اور جو اوروں کے سنانے کے ارادہ سے کیا جائے اسکی نسبت عربی میں کہتے ہیں کہ سُمعہ
کے قصد سے کیا گیا لیکن "سُنانا وے" اسکی طرح اسکے لئے اردو میں کوئی خاص لفظ نہیں ہے۔ ۱۲۔ مترجم

اور کہتے جاتے تھے کہ اپنے امیر (گورنر) کو رستہ دو جب انکی وفات کا وقت آیا تو یہ رونے لگے۔ اور اسکا سبب دریافت کیا گیا تو انھون نے کہا کہ سفر کی دوری اور زادراہ کی کمی پر اور اسکو خیال کرکے روتا ہوں کہ وہان جارہا ہوں جہان جنت وجہنم دونوں موجود ہیں اور خبر نہین کہ انہین سے کسکے حصہ مین مین پڑونگا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت میں جب ان کی عمر اٹھتر سال کی تھی مدینہ طیبہ مین انھون نے وفات پائی۔

(۲۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما

انکا قول ہے کہ اے گناہ کرنیوالے اپنے گناہ کے آخری ثمرے سے بیغم ہو اسلئے کہ جب تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالی تیرے ساتھ کیا کرنیوالا ہے تو تیرا ہنسنا گناہ سے بڑھکر ہے۔ اور گناہ پر تیرا اسلئے خوش ہونا کہ تو اسکے کرنے پر قادر ہوا گناہ پر گناہ ہے اور گناہ پر تیرا غم کرنا اسلئے کہ تو اسکے کرلے پر قادر نہو سکا بدتر از گناہ ہے۔ اور دوران ارتکاب گناہ میں اسوجہ سے کہ اللہ تعالی کی نظر تیری طرف ہے تیرے قلب کا بیچین ہونا گناہ درگناہ ہے۔ انکے چہرہ پر آنسوون کے بہنے سے پرانے ڈورے کا سا نشان پڑگیا تھا۔ انکا مقولہ ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کے مقابلہ مین بغاوت کرے تو یہی باغی کاسر کچلا جائیگا۔ اور ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگون کی عقلین جاتی رہینگی یہانتک کہ انمین ایک ہی عقل والا ملے گا۔ اور یہ ایک ایک دن تفسیر و فقہ ومغازی و شعر و ایام عرب کے متعلق جلسہ سلام مین بیٹھکر تقریر کیا کرتے تھے (مین کہتا ہون) کہ یہان شعر سے مقصود یہ ہے کہ لغت عرب کے ثبوت مین شعر کا

ذکر کرتے تھے - انکا قول ہے کہ اللہ تعالی اُس شخص کی نماز قبول نہین کرتا جو حرام مال کھاتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ مریض کی عیادت تو سنت ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ نفل ہے - واللہ اعلم

(۲۲) عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالی عنہما

بہت عبادت کرنیوالے صحابیوں مین سے تھے - اور جب نماز مین کھڑے ہوتے تھے تو خوف خدا سے ایسے بے حس و حرکت ہوجاتے تھے کہ گویا ایک ستون کھڑا ہے - اور جب سجدہ کرتے تھے تو اسقدر اُسمین دیر کرتے تھے کہ چڑیان اُنکی پیٹھ پر آبیٹھتی اور اُنکو احاطہ کی دیوار سمجھتی تھیں - اور ہمیشہ ساری کی ساری رات عبادت مین گذارتے تھے - ایک رات صبح تک قیام مین رہتے تھے - ایک رات صبح تک رکوع مین - اور ایک رات صبح تک سجود مین - لوگون نے انکا نام مسجد کا کبوتر رکھا تھا - سنہ ۷۳ تہتر ہجری مین جبکہ انکی عمر ہتّر سال کی تھی شہید ہوئے اور انکی لعش خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکائی گئی - اسکے چہرہ پر ڈاڑھی نہ تھی - چونکہ لوگون نے اسکے ہاتھہ پر خلافت کی بیعت کی تھی اور اہل حجاز اور مین یمن عراق و خراسان والون نے انکی اطاعت قبول کی تھی - اس سبب سے حجاج نے اسین قتل کیا - نو سال تک انہون نے خلافت کی اسکے بعد حجاج نے مکہ مین انکا محاصرہ کیا

(۲۳) حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ

وسط رمضان سنہ ۳ تین ہجری مین پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اِنکے کانوں مین اذان کہی اور حسن نام رکہا۔ آپ بردبار سخی و پرہیزگار تھے۔ آپکی پرہیزگاری و بردباری نے خدائے عزوجل کے لئے آپ سے دنیا و خلافت چھڑائی۔ اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد مین سبقت کرنیوالون مین سے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے اور جن لوگون نے آپ کے پدر بزرگوار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُس میں سے چالیس ہزار نے آپ کی بیعت کی اور تقریباً سات مہینے حجاز یمن عراق خراسان وغیرہ کے خلیفہ رہے۔ بعدہ معاویہؓ نے شام سے آپکی طرف کوچ کیا اور آپ نے معاویہؓ کیطرف۔ اور جب دونوں ایک دوسرے کے قریب آگئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ جبتک کہ بست سی جانین ضائع نہو نگی ایک گروہ دوسرے پر غالب نہ آئیگا اسلئے معاویہ کو یہ کہلا بہیجا کہ مین اِس امر کو تسلیم کرلینے پر آمادہ ہوں کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو بشرطیکہ باشندگان مدینہ حجاز و عراق سے اُن امور مین سے کسی کا تم مواخذہ نہ کرو جو میرے پدر محترم کے زمانہ مین واقع ہوئے تھے اور اسی قسم کی اور بہی چند شرطین قرار دیں۔ معاویہؓ نے آپ کی سب شرطوں کو قبول کر کے صلح کرلی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا جو آپکے اِس ارشاد مبارک مین تہا کہ "میرا یہ بیٹا سید (سردار ہے) اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائیگا" یہ واقعہ سنہ ۴۱ اکتالیس ہجری کا ہے۔ آپ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت ہی ہمشکل تھے۔

قصاعی کہتے ہین کہ جبتک امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل عبدالرحمن ابن ملجم قتل نہ ہولیا اُنہوں نے وفات نہ پائی۔ آپ نے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہوئے سُنا کہ اُسکو دس ہزار درہم ملجائیں آپنے اُسی وقت مراجعت کی اور

اوس قدر رحم اوس کو بھیجدیے - آپ کہتے تھے کہ مجھے اپنے پروردگار
عز وجل سے شرم آتی ہے کہ میں اُس سے ایسی حالت مین ملون کہ اُسکے گھر کی طرف
مین پیادہ پانہ گیا ہوں - چنانچہ بیس مرتبہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پیادہ پا تشریف لیگئے
اور عمدہ عمدہ عربی گھوڑے ہمراہ کوتل رہے - اور آپ نے دو مرتبہ اپنا سارا مال خدا کی
راہ میں دیدیا اور تین مرتبہ ٹھیک آدھوں آدھ بانٹ کر دیا تک کہ ایک پاپوش کا جوتہ دیدیا اور
دوسرا رکھ لیا - اور آپ نے ایک ایک آدمی کو لاکھ لاکھ درہم عطا کیے تھے - اور جب
کسی شخص سے کھجوروں کا باغ خریدتے تھے اور بائع محتاج ہوجاتا تھا تو اُسکو باغ واپس
دیدیتے تھے اور اُسکے ساتھ اُسکی قیمت بھی واپس دیدیتے تھے - آپ نے کبھی کسی
سائل کو "نہیں" نہ کہا اور جس کسی شخص کو کوئی عطیہ عنایت کرتے تھے تو اُسکے لیے
اوروں سے اُسیقدر کی سفارش بھی کردیتے تھے - آپ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں سے
کہا کرتے تھے کہ علم سیکھو اور اگر اُسکو زبانی یاد نہ رکھ سکو تو لکھ لیا اور اپنے گھروں میں رکھ لیا
کرو - جب آپ نے زہر پیا تو آپ کے جگر کے ٹکڑے ہو گئے - اسپر آپ نے کہا کہ پہلے
تو کئی مرتبہ زہر پیا تھا مگر اس مرتبہ کا سا کبھی نہیں پیا تھا حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ
بھائی جان آپ کو کسپر گمان ہے - آپ نے کہا کہ کیون پوچھتے ہو حسین رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ اسلیے کہ ہم اُسکو قتل کرینگے - آپ نے کہا کہ اگر واقع میں وہی شخص ہے جسکی نسبت
میرا گمان ہے تو "اللہ کا زور زیادہ قوی اور اللہ کی سزا زیادہ سخت ہے" اور اگر وہ نہوا
تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بیگناہ قتل کیا جائے - اور جب آپ کا وقت
آخر قریب آیا تو آپ نے کہا کہ میرا بچھونا نکالکر مکان کے صحن مین لے چلو - چنانچہ اسکی
تعمیل ہوئی - اور آپ نے کہا کہ خداوندا مین اپنے نفس کو تیرے سامنے تصور وار

ٹھہراتا ہوں کیونکہ ایسے نفس کے ساتھ مجھسے درست کام ہوسے ہوگئے۔ اسکے بعد روح کو خدا کے سپرد کیا اور بقیع میں دفن ہوئے۔ یہ حادثہ جانکاہ ۵۰ھ ہجری میں واقع ہوا۔

(۲۴) حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

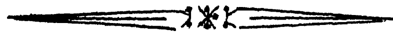
۴ھ ہجری میں ماہ شعبان میں پیدا ہوئے آپکی پانچ اولاد تھیں حضرت علی اکبر۔ حضرت علی اصغر انکی نسل چلی اور اب جو سادات ہیں وہ انہیں کی اولاد ہیں۔ حضرت جعفر۔ حضرت فاطمہ اور حضرت سکینہ جو مراغہ میں سیدہ نفیسہ کے قریب مدفون ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پاپیادہ کئے تھے حالانکہ عمدہ نسل کے گھوڑے کوتل ہمراہ تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ بس لو یا لوگوں کی ضرورتوں کا تمسے وابستہ ہونا تمپر خدا کی عنایت ہے۔ اسلئے نعمت سے ملول ہو مبادا وہ عداوت سے بدل جاوے۔ آپ کا مقولہ ہے کہ جس نے سخاوت کی سیادت کی جسنے بخالت کی ذلت اٹھائی۔ جو اپنے بھائی کے لئے بہتری میں جلدی کرتا ہے وہ صبح ہوکر جب اوس کے پاس جاتا ہے تو وہی نیکی اوسکے آگے آتی ہے۔ آپ جمعہ کے دن یوم عاشورا ۱۰ محرم ۶۱ھ ہجری میں جس شریف چھپن ۵۶ سال کا تھا شہادت پائی۔ اہل سیر کہتے ہیں کہ اللہ عز وجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے ستر ہزار کو ہلاک فرمایا تھا اور یہیں یہی کا خون بہا ہے مگر روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے پچہتر ہزار لوگوں کو مار ڈالا تھا مگر تمہارے نواسہ حسین کے بدلے میں اس کے دوگنے کو ہلاک کرونگا۔ اور روایت ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اونکے سر مبارک کو تن سے جدا کرکے لے چلے اور پہلی منزل میں پانی پینے کو ٹھہرے تھے کہ لوگوں کے سامنے ایک لوہے کا قلم دیوار سے نمودار ہوا اور اوسنے ایک سطر میں یہ لکھدیا شعر

أترجو أمّةٌ قتلت حسيناً		شفاعة جدّہ يوم الحساب

(جس گروہ نے حسینؑ کو قتل کیا کیا وہ قیامت کے دن اوکے نانا سے شفاعت کی امید رکھتی ہی)
اورآپ کی ہمشیر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنکا مزار پر انوار مصر کے قناطرالسباع
میں ہے خیمہ سے سرنکالکر باوار بلند چند اشعار پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ **قطعہ**

پوچھیں گے جب رسول اے امت		میری عترت سے کیا سلوک کیا	
دوگے کیا اونکو تم جواب یہی		ہاتھ سے میرے ایک بھی نہ بچا	
قید کوئی۔ کوئی ہوا مقتول		خوں میں سر بسر کوئی لتھڑا	
ہوگا ارشاد۔ وائے گمراہی		رہنمائی کی کیا یہی تھی جزا	

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سرمبارک مصر لایا گیا اور اوس روضہ میں جو آج تک مشہور ہے دفن کیا گیا۔ شہر غزہ سے مصر تک لوگ ننگے پاؤں سرمبارک کے آگے آگے اُس کی تعظیم کے خیال سے گئے تھے۔



تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین

بہت سے مرداں خدا تابعیں میں گذرے ہیں۔

(۲۵) انمیں سے اول اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

یہ بہت بڑے زاہدوں میں سے تھے اور ٹوٹا پھوٹا گھر اور تھوڑا سا سامان رکھتے تھے۔ یہ میٹھی چشم سُرخ سپید۔ کشادہ سینہ متوسط القامت گہرے گندمی رنگ کے آدمی تھے۔ یہ ٹھوڑی کو سینہ سے ملائے ہوئے نظر کو سجدہ کی جگہ جمائے ہوئے اور داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھے ہوئے رہتے تھے۔ کپڑوں میں سے اُنکے پاس صرف دو پُرانی چادریں تھیں۔ اور بالوں کا بُنا ہوا تہہ بند باندھتے تھے۔ گمنامی و نارسائی میں چھپے ہوئے تھے۔ جب شام ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ خداوندا میں بھوکے پیٹ والوں کے بارہ میں تجھسے معذرت کرتا ہوں تو جانتا ہے کہ میرے گھر میں بجز اوس کے جو میرے پیٹ میں ہے کچھہ کھانا نہیں ہے۔ اُنکا قول ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر (بھلے کام کے حکم دینے اور بُرے سے روکنے) نے ایماں والے کے لئے کوئی دوست باقی نہ رکھا۔ کیونکہ جب ہم لوگوں کو بھلے کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ گالیاں دیتے ہیں اور ہماری آبروریزی کرتے ہیں اور اُن کو بدکاروں میں سے پشت و پناہ ملجاتے ہیں یہانتک کہ واللہ اِن لوگوں نے مجھپر خدائی کے دعووں کا الزام لگایا بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرہیزگاری اس درجہ تک پہونچی تھی کہ عریانی کے سبب سے برگ خرما کی زنبیل میں بیٹھے رہتے تھے البتہ جدا سکو کہتے

ہیں حضرت اویس قرنی کا قول تھا کہ آدمی کو یہ درجہ نہیں ملتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہوجائے کہ گویا
اوس نے سب لوگوں کو مار ڈالا ہے۔ ایک شخص نے اُنسے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو انہوں
نے کہا کہ اپنے پروردگار کیطرف دوڑ۔ اوسنے کہا کہ قوت بسری کیونکر ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ
دلوں میں شک ملا یا کرتا ہے کیا تو اپنے دین کو لیکر خدا کی طرف دوڑیگا اور اپنی روزی کی نسبت
اوس پر تہمت رکھیگا۔ یہ اپنی ماں کی خدمت کیا کرتے تھے اور اسی سے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ یہ کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
جناب میں حاضر ہوئے اور آنحضرت کے ہمراہ جنگ اُحد میں موجود تھے اور انہوں نے کہا تھا
کہ واللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے جب تک کہ میرے دانت نہ
ٹوٹ لئے اور نہ چہرۂ اقدس زخمی ہوا جب تک کہ میرا چہرہ مجروح نہ ہوگیا اور نہ آپ کی پشت مبارک
کو کوئی صدمہ پہونچا جب تک کہ میری پیٹھہ پامال نہ ہولی۔ میں نے بعض کتابوں مین اس ذکر
کو اسی طرح لکھا ہوا پایا اور اصلی حال خدا بہتر جانتا ہے۔ یہ کھجور کی گٹھلیوں پر بسر کرتے
تھے جن کو چُن لایا کرتے تھے۔ سال دو سال میں لوگوں کی نظر ان پر پڑتی تھی۔ جس کی وجہ
یہ تھی کہ جب لوگوں نے انکو دیوانہ ٹھیرایا تو انہوں نے اپنے مکان کے دروازہ پر سرکنڈوں
کا چھوٹا سا جھونپڑا سا لیا جس سے بہت ہی کم باہر نکلتے دیکھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک
شخص نے اُنسے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو انہوں نے کہا کہ میری نصیحت تمہارے لئے
اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ رسولوں کی سنتیں اور نکوکار ایمان والوں کا وجود ہے۔ اور یہ کہ موت
کی یاد کو لازمی سمجھو اور اوسکی یاد تمہارے قلب سے پلک جھپکنے بھر بھی جدا ہو۔ اور ساری
امت کو نصیحت کیا کرو۔ اور دیکھو جماعت کو کبھی ترک نہ کرنا ورنہ دین کو ترک کروگے اور تم کو خبر
نہوگی اور جہنم میں چلے جاؤگے۔ اور اُنسے ایک شخص نے کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے تو انہوں

نے کہا کہ اللہ تیرا نگہبان رہے جب تک تو زندہ رہے اور دنیا سے تجھکو تھوڑے پر خوشنود کرے اور جو کچھ تجھے عطا فرمائے اوس پر تجھے شکر گذار رکھے۔ ایک شخص نے اُن کے پاس بیٹھنے کی درخواست کی اسپر ان سے اُنھوں نے کہا کہ اے برادر آج سے میں تم سے نہ ملونگا کیونکہ میں شہرت کو ناپسند کرتا اور گمنامی و تنہائی کو دوست رکھتا ہوں میں جب تک لوگوں کے ساتھ اس دنیا میں رہتا ہوں مجھے بہت غم ہوتا ہے اس لئے تم رخصت ہو نیکے بعد پھر مجھسے درخواست نہ کرنا اور نہ مجھے تلاش کرنا۔ اے برادر! میں تم کو نہ بھولوں گا گو میں تم کو نہ دیکھوں اور تم مجھے نہ دیکھو۔ جب شام ہوتی تھی تو جو کچھ اُنکے گھر میں ہوتا تھا سب کو لٹا دیتے تھے۔ اور ان کی ناامیسری لباس یہانتک پہونچ گئی تھی کہ برگ خرما کی زنبیل میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور کوڑے سے روٹی کے ٹکڑے چنکر لاتے اور اون کو دھوتے تھے اور کچھ اُنمیں سے خود کھاتے اور کچھ خیرات کرتے تھے۔ ہرم بن حیان نے ان سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو اونھوں نے کہا کہ سوتے وقت موت کو تکیہ بناؤ اور اُٹھتے وقت اوسکو نظر کے سامنے رکھو۔ اور کہا کرتے تھے کہ ملنے جلنے سے پیٹھ پیچھے دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ ملنے ملانے میں کبھی بناؤ اور دکھاوا شریک ہو جاتا ہے اور جب لوگوں نے ان کو دفن کیا اور پھر انکی قبر کو جاکر دیکھا تو اوس کا نام و نشان تک نہ تھا۔

ہرم بن کعب بن حیان عبدی چھوٹے صحابیوں میں سے تھے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ معتبر تابعین میں سے اور ادنی بصری صاحب زہد تھے انھوں نے حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ پایا اور اوس قرنی سے حدیثیں سنی تھیں۔ ۱۲ مترجم

(۲۶) عامر بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

کہتے تھے کہ اگر دنیا حرکل مجھے ملجاتی اور پھر اللہ تعالیٰ مجھے اوس کے مالکل چھوڑ دیے کو کہتا تو میں خوشی خاطر سے اوس کو چھوڑ دیتا۔ انہوں نے اپنی ذات پر ہر روز ایک ہزار رکعتیں اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ سو رکعتیں فرض کر لی ہیں اور ان کو موقوف نہیں کرتے تھے مگر اوس وقت جبکہ ان کے دونوں پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتی ہیں اور نہ اوس پر بھی اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تو عبادت ہی کیلئے تو پیدا کیا گیا ہے واللہ میں تجھ سے اس قدر کام لونگا کہ تو دم بھر لیٹنے کو ترسیگا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے خدا کو محبوب سا مانا ہے تو مجھے کچھ پروا نہیں ہے کہ کس حال میں صبح ہو اور کس حال میں شام۔ اور جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اوسکے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ یہ جب کسی شخص سے آشفتہ خاطر ہوتے اور اوس کے حق میں بددعا کرتے تو کہتے تھے کہ خدایا اسکو بہت مال دے۔ اسکو تندرست رکھ اور اسکی عمر دراز کر۔ ان کا قول ہے کہ بہت سی چیزوں کو میں اچھی سمجھتا تھا اور اب میں پسند کرتا ہوں کہ اون کو اچھی نہ سمجھتا تو اچھا ہوتا اور جس نیکی کو میں اچھی جانتا ہوں اوسپر اگر میں عمل نہیں کرتا تو وہ میرے کس کام کی ہے۔ جب یہ سفر کرتے تھے تو ایک ہی مشکیزہ سے جب چاہتے تھے وضو کے لئے پانی اونڈیلتے تھے اور جب چاہتے تھے پینے کے لئے دودھ اور جب اسکے پاس کچھ درہم آجاتے تھے تو جس قدر چاہتے تھے مسکینوں کو دئے جاتے تھے اور وہ کم ہوتے تھے۔ اور جب سائل کو روٹی دیتے تو کہتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میرے عمل کی ترازو میں ایک روٹی سے کم موجود ہو۔ ایک مرتبہ اسسے کسی نے پوچھا کہ تم سے بہتر کون شخص ہے انہوں نے کہا کہ جس شخص کا سکوت فکر کلام ذکر اور چلنا دھیان ہو وہ مجھسے بہتر

ہے۔ اور کہتے تھے کہ اللہ کا ذکر شفا اور اوسکے غیر کا ذکر بیماری ہے۔ ان کا قول ہے کہ بندہ کی
جہالت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اوروں کی نسبت اسکے گناہوں کی وجہ سے اوس کو
اندیشہ ہو اور اپنے نفس کے گناہوں سے بے خوف ہو۔ اور کہتے تھے کہ احسن عمل تہائے
(سادات اوس سے)
سوا نیک نہیں ہے بلکہ جو بہت برے ہیں اوسے وہ اچھے ہیں یہ دیوانوں کو کھانا کھلایا
کرتے اور جب لوگ اسے کہتے تھے کہ ان کو کھانے کی خبر نہیں ہوتی تو کہتے تھے کہ اگر
ان کو خبر نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو تو خبر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی نسبت کہ وَ[1]
مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا کہتے تھے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے جو لوگوں پر کٹھن ہو
اور کہا کرتے تھے کہ جب میں مر جاؤں تو کسی کو خبر نہ کرنا بلکہ مجھے ہر طرح سے میرے پروردگار
کے سپرد کر دینا۔

(۲۷) مسروق بن عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بچپنے میں چوری جا کر پھر مل گئے تھے اس لئے ان کا نام مسروق (دزدیدہ) ہوا یہ کہتے
تھے کہ انسان والے کا یہی علم بس کرتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے۔ اور کہتے تھے کہ
جب تم میں سے کوئی چالیس برس کی عمر میں پہونچے تو اوسکو خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اور
اس قدر نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ اسکے دونوں پاؤں سوج جاتے تھے اور اپنے اور اپنے
گھر والوں کے بیچ میں پردہ ڈالدیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے اور اون کو دنیا کے
دھندوں میں چھوڑ دیتے تھے۔ یہ لوگوں کے قضئے قضائے فیصل کرنے اور اوس کی

---

[1] اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہیگا خدا اوس کے لئے کاسکی شکل نکال دیگا۔

کچھ اجرت نہیں لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آجکل ایمان والے کے لئے کوئی چیز پرہیز سے بہتر نہیں ہے

(۲۸) علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

ان سے کہا گیا کہ آپ بیٹھکر لوگوں کو قرآن کیوں نہیں پڑھاتے تو انھوں نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ میری پشت کھسدلی جائے اور کہا جائے کہ یہی علقمہ ہے۔ اور ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں کی سفارشیں کرنے کو بادشاہ کے پاس کیوں نہیں جاتے تو انھوں نے کہا کہ ان لوگوں کی دنیا میں سے مجھے جس قدر پہونچتا ہے اوسیقدر میرے دین میں سے ان کو ملتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ چلا کرو اس سے ہمارا ایمان یعنی تفقہ بڑھتا ہے اور فروتنی کی نیت سے محتاجوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرتے تھے۔ اور جب انھوں نے انتقال کیا تو ایک ردا اور ایک پرانی خطدار چادر اور ایک مصحف کے سوا کوئی دوسری چیز نہ چھوڑی۔

(۲۹) اسود بن زید نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روزہ و عبادت میں اس قدر اپنی جان کھپاتے تھے کہ انکا بدن سبز اور پیلا پڑ گیا تھا۔ اور جب لوگ انکو سمجھاتے تھے کہ اسقدر عبادت سے اپنی جان کو کیوں مصیبت میں ڈال رکھا ہے تو کہتے تھے کہ جد و جہد ہی تو اصل کام ہے۔ روتے روتے انکی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ ۷۵ھ پچھتر ہجری میں انھوں نے کوفہ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

(۳۰) ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ برادر! اپنے نفس کے آپ ناصح بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ یہ فالج میں مبتلا ہوئے تو لوگوں نے اسسے کہا کہ علاج کرائے۔ اسپر کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ علاج برحق ہے لیکن عنقریب نہ طبیب باقی رہیگا اور نہ مریض۔ انکے اعمال مخفی تھے گھر والوں کے سوا کسی کو اونکی خبر نہ تھی۔ یہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ ایک آدمی انکے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اپنی آستین سے قرآن کو چھپا لیا اور کہا کہ جس چیز سے خدا مطلوب نہو وہ مضمحل کرتی ہے۔ اور جب لوگوں کا دھیان بجا ہوا پاتے تو قبرستان کیطرف جانکلتے اور کہتے کہ اے اہل قبور یہاں تو ہم ہیں یا تم اسکے بعد ساری رات بیداری میں بسر کردیتے اور جب صبح ہوتی تو ایسے معلوم ہوتے کہ گویا ابھی قبر سے اوٹھے ہیں۔ اور وہ جماعت میں شریک ہونے کے لئے ایسی حالت میں کہ ضعف سے اونکے پاؤں ڈگمگاتے تھے مسجد میں آتے تو لوگ اونسے کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تم کو اجازت دی ہے۔ اس کے جواب میں کہتے کہا ہے پروردگار کی منادی کا کیا کروں جو حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ کہتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے دلس گوشت اے ذلیل جوں! جس وقت پہاڑ چلائے اور زمیں کوٹ کوٹ کر برابر کیجائیگی اوس روز تم کیا کروگے۔ اور خود ہی اپنے گھر میں جھاڑو دیتے اور گھر والوں کو دینے نہیں دیتے اور کہتے تھے کہ مجھے پسند آتا ہے کہ اپنے نفس پر کچھ ذلت کا کام ڈالوں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جس کے مقابلہ میں ہم اپنے آپ کو چوٹے سمجھتے تھے انہوں نے ۶۷ھ سنہ ہجری میں معاویہؓ کی زمانہ میں رحلت کی۔

(۳۱) ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ کہا کرتے تھے کہ گفتگو کرنیوالا یا خطا کریگا یا اسمین مبالغہ کریگا پہلی صورت میں لوگ اوس سے جھگڑینگے اور دوسری صورت میں گنہگار ہوگا اور انکی دعا یہ تھی کہ خدایا مجکو اوس زمانہ کے شر سے اپنی پناہ میں رکھ جسکے چھوٹے سرکشی کریں اور بوڑھے حرص وہوا میں مبتلا ہوں اور لوگوں کی عمریں کم ہوں اور وہ اپنے عزیز بہائیون کو گناہ کرتے دیکھیں اور انکو منع نہ کریں

(۳۲) ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبادت میں انکو نہایت ہی توغل تھا یہانتک کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ دوزخ کی آگ سلگائی جارہی ہے تو جسقدر عبادت یہ کرتے تھے اوسمیں ذرہ برابر بھی بڑہانیکی گنجایش نہ تھی۔ یہ کہانا ترک کرلیا کرتے اور کہتے تھے کہ گھوڑا اوسی حالت میں خوب دوڑتا ہے جب دبلا ہوتا ہی انہیں کا یہ بھی قول ہے کہ جسے اپنی ٹانگوں کو بیمار پر قایم کیا اللہ تعالیٰ اوسکی ٹانگون کو پل صراط پر جمائے رکھیگا۔ واللہ اعلم

(۳۳) ابو سعید حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے والد میسانؔ کے رہنے والے تھے قید ہوئے اور انصار کے غلام ہے تھے حضرت حسن بصری پر اس قدر خوف خدا غالب تہا کہ گویا دوزخ صرف انہین کیلئے بنایا گیا ہے

✝ بصرہ و واسط کے درمیان ایک شہرستان ہے ۱۲ مترجم

یہ کہا کرتے تھے کہ معرفتیں اوٹھ گئین اور بُرائیان رہگئیں اور مسلمانون سے جو باقی رہگیا ہے وہ
مغموم ہے اور اُنکا قول ہے کہ جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور
حسین کو کسی کے سامنے گڑگڑانا پڑتا ہے وہ نفس کیطرف سے اس لیئے روزے نماز اور
ریاضت سے اسکے مقابلہ میں کمک لینی چاہیئے۔ اور جب اللہ دنیا میں کسی بندہ کے لئے
بھلائی چاہتا ہے تو اوسکو مال بچون میں سبک نہیں فرماتا۔ اور عاجزی کرنیوالے کی شان
یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلے تو جس شخص پر اوس کی نظر پڑے اوسکو اپنے آپ سے افضل
سمجھے۔ اور جب بندہ نے گناہ کیا اور پھر توبہ کرلی تو اس توبہ سے اللہ تعالی کا قرب ہی
زیادہ ہوتا ہے اور جب دوسری مرتبہ گناہ کیا تو علی ہذا قرب ہی بڑھتا ہے۔ ایک شخص
نے انسے کہا کہ میں اپنی تنگدستی سے بہ تنگ ہون تو اونھون نے کہا کہ ذکر کی مجلسون
میں جایا کرو۔ کہتے تھے کہ مردہ کے حق میں سب سے بُرے اوسکے وہ اہل وعیال ہیں
جو اوسپر روتے ہیں اور اوسپر سے قرض کے بوجھ کو ہلکا نہیں کرتے۔ اور ہمنے ایسے لوگ
دیکھے ہین جو حلال چیزون میں اوس سے زیادہ زہد رکھتے تھے جس قدر کہ تم حرام چیزون
میں رہتے ہو۔ اور ہزار آدمی کی دوستی کو ایک شخص کی بھی عداوت کے بدلے نہ خرید و۔
اور جب اللہ کسی بندہ کیلئے بھلائی چاہتا ہے تو اوسکے مال بچون کو مار ڈالتا اور اوس کو
عبادت کے لئے خالی چھوڑدیتا ہے۔ اوران کا مقولہ ہے کہ لالچ عالم کو بدنما بنا دیتا ہے۔
اور آدمی کا علانیہ اپنے نفس کو بُرا کہنا اوسکو سراہنا ہے۔ ایسے کسی نے پوچھا کہ بصرہ میں
کوئی منافق بھی ہے تو انھوں نے کہا کہ اگر منافق نکلجائین تو مجھے وحشت ہو۔ انہیں کا
مقولہ ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے جسکی
دوستی تمہارے ساتھ ہمیشہ رہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے فرزند آدم اگر تو ایسی

موت کی چال پر نظر کرے تو اپنے قریب امید کا دشمن ہو جاے۔ یہ جب بیٹھتے تو قیدی کی طرح بیٹھتے تھے اور جب باتیں کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ان کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہو چکا ہے۔ اور کہتے تھے کہ جس نے خدا کے لئے فروتنی کرنے کو صوف پہنا خدا نے اوسکی بینائی و قلب میں نور بڑہایا اور جسنے فخر و غرور کے لئے پہنا وہ سرکشوں کے ساتھ جہنم میں ڈالا گیا۔ وہ یہ شعر پڑہا کرتے تھے ؎

لَیۡسَ مَنۡ مَاتَ فَاسۡتَرَاحَ بِمَیِّتٍ		اِنَّمَا الۡمَیِّتُ مَیِّتُ الۡاَحۡیَاءِ
موت میں راحت ملی جسکو وہ مردہ کب ہوا		رہکے زندوں میں جو مردہ تہا وہی مردہ رہا

کہا کرتے تھے کہ جب میں کچھ کہاتا ہوں تو میری یہ آرزو ہوتی ہے کہ یہ میرے پیٹ میں جاکر اینٹ بنجاتا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ یہ تین سو برس تک پانی میں باقی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ اس سے کسی نے کہا کہ تمکو فقیہ کہتے ہین تو اونہوں نے کہا کہ تمنے کبھی اپنی آنکھوں سے فقیہ دیکھا بھی ہے۔ فقیہ تو وہی ہے جو دنیا سے پرہیز کرنے والا اپنے گناہوں کا دیکھنے والا اور اپنے پروردگار کی عبادت کا پورا پابند ہو۔ اور خدا کی قسم کہاکر کہتے تھے کہ جس شخص نے زر کی عزت کی اوس کو اللہ تعالیٰ نے ذلت دی۔ اور انکی عادت تھی کہ اُنکے بہائیوں میں سے جب کوئی شخص اندر آنے کی اجازت چاہتا تو اگر اُنکے پاس کچھ کہانا موجود رہتا تو اوسے اندر بلا لیتے ورنہ خود باہر نکل آتے تھے اور جو کچھ موجود رہتا تہا اوس میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تہے کہ اگلے لوگوں کا قول ہے کہ حکیم کی زبان اوس کے قلب کے پیچھے رہتی ہے۔ جب وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو اپنے قلب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر قلب نے اجازت دی تو اوسنے بات کی ورنہ زبان روک لی۔ اور جاہل کا قلب اوسکی زبان کی نوک پر ہوتا ہے وہ دل کی طرف رجوع نہیں کرتا جو کچھ اوسکی

رہاں پر آتا ہے کہہ گذرتا ہے۔ اسکے اقوال میں سے ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن
جس طرح وہ جائیگا بغیر احاطہ کے دیکھیں گے۔ دنیا تمہاری سواری ہے اگر تم اوسپر سوار ہوگئے
تو وہ تم کو لے چلی اور اگر وہ تمپر سوار ہوگئی تو تم کو مار رہی۔ علمار کی پرہیز گاری دنیا و مال
میں ہوتی ہے۔ جب تم اپنی اولاد میں کوئی ایسی بات دیکھو جو تم کو بُری معلوم ہو تو سمجھو کہ اسسے
تمہیں مراد ہو اس لئے اوسکو درست کردو۔ جب تم کسی شخص سے دشمنی کرنا چاہو تو اگر وہ
خدا کا فرمانبردار ہے تو اوس سے دست بردار ہو اور اپنا سامنہ لیکر رہجاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اوسکو
تمہارے حوالہ نہ کرے گا اور نہ تم کو اوسپر دست درازی کا موقع دیگا اور اگر وہ نافرمان ہے
تو تمہارا مطلب خود بخود حاصل ہے کیوں اُس سے دشمنی کرکے اپنی جان کو زحمت میں
ڈالتے ہو۔ ہر ایسے شخص کی جو طاعتِ خدا کی پیروی کرتا ہے تمپر محبت لازم ہے اور جس
شخص نے نیکوکار کو دوست رکھا گویا اوس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ میں نے کبھی کسی
شخص کو نہ دیکھا کہ اوس نے دنیا کی تلاش کی اور اوس سے آخرت پائی بخلاف اس کے
عکس کے۔ اللہ تعالیٰ بہت سے گروہوں کو اوٹھاتا ہے جو اس علم (یعنی علم تصوف) کی بابت
ثواب جستجو کرتے ہیں اور اسمیں اونکی اور کوئی نیت نہیں ہوتی۔ اس لئے اون کی جستجو
میں خدا اونکے ساتھ رہتا ہے تاکہ یہ علم ضائع ہو اور اون پر اوسکا وبال نہ رہجائے۔ اسلام
یہ ہے کہ تو اپنے قلب کو اللہ کے سپرد کردے۔ پس ہر مسلمان تجھسے بچا ہوا رہے۔
اور خدا کی محبت والا تنہ میں رہتا ہے اور اوس کا نشہ نہیں اوترتا مگر اپنے محبوب کے
مشاہدہ کے وقت۔

(۳۴) سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب رات آتی تھی تو اپنے نفس سے کہتے تھے کہ او ساری رائیوں کے اڈّے اوٹھ واللہ میں تجھے تھکے ہوے اونٹ کی طرح پانوں گھسیٹتا ہوا چلنے کو چھوڑ دونگا چنانچہ جب صبح ہوتی تھی تو اونکے دونوں پاؤں سوجے ہوئے ہوتے تھے اور وہ اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تجھے اسی کا حکم ہے اور اسی کے لئے تو پیدا ہوا ہے۔ ان کا قول ہے کہ اوس شخص میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ جو اس قدر دنیا جمع نہ کرے جس سے اپنے دین وجسم کی حفاظت اور اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک کرسکے۔ یہ کہتے تھے کہ چالیس برس سے میرا کوئی فریضہ جماعت کے ساتھ فوت نہیں ہوا ہے اور تیس برس سے جب مؤذن نے اذان دی ہے تو میں مسجد ہی میں موجود تھا۔ اونھوں نے پچاس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی تھی۔ انکی چوراسی سال کی عمر ہو چکی تھی تب کہتے تھے کہ میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں ہے۔ اور کہتے تھے کہ سب آدمی خدا کی نگہبانی میں اپنے اپنے اعمال کرتے ہیں اور جب خدائے عزوجل کسی بندہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو اپنی حفاظت سے نکال دیتا ہے اور اس وقت لوگوں پر اسکے چھپے ہوے عیب کھلجاتے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اپنی آنکھوں کو ظالموں کے معاونوں سے آلودہ نہ کرو (یعنی اون کو نظر بھر کر نہ دیکھو) مگر دل میں انکار کے ساتھ تاکہ تمہارے نیک اعمال بیکار نہو جائیں۔ جب عبدالملک بن مروان کی بیعت سے اونھوں نے انکار کیا تو اسنے انکو مار ٹاٹ پہنایا اور مدینہ طیبہ کے بازاروں میں گشت کرایا اور ممانعت کر دی کہ کوئی انکے پاس نہ بیٹھے۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے کہ کوئی میرے پاس نہ بیٹھے کیونکہ مجھے درّے لگے ہیں اور لوگوں کو میرے پاس بیٹھنے سے

منع کیا گیا ہے۔ یہ سنکر لوگ واپس چلے آتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مُسَیجِد (مسجد یا) اور مُصَیحِف تصغیر کے ساتھ نہ کہو کیونکہ یہ چیزیں اللہ کی ہونیکے باعث عظمت و جلالت رکھتے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ جو اللہ پر مستغنی ہو الوگ اوسکے محتاج ہوئے۔ انکی ہیبت کے سبب سے لوگ انکے پاس آنے کی اوسیطرح اجازت چاہتے تھے جسطرح امیروں سے۔ اور کہتے تھے کہ کوئی شریف عالم و فاضل ایسا نہیں ہے جسمیں کوئی عیب نہو لیکن بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جن کے عیبوں کا ذکر نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے جسمیں برائی سے بھلائی زیادہ ہے اوسکی برائی بھلائی کے سبب سے بخشدیجائیگی

(۳۵) عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی شخص میں کوئی نیکی دیکھو تو اوس نیکی کی وجہ سے اوس سے محبت کرو اور سمجھ لو کہ اوسمیں اسیطرح کی اور نیکیاں بھی ہونگی اور علی ہذا جب کسی میں کوئی برائی پاؤ تو اوس برائی کے اعتبار سے اوسکو برا سمجھو اور جان لو کہ اوسمیں اسیطرح کی اور برائیاں بھی ہونگی۔ یہ کہتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام منبر پر بیٹھے ہوئے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتے اور اونکو بیچکر بکواتے اور اوسکی قیمت سے زندگی بسر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دنیا میں سب سے زیادہ زہد والے پیغمبر کے لوگ ہیں جب انھوں نے اپنے محل میں جو عقیق میں تھا گوشہ نشینی اختیار کی مسجد نبوی میں آنا ترک کیا تو لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں نے دیکھا کہ چونکہ اب مسجد میں کھیل کود کے اکھاڑے بھرلیات کی مسرلیں اور گدر گاہیں بیچیاریوں کے

اڑے ں گئے ہیں اس لئے مجھے یہیں عافیت معلوم ہوتی ہے یہ اپنی اولاد سے
کہا کرتے تھے کہ علم سیکھو اس لئے کہ اگرچہ تم اسوقت اپنی قوم کے چھوٹوں میں ہو
مگر عنقریب دوسری قومون کے بڑے ہو جاؤ گے۔ جہالت بہت ہی بری چیز ہے خصوصاً
قوم کے سردار کے لئے۔ یہ ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک کے پاس گئے
تو اسکے ایک پاؤں میں بیماری ہو گئی جس سے وہ پاؤں سڑنے لگا چنانچہ
وہ کاٹ ڈالا گیا اور لوگ سمجھتے تھے کہ ولید کے پاس جانے کی یہ سزا تھی۔
اسیر ہی یہ کہا کرتے تھے کہ اوس خدا کا شکر ہے جس نے دوسرے پاؤں کو
باقی رکھا۔ یہ پیاپے روزے رکھا کرتے تھے چنانچہ جب ان کا پاؤں کاٹا گیا ہے تو انکو
روزہ تھا اور کاٹتے وقت کسی نے انکو تھاما بھی نہ تھا۔ انہوں نے بحالت روزہ ۹۴ھ
چورانوے ہجری میں جنت کی راہ لی۔

(۳۶) محمد بن الحنفیہ ابن امام علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان کا قول تھا کہ جس کا نفس عیبوں سے پاک ہوا اوس کے نزدیک دنیا کی
کچھ قدر نہ رہی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص چھٹکارا حاصل ہونے تک اوس آدمی
کے ساتھ ہنسی خوشی بسر نہ کرے جسکی صحبت سے مفر ہو وہ حکیم نہیں ہے۔ جب
روم کے بادشاہ نے عبدالملک بن مروان کو حلف کے ساتھ یہ دہمکی
لکھ بھیجی کہ اگر تم جزیہ دینا قبول نہین کرتے تو میں ایک لاکھ فوج خشکی کی اور ایک لاکھ
تری کی بھیجتا ہوں عبدالملک نے حجّاج کو لکھا کہ تو محمد بن الحنفیہ کو تخویف وتہدید
لکھ بھیج اور جو کچھ جواب وہ دیں اوس کو میرے پاس بھیجدے

چنانچہ حجاج نے انکو لکھا۔ اور انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی تین سو نوے نگاہیں اپنی مخلوق پر ہوا کرتی ہیں اور مجھے امید ہے کہ میری طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نگاہ ایسی ہوگی جس سے وہ مجھے تجھسے محفوظ رکھیگا۔ حجاج نے یہ خط عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ اور عبدالملک نے یہی مضمون شاہ روم کو لکھ بھیجا۔ جسکو پڑھکر اوسنے کہا کہ یہ تمہارے دماغ سے نہیں نکلا ہے اور نہ تمنے یہ لکھا ہے یہ تو خاندان موت ہی کے دل سے نکل سکتا ہے۔

(۳۷) علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ تعالیٰ

یہی علی اصغر تھے اور علی اکبر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے اور عنقریب محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں آتا ہے کہ کل حسینی سید انہیں کی اولاد ہیں۔ ان کا قول ہے کہ جب بندہ اپنے باطن میں اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اوس کو اوس کے برے اعمال پر مطلع کردیا اور وہ اپنے گناہوں میں مشغول ہوجانے کے باعث دوسروں کے عیوب سے بے پرواہ ہوگیا۔ یہ کہتے تھے کہ مصحف فروخت نہیں ہوا کرتا تھا اور ہوتا یہ تھا کہ ایک شخص ایک ورق کاغذ لئے ہوے ممبر کے قریب آتا تھا۔ (اس سے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ اس کو مصحف مجید لکھوانا ہے) ایس جس کو ثواب حاصل کرنا منظور ہوتا تھا وہ مستعد ہوجاتا تھا اور اوس کے لئے سورہ بقرہ کے اول سے لکھنا شروع کرتا تھا۔ پھر دوسرے لوگ لکھتے یہاں تک کہ مصحف تمام ہوجاتا تھا۔ راویوں نے کہا ہے کہ جب ان کے

اسکے بھائی شہید ہوے اکی عمر تیرہ برس کی تہی مگر بیمار دی قراتس تھے اس لئے
شہید نہ کئے گئے۔ آپ جب وضو کرنے لگتے تہے تو آپ کا چہرہ پیلا پڑجاتا تھا
اور اگر گہر کے لوگ پوچھتے تہے کہ وضو کے وقت کیوں آپکی عادت ایسی ہے تو
کہتے تہے کہ تم جانتے نہیں کہ کس کے حضور میں کھڑا ہو نیکا ارادہ کرتا ہوں۔ اور جب
آپ چلتے تہے تو آپ کا ہاتھ آپکے رانو سے متجاوز نہوتا تھا اور نہ متکبروں کی طرح
آپ ہاتھ کو اٹھاتے اور گراتے تہے۔ اور جب آپ کو کسی شخص کی نسبت معلوم ہوتا تھا
کہ آپ کی برائیاں اور شکایتیں کرتا ہے تو آپ اوسکے گھر تشریف لیجاتے اور اس
سے مہربانی کے ساتھ پیش آتے اور اوس سے ارشاد کرتے تہے کہ سنو جو کچھ
تمنے میری نسبت کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو اللہ مجھے بخشدے اور اگر جھوٹ ہے
تو خدا تم کو بخشدے السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک شخص نے مسجد
میں آپکے سر پر کھڑے ہوکر کوئی بات اٹھا نہ رکھی جو نہ کہی ہو مگر آپنے بالکل سکوت کیا کچھ بھی
جواب نہ دیا جب آپ مسجد سے چلے تو وہ شخص آپکے پیچھے ہولیا اور رونے لگا
اسپر آپ نے کہا کہیں کبھی تم کو کوئی ایسی بات نہ کہونگا جو تم کو بری لگیگی ۵

وَمَا شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَى اللَّئِيمِ	إِذَا شَتَمَ الْكَرِيمَ مِنَ الْجَوَابِ
شریف جپ ہی رہے دے جو گالیاں پاجی	جواب پانے سے بڑہتا ہے اور اوسکا جی

آپ کا مقولہ ہے کہ احباب کے اوٹھ جانے سے وطن پردیس ہوجاتا ہے۔
آزادوں کی عبادت شکریہ کے لئے ہوتی ہے نہ دہشت و رغبت کے
سبب سے۔ وہ شخص تمہارا یار کیونکر ہوسکتا ہے جس کی تھیلی کھولکر
تم بقدر ضرورت نہ لو اور وہ بشاش نہو جاوے۔ اور اپنے اصحاب سے

کہا کرتے تھے کہ تم میرے ساتھ خدا کے لئے اسلام کی محبت رکھو کیونکہ تمہاری محبت کبھی ہم سے جدا ہوئی یہاں تک کہ وہ ہماری ذلت کا باعث ہوئی۔ یہ اوس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو آپ کو عبدالملک بن مروان کے ساتھ پیش آیا۔ اوسنے آپکے پاؤں ہاتھوں اور گلے میں سونے کی زنجیریں ڈلوا کر مدینہ طیبہ سے شام بلوایا۔ اور جب زہری[1] عبدالملک کے پاس آئے تو انہوں نے عبدالملک سے کہا کہ علی بن الحسین کا خیال بھی خلافت کی طرف نہیں ہے وہ تو اپنے نفس اور اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہیں۔ عبدالملک نے کہا کہ بہت ہی اچھے کام میں انہوں نے اپنے آپ کو مشغول رکھا ہے۔ اور آپ کو رہا کر دیا۔ آپ دل سے چاہتے تھے کہ وضو کرنے میں کوئی شخص آپ کو مدد نہ دے۔ اور اپنی طہارت کے لئے خود ہی پانی بھرتے اور آرام کرنے سے پہلے لاکر رکھ لیتے تھے۔ آپ سفر یا حضر میں کبھی رات کا قیام ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن گنہگار بہت توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔ آپ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توصیف کرتے اور اونپر رحمت بھیجا کرتے تھے۔ آپ ہر دن اور رات میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتے اور جب آندھی چلتی تو غش کھا کر گر پڑتے تھے۔ اور جب حج کو تشریف لیجاتے تو لبیک آپ کی زبان سے نکلا اور آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اور آپ کے اعضا زخمی ہو گئے۔ اور ایک شخص نے آپ سے زباں درازی کی اور آپ سنکر ٹال گئے تو اوس شخص نے کہا کہ میں تمہیں کو کہتا ہوں اسپر آپ نے کہا

---

[1] زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام محمد بن مسلم تھا۔ مشہور تابعی ہے رمضان ۱۲۴ھ ایک سو چوبیس ہجری میں راہی خلد ہوئے ۱۲ مترجم

کہ میں تمہیں سے توچشم پوشی کر رہا ہوں۔ ایک دن آپ مسجد سے باہر نکلے تھے کہ ایک شخص ملا اور اوسنے آپ کو گالیاں دیں اور بہت دیں اسپر آپ کے غلام اور خادم اوسکی طرف بڑھے مگر آپنے سب کو روکا اور کہا کہ ٹھہرو اس شخص پر ہاتھ نہ ڈالو اسکے بعد آپنے اوسکی طرف رخ کیا اور کہا کہ میرا جو حال تمسے پوشیدہ ہے وہ اس سے زیادہ ہے تم کو کوئی ضرورت ہو تو مجھسے بیان کرو میں اوسمیں تمہاری مدد کروں۔ اس سے وہ شرما گیا تو آپنے ایسا سیاہ جو کمل جو ریب تن تھا اوتار کر اوسپر ڈال دیا اور اوسکے لئے ایک ہزار درہم سے زیادہ کے عطیہ کا حکم دیا۔ اوس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہیں آپنے ۹۹ھ ہجری میں جبکہ سن شریف اٹھاون سال کا تھا بقیع میں رحلت فرمائی۔ اور سر مبارک مصر گیا اور مصر کہنہ میں قلعہ کی طرف جو صحرا ہے آپ اوس کے قریب دفن کیا گیا۔

(۳۸) ابو جعفر محمد باقر ابن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین

نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ "باقر" اس سبب سے کہلاے کہ اس لفظ کے معنی شق کرنے والے کے ہیں اور آپنے علم کو شق کیا اور اوسکی جڑ اور کنہہ کو پہچانا تھا۔ آپ کا قول ہے کہ بجلیاں مومن وغیر مومن سب پر گرتی ہیں اور نہیں گرتی ہیں تو اللہ عز وجل کا ذکر کرنے والے پر۔ اور کسی شخص کے دل میں جب تھوڑا سا ہی غرور داخل ہوتا ہے

توجس قدر غرور داخل ہوتا ہے اوسیقدر بلکہ اوس سے زیادہ اوسکی عقل میں کمی آجاتی ہے۔
آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتے اوسکی مدح میں مبالغہ کرتے اور کہتے
تھے کہ جس شخص نے انکو صدیق نہ کہا اللہ تعالیٰ اوسکے کسی قول کو دنیا میں سچا نہ کرے
اور نہ دین میں۔ اہلِ عراق کے ایک گروہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ
سے عداوت رکھتا اور اپنے نزدیک سمجھتا ہے کہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہے آپ نے
اون کو لکھہ بھیجا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کو دشمن سمجھتا ہے مجھے اوس سے کوئی واسطہ نہیں
اور اگر میں حاکم ہوا تو جو لوگ ان دونوں کو بُرا سمجھتے ہیں اوسکے خون کو اللہ تعالیٰ کے
تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔ آپ کا قول تھا کہ پیٹ اور سترگاہ کی پارسائی سے کوئی
عبادت افضل نہیں ہے۔ آپ جب ہنستے تو کہتے تھے کہ خدایا مجھے دشمن نہ رکھ۔ آپ
کہتے تھے کہ دنیا میں بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنے سے زیادہ معیں کوئی شے نہیں
ہے۔ اور آپ بھائیوں کے ساتھ بیٹھے رہنے سے کبھی گھبراتے نہ تھے۔ کہا کرتے تھے
کہ بُرا ہے وہ بھائی جو خوشحالی میں تمہاری نگہداشت کرے اور بدحالی میں تم سے
الگ ہو جاوے۔ اور اسکا پتہ کہ تمہارے بھائی کے دل میں تمہاری کتنی محبت ہے
اوس محبت سے لگالو جو تمہارے دل میں اوسکی ہے۔ اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہتے ہیں کہ حسینی سیدوں کی نسل بالکل زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ہے اسلئے
یہی تمام حسینی سیدوں کے پدر بزرگوار ہیں۔ آپکی عمر جب تہتر سال کی ہوئی ۱۱۷ھ ایک سو
سترہ ہجری میں راہی جنت ہوئے اور آپ نے وصیت کی کہ جس کُرتہ کو پہنے ہوئے
نماز میں پڑہا کرتے تھے وہی اوسکا کفن بنایا جاوے۔ واللہ اعلم

(۳۹) ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آپ کا قول ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جنسے کسی شریف کو کراہت کرنی نہیں چاہیئے۔ اپنے باپ کے لئے اپنی جگہ سے اوٹھ کھڑا ہونا۔ اپنے مہمان کی خدمت کرنی۔ اپنی سواری کے جانور کی نگہداشت کرنی گو سو غلام اور نوکر کیوں نہوں۔ اور جس سے تعلیم پاتا ہے اوسکی خدمت کرنی۔ آپکا قول ہے کہ نیکی کامل نہیں ہوتی مگر تین باتوں سے۔ ایک یہ کہ جب اوسکو کرتو تو اوسکو چھوٹی سمجھو دوسرے یہ کہ اوسکو پوشیدہ رکھو اور تیسرے یہ کہ اوسمیں عجلت کرو۔ کیونکہ جب تم اوسکو حقیر سمجھوگے وہ بڑی ہو جائیگی اور جب اوسکو چھپاؤگے کامل ہو جائیگی اور جب اوسمیں جلدی کروگے خوشگوار ہو جائیگی آپ کا مقولہ ہے کہ جب کسی آدمی کیطرف دنیا رُخ کرتی ہے تو غیروں کی خوبیاں اوسکو دیدیتی ہے اور جب اوس سے مُنہ پھیرتی ہے تو اوس کی ذاتی خوبیاں بھی لے لیتی ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب تم تک تمہارے بھائی کی کوئی ایسی بات پہونچے جو تم کو ناگوار ہو تو اوسکے لئے ایک سے لیکر ستر عذر تک تلاش کرو اور اگر تم کو کوئی عذر نہ ملے تو کہو کہ شاید اوس کے پاس کوئی عذر ہو جسکو میں نہیں جانتا ایکمرتبہ سفیان ثوری رحمہ اللہ آپکے پاس آئے تو اُنھوں نے دیکھا کہ آپ تسر کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ اسلئے کہا کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں اور یہ پہنتے ہیں۔ آپنے کہا کہ تم نہیں جانتے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھو اُنھوں نے دیکھا تو کھُرّے بالون کا ٹاٹ اندر تھا۔ پھر کہا کہ ثوری تم تو دکھلاؤ کہ تمہارے جبہ کے نیچے کیا ہے۔ آپنے دیکھا تو اوسکے نیچے بہت ہی باریک کرتہ تھا۔ اس سے سفیان شرمندہ ہوے۔ بعدہ آپنے کہا کہ ثوری اب میرے پاس زیادہ نہ آیا کرو اس سے ہم کو بھی نقصان

یہو سکتا ہے اور تم کو بھی۔ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ آپکے پاس آئے تو آپنے کہا کہ اے ابو حنیفہ میں نے سنا ہے کہ تم قیاس کرتے ہو۔ ایسا نہ کرو کیونکہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا تھا وہ ابلیس ہے۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ جب تم کسی مسلمان کے بارہ میں کوئی کلمہ سنو تو جہانتک تمہارا دسترس ہو اوسکو عمدہ ترین پہلو پر ڈالو یہانتک کہ اگر کوئی عمدہ پہلو تم کو نہ ملے تو خود اپنے آپ کو ملامت کرو۔ اور آپ کا قول ہے کہ اوس ہاتھ کا نہ کھاؤ جو بھوکا ہونے کے بعد آسودہ ہوا ہو۔ ایک مرتبہ ایک قبیلہ کے ایک شخص سے آپنے پوچھا کہ اس قبیلہ کا سردار کون ہے اوس شخص نے کہا کہ میں۔ اسپر آپنے کہا کہ اگر تو اوس کا سردار ہوتا تو "میں" نہ کہتا۔ اور آپ کہا کرتے تھے کہ جب تم سے گناہ سرزد ہو استغفار کرو کیونکہ پیدا ہونے کے پہلے ہی سے گناہ طوق بنکر لوگوں کے گلے پڑا ہوا تھا۔ بیشک ہلاکی اور پوری ہلاکی اوسپر اصرار کرنا ہے۔ جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو کہتے تھے کہ اے میرے پروردگار مجکو فلاں چیز کی ضرورت ہے اور دعا تمام ہی ہونے پاتی تھی کہ وہ شے آپکے پہلو میں رکھی ہوتی تھی۔ آپنے ۱۴۸ھ ایک سو اڑتالیس ہجری میں مدینہ منورہ سے جلد بریں کی راہ لی۔ آپ کا قول ہے کہ جسکی روزی میں دیر لگی اوسکو کثرت سے استغفار پڑھنا چاہیے۔ اور جس کیسکو اپنے کسی مال پر بار ہو اور اوسکو باقی رکھنا چاہے اوس کو ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔ آپ نیچے اون کا موٹا کملا سا جبہ پہنتے تھے اور اوسکے اوپر سے تسر کا حلہ اور کہتے تھے کہ ہم جبہ خدا کے لئے پہنتے ہیں اور تسر تمہارے لئے جو اللہ کے لئے ہے اوسکو پوشیدہ رکھا اور جو تمہارے لئے ہے اوسکو ظاہر کر دیا ہے۔ اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو وحی بھیجی ہے کہ جو شخص میری خدمت کرے اوسکی تو خدمت کر اور جو شخص تیری خدمت کرے اوسکو تھکا ڈال۔ اور فقہا دسولوں کے امانت دار ہیں مگر اوسی وقت تک کہ بادشاہ کے دروازہ پر نہ جائیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدایا جس تو نے اپنی روزی تنگ فرمائی اوس کی

عمواری کو میرا رزق ملا اور میری کل چیزیں تیرے ہی فضل سے ملیں۔

(۴۰) عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکے عہد خلافت میں اسکے انصاف کے سبب سے بکریاں اور بھیڑئیے ایک ہی گھاٹ پانی پیتے تھے۔ اور اسکے پاس دنیا ہاتھ جوڑتی ہوئی آئی مگر انہوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اس سے پرہیز کیا۔ یہ اس قدر تیار رہتے تھے کہ اسکے تہہ بند کی سلوٹیں اسکے بدن کے گوشت میں چھپی رہتی تہیں مگر جب خلیفہ ہوئے تو ایسے دبلے ہو گئے کہ جو کوئی چاہتا انکی پسلی کی ہڈیاں بغیر ہاتھ لگائے شمار کر لیتا۔ انکی آمدنی پچاس ہزار دینار تھی مگر جب خلیفہ ہوئے تو ہر دم اوسکو خرچ کرنے لگے یہانتک کہ اسکے پاس ایک کرتہ کے سوا کچھ بھی نہ رہا۔ اسکو یہ اوسیوقت اوتارتے تھے جب میلاں ہو جاتا تھا۔ اور جب وہ میلا ہو جاتا تھا تو اوس کو دہوتے اور اوسکے خشک ہونے تک گھر میں ٹھیرے رہتے تھے۔ اسیطرح انکی بیوی عبدالملک کی بیٹی فاطمہ نے اپنا سارا مال بیت المال میں داخل کر دیا اور وہ عام لوگوں کی حیثیت کی ہوگئیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ جب سے خلیفہ ہوئے کبھی مرتے دم تک انہوں نے غسلِ جنابت نہ کیا۔ کیونکہ جب یہ خلیفہ ہوئے تو اپنی لونڈیوں کو انہوں نے اختیار دیدیا اور اوس سے کہا کہ مجھپر وہ بلا نازل ہوئی ہے جو مجھے روز قیامت تک اور جب تک کہ لوگ حساب وکتاب سے فارغ ہو جائینگے تمہاری طرف متوجہ ہونے نہ دے گی۔ اس لئے تم میں سے جس کو آزادی پسند ہو اوس کو میں نے آزاد کر دیا اور جو میرے پاس رہنا چاہے اوس کو میں نے اپنے پاس رہنے دیا لیکن مجھ سے اور اوس سے

کوئی سروکار نہ رہے گا۔ یہ سنکر سب ڈاڑھیں مار کر روئیں کہ اُن سے کوئی امید نہ رہی۔ اور عبدالملک
کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی اُنہوں نے اختیار دیا کہ چاہو میرے یہاں رہو اور چاہو اپنے باپ
کے گھر چلی جاؤ۔ اسپر وہ اسقدر چیخیں مار کر روئیں کہ پڑوسیوں نے سُنا۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ "میں نے کسی
شخص کو عمر سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے نہ دیکھا۔ انکا معمول تھا کہ جسوقت میرے
پاس گھر آتے تھے اپنی عبادتگاہ میں جا رہتے اور برابر رویا کرتے تھے یہانتک کہ نیند کا غلبہ
ہوتا اور وہ گر پڑتے اور پھر اُٹھکر رونے لگتے اسیطرح سے ساری رات گذار دیتے تھے"
ایک مرتبہ یہ ایسا کرتہ پہنے ہوئے جسکے دامن میں آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے
لوگوں کے سامنے خطبہ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین خدا نے
تو آپ کو دیا ہے پھر آپ کیوں نہیں پہنتے۔ اسپر گھنٹہ بھر تک سر جھکائے رہے پھر اُنہوں نے
کہا کہ سب سے بہتر وہ میانہ روی ہے جو مقدرت کے وقت ہو اور سب سے عمدہ وہ درگذر ہے
جو قدرت کے وقت ہو۔ انکی لڑکیاں برابر ننگی رہتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک
کو بُلایا تو اُسنے جواب نہ دیا تب اپنے خادم کو بھیجا اور وہ اُسے لیکر آیا تو اُس سے پوچھا
کہ تو نے مجھے جواب کیوں نہ دیا تھا اُسنے کہا کہ میں ننگی تھی تب اُسکے لیے موٹے جھوٹے
کپڑے منگانے کا حکم دیا اور وہ اُسکو پہنائے گئے۔ یہ خوب رویا کرتے تھے اور خضر
علیہ السلام سے ملتے رہتے تھے۔ اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد قاصد کو اور کسی
کام کے لیے نہیں بلکہ صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما پر سلام پہونچانے کو مدینہ طیبہ بھیجا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک سرداب بنا رکھا تھا
اور ہر شب اُسمیں اُترکر گلے میں لوہے کا طوق ڈال لیتے اور صبح تک نالہ و زاری کیا کرتے
تھے۔ انکا قول ہے کہ کسی حاکم کے پاس نہ جایا کرو گو اُسکو بُرے کاموں سے منع کرو اور اچھے

کا ہون کا حکم دو۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ نافرمانی نہو تو ابلیس کو پیدا
نکرتا۔ اور متقی کے منہ میں لگام ہوتی ہے۔ اور کہتے تھے کہ جو کچھ اپنی پست میں جانتا ہون
اگر تم جانتے ہوتے تو تم میرا منہ نہ دیکھتے۔ اور یہ پرہیز گاری حلال مین ہوتی ہے اور حرام تو دہکتی
ہوئی آگ ہے حسین مردے گلگشت کیا کرتے ہیں اور اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور ان کو
آگ کی تکلیف محسوس ہوتی۔ آپکے حالات مشہور اور ابو نعیم کی کتاب حلیہ اور
دوسری کتابوں مین مذکور ہین۔ انتالیس ۳۹ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۰۱ ایکسو ایک ہجری کے ماہ رجب
مین اِس دار محن سے سدہارے اور علاقہ حمص کے مقام دیر سمعان مین دفن ہوئے
انکی خلافت دو سال اور چودہ دن رہی۔ اِنکو زہر دیا گیا تھا اُسی سے انہوں نے قضا کی۔
فاطمہ بنت عبد الملک رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ انکی اصلی بیماری خدا کا خوف تھی اور باعتبار زہر کے
انکی موت کا توی تر سبب وہی تھا۔

(۴۱) مطرف بن عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ

کہا کرتے تھے کہ اگر میرے پروردگار کے پاس سے کوئی آنے والا آئے اور کہے
[illegible] کیا ہے کہ جانے بہشت و دوزخ کی راہ قبول کر [illegible]
[illegible] کوئی [illegible]
داڑہی مین کنگھی کی اور جو عمدہ ترین لباس اِنکے پاس تھا اُسکو زیب بدن کیا اور اسکی وجہ پوچھی گئی
تو کہا کہ کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ مین اسکو مصیبت قرار دون واللہ اگر ساری دنیا اور جو کچھ اُسمین
ہے میری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اُسکے بدلے مجھے آخرت مین ایک گھونٹ پانی کا وعدہ
کرتا مین ضرور اس ایک گھونٹ کو اُس پر ترجیح دیتا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ رات کو جلسے

سوتے رہتا اور صبح کو بستر سے اُٹھتا مجھے اِس سے زیادہ پسند ہے کہ رات میں قیام گذاروں اور صبح کو مغرور اُٹھوں اور انکا قول ہے کہ جب بندہ کا باطن و ظاہر یکسان ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ واقعی یہ میرا بندہ ہے۔ جب یہ اپنے گھر مین تنہا ہوتے تھے تو انکے ساتھ انکے گھر کی اینٹین بھی تسبیح کرتی تہیں۔ کسی نے ان پر ظلم کیا تو انھوں نے کہا کہ خدا تجھے جلد موت دے چنانچہ وہ فوراً مر گیا۔ لوگ انکو زیاد کے پاس بصرہ پکڑ لیگئے زیاد نے پوچھا کہ انھوں نے اُس مرنے والے کو ہاتھ بھی لگایا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں اُسنے کہا کہ تب تو یہ صرف ایک نیک مرد کی بددعا تھی جو قضا سے الٰہی کے مطابق پڑ گئی۔ اور انکو رہا کر دیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ خدایا میں ہر ایسے عمل سے استغفار کرتا ہوں جسمین مینے دعویٰ کیا ہو کہ مین اُسکو خلوص سے کرتا ہوں اور میرے اِس سے خدا ہی کو خوش کرنا چاہا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا مجھسے راضی ہو اور اگر راضی نہین ہوتا تو مجھے معاف کر دے کیونکہ آقا کبھی ایسی حالت میں بھی اپنے غلام سے درگذر کرتا ہے کہ اُس سے راضی نہین ہوتا۔ اور انکا قول ہے کہ خدا کی اتنی عظمت تو کرو کہ گدہوں اور کتّون کے سامنے اُسکا پاک نام نہ لیا کرو کیونکہ لوگ ایسے کتّے کو کہتے ہین کہ خدا تجھے رسوا کرے یا تیرے ساتھہ یہ کرے اور وہ کرے۔ اور متقی کے سامنے جب لوگوں کی خطائین بیان کی جاتی ہین تو وہ مشغول رہتا ہے۔ اور لوگوں مین سب سے زیادہ گناہ کرنے والے وہ ہین جو سب سے زیادہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر لوگوں کی خطاؤن مین مشغول ہین۔ اور جو مار سے فریاد نہ کرے وہ کمینہ ہے۔ اور کبھی کسی حاکم کے پاس ایسا نوشتہ نہ لیجا جسکی نسبت تجھے معلوم ہو کہ امین کیا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ علم جاتا رہا اور بُرے ظروفون مین عبارتین رہگئین۔ اور پرہیزگار اپنے اہل کے سوا کسی پر حکومت کرنا قبول نہین کرتا۔ اُن سے کسی نے

پوچھا کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ میت کے اقربا کی خاطر سے جاتا ہے اُسکو ثواب ملے گا
یا نہیں انہوں نے کہا کہ اس سیرین کہتے ہیں کہ اُسکو دو اجر ملیں گے ایک ثواب بھائی پر نماز
پڑہنے کا اور دوسرا مردوں کی خاطر سے جنازہ کے ساتھ چلنے کا۔ اور یہ بھی انکا قول ہے کہ جسنے
عورتوں اور کہانوں کو ترک کیا اُس سے کرامت کا ظاہر ہونا لازمی ہے اور جو شخص کہانے پینے
اور عورتوں کو ترک کرتا تہا اُسکو سیّاح سمجھتے تھے گو وہ اپنے شہر ہی میں مقیم کیوں ہو۔ اور کہتے
تھے کہ جب میں اپنے غلام کو کسی کام کا حکم دیتا ہوں اور وہ میرے دوست کے کام کو اُسپر
مُقدم رکہتا ہے تو میں اُس سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے
میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی اَور اُس چیز میں جو میںنے اُسکو سکہائی ہے مجہہ سے زیادہ صاحبِ سعادت
ہو جاے۔ یہ کہتے ہیں کہ مینے ایک خواب دیکھا کہ میں مُردوں کے پاس جا اُترا اور اُنکو بیٹھا
ہوا دیکھکر مینے سلام کیا مگر کسی نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ مینے اُن سے اسکا سبب
پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ سلام کا جواب دینا ایک نیکی ہے اور ہم میں یہ قدرت نہیں کہ ابھی نیکیوں
میں کچہہ بھی بڑہائیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ کسیکو یہ کہتے سُنا کہ "خدایا ان لوگوں کو میری وجہ سے
روبہ کر" تو کہنے لگے کہ یہی وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا عارف ہوتا ہے۔ اور کہتے تھے
کہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"
یہ بھی اسکے اقوال ہیں کہ جسنے صاحب کرامت کو جُھٹلایا وہ بڑا جھوٹا ہے۔ شرافت کو ہاتہہ سے
نہ دو اسلئے کہ تمکو ہمیشہ اپنے بھائیوں پر شرف رہے گا جبتک کہ تم اُنکے محتاج ہو گے۔
قیامت کے دن انسان کے ہاتہہ سے گروہ آہ و زاری کریںگے کہ اُسکے قلم آگ کے ہوتے
تاکہ جو کچہہ اُنہوں نے ان سے لکہا تہا اُسکو نہ لکہے ہوتے۔ ہمارے زمانہ میں بڑے بڑے
لکہنے باقی رہے ہیں اور جو ہیں وہ دنیا طلب ہیں۔ جو شخص مجہسے لوگوں کی غیبتیں کرے

ہ میرا دوست نہیں ہے۔ صدیقوں کے قلوب میں اگر عظمت ہوتی تو اُنکے دلوں پر جو تجلی ہوتی ہے اُسکی عظمت سے وہ ضرور مرجاتے۔ یہ اونچی ٹوپیاں اور ٹسر کے پھول لوٹے سی ہوئی چادریں اوڑھا کرتے اور گھوڑوں پر سوار ہوا کرتے اور باوصف اسکے ایسی دعائیں کرتے تھے کہ خدایا امیر سے ساتھ سوال کرنے والوں کو میرے سے سپے۔ لوٹا۔ طاعون جارف کے بعد اُس زمانہ میں کہ حجاج عراق کا حاکم ہوا ۷۲ھ دوسو سات ہجری میں انہوں نے قضا کی۔

(۴۲) علاء ابن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکا قول تھا کہ صبر کے ساتھ جو مصیبت ہو اُس سے وہ عافیت زیادہ پسندیدہ ہے جو شکر کے ساتھ ہو۔ سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی باوجود عافیت کے مدح کی اور فرمایا ہے کہ "نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ"، کیا ہی اچھے بندے تھے کہ بات بات میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور ایوب علیہ السلام کی نسبت بھی باوجود ایسی سخت مصیبت کے جس میں وہ مبتلا تھے یہی جملہ ارشاد ہوا ہے۔ پس دونوں صفتیں برابر ہوگئیں حالانکہ وہ آرام میں تھے اور یہ آلام میں اس سے ہمکو معلوم ہوا کہ صبر کا قائم مقام شکر ہے۔ اور جب دونوں برابر ہوگئے تو شکر کے ساتھ آرام اُس مصیبت سے زیادہ پسندیدہ ہوا جو صبر کے ساتھ ہو۔

(۴۳) صفوان بن محرز مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ جس نیک کام کو میں جانتا ہوں وہ میرے کس کام کا ہے جب میں

اُسپر عمل نہیں کرتا اسلئے اچھا ہوتا جو میں کسی چیز کو اچھی طرح جانتا ہی نہوتا۔ اور کہتے تھے
کہ جب ایک دن بعد ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی ملجایا کرے تو دنیا پر خاک ڈالنی چاہئیے
انہوں نے ایک تہ جامہ سار کہا تہا جسمیں بیٹھکر خدا کی جناب میں گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔
انکا ایک گھر تہا اُسکی چھت کی ایک کڑی ٹوٹ گئی تو کسی نے کہا کہ اسکو درست کیوں
نہیں کراتے۔ انہوں نے کہا کہ میں کل مرجاؤں گا اگر مکان کا مالک مجھے اس میں رہنے دیتا
تو میں اسکو درست کرالیتا۔ یہ اپنے گھر سے کبھی باہر نکلتے تھے مگر نماز کے لئے اور جلدی
سے پلٹ آتے تھے۔

(۴۴) ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جتنے لوگ ایسے ہیں کہ اُنکے شر سے لوگ ڈرتے ہیں وہ سب
قیامت کے دن لوہے میں جکڑے جائینگے اور اُنکی نسبت حکم ہوگا کہ ظالموں اور
شیطانوں کے ساتھ جہنم میں ڈالدئیے جائیں۔ یہ رہبانوں (جوگیوں اور تارکین دنیا)
کیطرح موٹے بالوں کا کپڑا پہننے کو ناپسند کرتے اور کہتے تھے کہ عمدہ پوشاک
پہننا مسلمانوں کی ریت ہے۔ یہ خلوت پسند تھے۔ اور جب انکے پاس چار آدمی سے
زیادہ جمع ہوجاتے تو یہ لغو باتوں کے خوف سے اُن کو چھوڑ کر اُٹھ جاتے تھے۔ اور کہتے
تھے کہ میں نے پچاس برس سے اپنے عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ اور کہا کرتے تھے
کہ جو بندہ خدا سے نہ ڈرا وہ کب ڈرے گا۔ اور کہتے تھے کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی
قرآن سیکھے اور سو رہے اور اُسکو تہجد میں نہ پڑھے۔ سنہ ۹ نوے ہجری میں انہوں نے اس دار ناپائدار
سے انتقال کیا۔

(۴۵) بکر بن عبداللہ مُزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ مجھے اپنے اعمال میں سے جس عمل پر سب سے زیادہ وثوق ہے وہ مرد صالح کی محبت ہے۔ یہ عرفات میں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ان لوگوں میں میں نہ ہوتا تو مجھے امید ہوتی کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بخش دے گا۔ اور کہتے تھے کہ جبتک آدمی لطیف الطبع اور لطیف الغضب ہوگا متقی نہیں ہو سکتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جسقدر میرے لباس اور مکان کے اسباب میں زیادتی ہوتی گئی اُسیقدر اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی زیادہ ہوتی گئی اور مال کے خرچ کرنے میں جسقدر میں نے بخل کیا اُسیقدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دور باتیں بڑھتی گئیں۔ انکا قول ہے کہ جب تم اپنے بھائیوں کی طرف سے جفا دیکھو تو سمجھو کہ یہ تمہارے ہی کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو تم سے سرزد ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ اور جب انکی طرف سے محبت کی زیادتی دیکھو تو سمجھو کہ یہ تمہاری ہی کسی طاعت کا نتیجہ ہے اسلئے اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ لوگوں کے عیبوں پر نگاہ اور انکی پوری خبر رکھتا ہے تو سمجھو کہ وہ اس مکر میں مبتلا ہے۔

انہوں نے سنہ ۱۰۸ھ ایکسو آٹھ ہجری میں وفات پائی۔

(۴۶) صلہ بن اشیم عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب یہ کسی ایسے گروہ کے پاس سے گذرتے تھے جو کھیل رہا ہو تو کہتے تھے کہ یارو مجھے بتاؤ تو سہی کہ جو گروہ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور اُسنے دن کو کھیل میں گنوا کر رستہ کھوٹا کیا ہو اور رات کو پڑا سوتا ہو بھلا وہ منزل مقصود تک کب پہونچے گا۔ ان کے مک

بھائی نے کسی دور دست ملک میں وفات پائی اور ایک شخص عجلت کے ساتھ وہاں سے آیا اور اس سے اسکو خبر کی تو کہنے لگے کہ اسکی خبر تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے ہی دے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (یعنی کچھ شک نہیں کہ تمکو بھی مرنا ہے اور کچھ شک نہیں کہ انکو بھی مرنا ہے) اور یہ اسقدر نمازیں پڑھتے تھے کہ پاؤں گھسیٹتے ہوئے بچھونے کی طرف جاتے تھے۔

(۴۷) علاء بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہوں نے تمام لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کی تھی صرف نماز جماعت یا کسی کار خیر میں لوگوں کے پاس بیٹھتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہائے افسوس بیکی پر۔ اور اسقدر روئے تھے کہ انکی آنکھوں پر جھلی آگئی تھی۔ اور اکثر سات سات دن متواتر رویا کرتے اور اس عرصہ میں دانا پانی چھوتے تک نہ تھے۔ انہوں نے حجاج کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کو کیا بیتیں آنے والا ہے تو اس عالم میں ایک ساعت بھی انکو اطمینان نہو نہ کھیتی کریں نہ مکان بنائیں نہ کھائیں پئیں اور نہ سوئیں۔ ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ رات میں نے آپ کو جنت میں دیکھا تھا تو کہنے لگے کہ میرے اور تمہارے سوا شیطان کو اور کوئی مسخرا نہیں کرنے کو نہ ملا تھا یہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ تم میں سے تھوڑے آدمی ایسے ہیں جنکے دین کا دسواں حصہ جاتا رہا اور عنقریب تمپر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم میں تھوڑے آدمی ایسے ہونگے جنکے دین کا دسواں حصہ سلامت رہے گا۔

(۴۸) ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تہا کہ جس دوستی مین ملنا ملانا زیادہ ہو وہ بُری ہے - اور یہ کہا کرتے تہے کہ مین ایسے علما دیکھے ہین جنکے یہان بادشاہ و حکام آتے تہے اور علاموں کی طرح اونکے دروازے پر کہڑے رہتے تہے اور آج وہ دن ہے کہ فقیہوں اور عالموں و عابدوں ہی کو حاکموں و مالداروں کے پاس جاتے دیکہتا ہوں اور ان لوگوں نے جب یہ دیکہا تو انکو بُرا اور ذلیل جانے اور کہنے لگے کہ جو چیز ہمارے پاس ہے اگر اونکے پاس کی چیز سے بہتر ہوتی تو یہ اسطرح ہمارے ساتہہ پیش نہ آتے - اور کہتے تہے کہ جب تم ایسے زمانہ مین ہو جہ کہ عمل کے بدلے لوگ قول پر راضی رہین تو تم اپنے آپ کو بُرے لوگوں اور بُرے زمانہ مین سمجہنا -

(۴۹) محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکے سامنے جب لوگ کسی کا ذکر بُرائی کے ساتہہ کرتے تو یہ اُسکو بہلائی کے ساتہہ یاد کرتے تہے - یہ بڑے خائف اور نیک زاہد تہے - جب کہین جاتے تو کسی شخص کو اپنے ساتہہ چلنے نہین دیتے اور اُس سے کہتے تہے کہ اگر تمکو وہان کوئی کام نہین ہے تو لوٹ جاؤ - اور جب اپنی والدہ سے باتین کرتے تہے تو اونکی برزگی کی وجہ سے زمان دبا کے باتین کرتے تہے - یہ جب مدہی معاملہ مین قید ہوئے تو جیلخانہ کے داروغہ نے ان سے کہا کہ آپ رات کو اپنے گہر چلے جایا اور صبح کو لوٹ آیا کرین - انہوں نے کہا کہ مین امانت مین خیانت کرنے مین تمکو مدد نہ دونگا - یہ کہتے تہے کہ میری قید کا سبب یہ ہوا کہ مینے ایک شخص کو عیب لگایا تہا کہ اُسپر قرض ہے اسلئے مجہے

یہ سرامی۔ انکا قول ہے کہ تم اسپے بھائی پر صریح ظلم کرتے ہو اگر غصہ کی حالت میں تم اُسکی بُرائی کو بیان کرتے ہو اور اُسکی بھلائی کو چھپاتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر گناہ میں بو ہوتی تو میرے گناہوں کی کثرت سے لوگ میرے قریب نہ آسکتے۔ اور جب کوئی شخص ان سے خواب کے بارہ میں سوال کرتا تو سوال کرنے والے سے کہتے کہ بیداری میں خدا سے ڈرتے رہو گے تو جو کچھ تم خواب میں دیکھو گے تمہارے لئے مضر ہو گا۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ میرے لئے حلال کر دیجئے (عربی زبان کا محاورہ معاف کر دیجئے کی جگہ) یعنے آپ کی غیبت کی ہے۔ اُس سے اُنہوں نے کہا کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُسکو میں حلال کر دوں یعنی مسلمانوں کی آبروریزی لیکن خدا تمکو بخشدے۔ اور جب لوگ انکے فتووں کی تعریف میں کہتے تھے کہ صحابہ بھی اس سے کچھ زیادہ بہتر فتوے نہیں دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ واللہ اگر ہم اُن کی جیسی سمجھ حاصل کرنا چاہیں تو ہماری عقلیں وہاں تک نہ پہونچیں گی۔ ان کی عمر جب کچھ اوپر اسی سال کی ہوئی تو انہوں نے ۱۱۰ھ ایکسو دس ہجری میں عدم کے خواب شیریں سے دلچسپی ظاہر کی۔

(۵۰) ثابت بن اسد بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی یہ حالت تھی کہ جب دوزخ کا ذکر انکے سامنے ہوتا تو انکے اعضا ایسے جوڑوں سے الگ ہوجاتے تھے۔ انکا قول ہے کہ ذکر کرنیوالے جب ذکر کرنے کو بیٹھتے ہیں تو گو اُنکے گناہ پہاڑوں جیسے کیوں نہ ہوں جب ذکر کرکے اُٹھتے ہیں تو ایک بھی باقی نہیں رہتا۔ یہ پچاس برس تک رات کو قیام کرتے اور تڑکا ہوتے یہ دعا کرتے رہے کہ خداوندا

اگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرما۔ چنانچہ جب انہوں نے وفات پائی اور قبر کے اوپر اینٹیں چن دی گئیں تو ایک اینٹ گر پڑی اور لوگوں نے دیکھا کہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ انکا قول ہے کہ نماز میں خدا کی خدمت ہے اور اگر خدا کے نزدیک کوئی چیز نماز سے افضل ہوتی تو وہ ہرگز نہ فرماتا۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۵

(انہی زکریا محراب میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے انکو آواز دی)۔

یہ کہا کرتے تھے کہ بیس برس تک میں نے نماز میں رنج و تکلیف اٹھائی اور بیس برس تک اُس سے لطف و مزہ اٹھایا۔ انکی وفات کے بعد لوگوں کو انکے قرآن تلاوت کرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

(۵۱) یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ اس امت میں نہ خالص ریا رہے اور نہ خالص تکبیر لوگوں نے اسکی علت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ سجدہ کے ساتھ تکبیر کہاں اور توحید کے ساتھ ریا کہاں۔ واللہ اعلم

(۵۲) فرقد سنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوفہ کے رہنے والے اور بصرہ کے حاکم تھے۔ یہ کہتے تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک منادی آواز دے رہا ہے کہ اے یہودیوں کی شبیہ اللہ عزوجل سے مترنم کرو کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے تمکو نعمتیں عطا فرمائی تو تمنے شکر نہ کیا اور جب تمہاری آزمائش کی تو تمنے صبر نہ کیا

یہ کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ایک ٹیلہ کے پاس سے گذرا اور اُس زمانہ میں بنی اسرائیل قحط میں مبتلا تھے اس سبب سے اُسکے دل میں یہ آرزو ہوئی کہ یہ ریت اگر آٹا ہوجاتی تو بنی اسرائیل آسودہ ہوکر کھاتے۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے اُسکے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں عابد سے کہہ دو کہ بیشک تیرے لئے اُسیقدر ثواب واجب کردیا جسقدر کہ اُس ٹیلہ کے آٹا ہوجانے اور اُسکو تیرے خیرات کردینے کی صورت میں ہوتا۔

(۵۳) محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ صوف (موٹے اُون کا کپڑا) پہنا کرتے تھے۔ ایک دن قتیبہ بن مسلم کے پاس گئے تو قتیبہ نے کہا کہ تمہارے صوف پہننے کا کیا باعث ہے۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تب قتیبہ نے کہا کہ میں تمسے پوچھتا ہوں تو تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ میرا دل اسکو قبول نہیں کرتا کہ کہوں کہ میں زاہد ہوں اسلیئے کہ تزکیہ نفس کا دعویٰ کرنا پڑتا ہے یا یہ کہوں کہ محتاج ہوں اسلیئے کہ خدائے پاک کی شکایت ہوتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جیسے دنیا کے بارہ میں پرہیز گاری کی وہ دین و دنیا کا مالک ہے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کیطرف توجہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مومنوں کے قلوب کے ذریعہ سے اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ بیس برس تک ایک بچھونے پر سوتے اور اسقدر روتے کہ آنسوؤں سے اُنکے بچھونے تر ہوجاتے تھے مگر اُنکی بیویوں کو کبھی خبر ہوئی

(۵۴) سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُنہوں نے چالیس برس شام کے وضو سے چاشت کی نماز پڑھی - یہ ننگے پاؤں پھرا کرتے اور ماراریوں وغیرہم پر انکی ہیبت طاری تھی۔ اور حاکموں کے پاس جاتے اور اُنکو اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برائیوں سے منع کرتے تھے -

(۵۵) ابو یحییٰ مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا کہ بدعت ہوگی تو مرورین حکم دیتا کہ جب میں مروں تو میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدی جائیں تاکہ میں بیڑیاں پڑا ہوا اپنے مالک کے سپرد کیا جاؤں جیسا کہ بھگوڑا غلام اپنے آقا کے سپرد کیا جاتا ہے - اور کہتے تھے کہ حُبّ دنیا کی علامت یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ شکم سیر کم غور کرنے والا ہو اُسکی ہمت اُسکے پیٹ اور شرمگاہ پر محدود ہو وہ کہتا ہو کہ کب صبح ہو کہ میں کھیلوں کودوں کھاؤں پیوں۔ اور کب شام ہو کہ آرام کروں خلاصہ یہ کہ رات کا مردار اور دن کا بیہودہ و بیکار ہو۔ ان سے صوف پہننے کے بارہ میں سوال ہوا تو اُنہوں نے کہا کہ میری حریر جیسو تو مجھ میں اُسکے پہننے کی صلاحیت نہیں ہے اسکے لئے ”صفا“ ضرور ہے۔ انکا قول ہے کہ دنیا کی راحتوں میں سے صرف تین چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔ بھائیوں کی ملاقات قرآن کے ساتھ تہجد - اور خالی گھر جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔ انکی عادت تھی کہ جب کوئی شخص ان سے کوئی سوال کرتا اور اُسوقت بادل کا کوئی ٹکڑا آسمان پر حرکت میں ہوتا تو یہ کہتے کہ ٹھیر جاؤ اس ٹکڑے کو آگے بڑھ جانے دو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اس

تبہر ہو اور وہ مجبیر گرے - اور کہا کرتے تھے کہ کسیکا کوئی ایسا رفیق نہ رہا کہ آخرت کے
کام میں اُسکی مدد کرے جو ہیں وہ آدمی کے قلب کو خراب ہی کرنیوالے ہیں - اور کہتے تھے
کہ میں اپنے بھائیوں میں سے کسیکا اپنے گھر میں آنا اس خوف سے ناپسند کرتا ہوں کہ شاید
جیسا چاہیئے میں اُسکا حق نہ ادا کرسکوں - اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر وَكَانَ فِي
الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ وہ کہا
کرتے تھے کہ آج ہر شہر میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو خرابیاں ڈالتے اور اصلاح نہیں
کرتے ہیں اور اُس شہر میں تو نو کے سوا سب اصلاح کرتے اور خرابیاں نہ ڈالتے تھے
یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ مینہ کو سمجھتے ہیں کہ دیر سے برستا ہے اور مجھکو اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں
پتھر نہ برسیں - اور انہوں نے اپنے ساتھ ایک پلا ہوا کتا رکھا تھا لوگوں نے اسکا سبب
پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ بُرے ہمنشین سے بہتر ہے - اور کہتے تھے کہ ہمنے صحابہ
کو دیکھا کہ اعلیٰ و ادنیٰ میں سے ایک دوسرے کی پوشاک پر اعتراض نہیں کرتا تھا چنانچہ
نہ ٹسر پہننے والا صوف پہننے والے پر نکتہ چینی کرتا تھا اور نہ صوف پہنے والا ٹسر پہنے والے
پر - اور کہتے تھے کہ بعض بھائی تمکو دوست رکھتا ہے مگر دور ہوتا ہے اور جس شغل میں وہ
ہوتا ہے وہ اُسکو تمسے ملنے نہیں دیتا اور کہا کرتے تھے کہ ہمنے سب لوگوں سے
دنیا کی محبت پر صلح کرلی ہے اسلیئے کوئی نیکوکار اور کوئی عالم ایک دوسرے پر خردہ گیری
نہ کیا کرے - یہ دو پیسے کا نمک خرید لیا کرتے اور سال بھر اُسی سے روٹی کھاتے تھے
اور صرف قربانی کے دنوں میں اس سبب سے گوشت کھاتے تھے کہ قربانی میں سے کھانے
کی فضیلت حدیثوں میں آئی ہے اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص تھوڑے میں

ع۵ دیکھو پارہ ۱۹ رکوع ۱۹ سورہ نمل ترجمہ اور شہر میں نو آدمی تھے جو فساد کیا کرتے اور اصلاح کے درپے نہ ہوتے تھے - ۱۲

میرا ساتھ دے وہ میرے ساتھ رہے ورنہ الگ ہو جائے۔ کھجور کے پتوں سے
دستکاری کی چیزیں بنا کر کے اوقات بسر کرتے تھے اور بعض اوقات قرآن لکھکر بھی۔
انکا گھر خالی تھا سیمین قرآن آفتابہ بوریہ کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ بھاری
بوجھ والے ہلاک ہوئے۔ اور انکی دعا یہ بھی کہ خداوندا مالک بن دینار کے گھر میں دنیا کی
کوئی چیز آنے نہ دے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر لوگ یہ کہتے کہ مالک سڑی ہو گیا ہے
تو میں ٹاٹ پہنتا اور لوگون کے سامنے سر پر خاک اڑاتا۔ انکا قول ہے کہ جب بندہ عمل
کرنے کے لئے علم سیکھتا ہے تو اُسکا علم ٹرھتا ہے اور جب اُسکو عمل کرنے کے لئے
نہیں سیکھتا تو مدکاری تکبر اور عوام کو حقیر سمجھنے کی صفتیں ٹرھتی ہیں کسی حاکم نے ان سے کہا
کہ میرے لئے دعا کیجیے تو انہوں نے کہا کہ بھلا میں اکیلا کیونکر دعا کر دن ہزاروں آدمی تو تیرے
لئے بد دعا کر رہے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ جب سے مجھے معلوم ہوا کہ لوگ مدح میں بھی افراط
کرتے ہین اور تعریف مین بھی تو میں اُنکی مذمت کو مکروہ سمجھنے لگا سالہ ۱۳۱ ایکسو اکتیس
ہجری میں مالک دو جہان کی طرف سدہارے۔

(۵۹) محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہتے تھے کہ میرے چالیس برس تک اپنے نفس سے محنت لی تب سلف کے
آثار کا پابند ہوا۔ یہ لڑکوں کے ساتھ حج کو جاتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کو اس امید سے
اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ شاید انکی طرف نگاہ فرمائے۔ انکا قول ہے
کہ فقیہہ اللہ اور بندون کے بیچ میں دخل دیتا ہے اسلئے اُسکو خیال رکھنا چاہیے کہ کیونکر
دخل دیتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے خدا سے عزوجل سے شرم آتی ہے کہ مین

اُسکی رحمت کی نسبت یہ اعتقاد رکہون کہ کوئی مسلمان ہی اُس سے قطعی طور پر محروم ہے چاہے اُسکے فعل کیسے ہی کیوں ہون سے ۱۳۱ھ ایکسو اکتیس ہجری مین مدینہ طیبہ سے راہی ملک بقا ہوئے

(۵۷) صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

راتون کو اسقدر نمازین پڑہا کرتے تہے کہ انکے پاؤن سوج جاتے تہے۔ اور جاڑون مین چہت پر تہجد پڑہا کرتے تہے تاکہ نیند نہ آنے پائے۔ سلیمان بن عبدالملک مسجد مین آیا اور اُسنے انکو دیکہا انکی خو و بو اُسکو بہت بہلی معلوم ہوئی۔ اسپر اُسنے ایک غلام کے ہاتہہ ایکہزار دینار انکے پاس بہیجے۔ انہون نے غلام سے کہا کہ تو نے غلطی کی وہ شخص میں نہیں ہوں جاٹہیک دریافت کرکے آ۔ اُدہر وہ غلام دریافت کرنے گیا اُدہر یہ بہاگ گئے اور جب تک سلیمان مدینہ طیبہ سے روانہ نہ ہولیا یہ واپس نہ آئے سے ۱۳۲ھ ایکسو بتیس ہجری مین مدینہ منورہ میں ملک عدم کی راہ لی۔

(۵۸) موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ائمہ اثنا عشر میں سے ہیں۔ آپ حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہم اجمعین کے جگر گوشہ تہے۔ آپ کا قول ہے کہ جب تم کسی کی صحبت مین رہے ہو اور وہ تمہارے موافق رہا ہو اسکے بعد تم سے جدا ہو گیا ہو اور دوسری مرتبہ جب تم اُس سے ملے تو تمہارے دل میں اُسکے متعلق اضطراب پیدا ہو تو تمکو اسپے نفس کیطرف رجوع ہونا اور دیکہنا چاہیئے پس اگر تم مین کجی آگئی ہے تو تمکو توبہ کرنا چاہیئے اور اگر تمہاری حالت درست ہے تو سمجہ لو کہ اُسنے اس راستہ کو چہوڑ دیا ہے

اور اتنے ہی پر ٹھیر جاؤ اور اس سے قطع تعلق نہ کرو جبتک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرا حقیقت حال کھل نہ جائے۔ یہ کثرت عبادت ریاضت وقیام شب کے باعث ”عبد صالح“ (بندہ نیکوکار) کہلاتے تھے۔ انکو جب کسی کی نسبت معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکو ایذا پہونچاتا ہے تو اُسکے پاس مال بھیجتے تھے۔ حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۱۲۸ھ ایکسو اٹھائیس ہجری مین واقع ہوئی۔ انکو مہدی نے عراق بلوایا اور پھر مدینہ طیبہ واپس بھیجدیا۔ چنانچہ ہارون رشید کے زمانہ تک یہین رہے۔ اور جب ہارون رشید مدینہ طیبہ مین آیا تو انکو ساتھ لیتا گیا اور بغداد مین قید رکھا یہانتک کہ انھوں نے ۱۸۳ھ ایکسو تراسی ہجری مین زہر سے جان شیرین جان آفرین کے سپرد کی۔ آپکا مزار انوار بغداد میں مشہور ہے

(۵۹) محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اُسکو تین باتین عطا فرماتا ہے دین کی فقاہت۔ دنیا کے متعلق زہد اور اپنے عیوب کی واقفیت یہ کہتے تھے کہ اگر کسی شخص کو ذکر ترک کرنے کی اجازت ہوتی تو زکریا علیہ السلام کو ہوتی چاہئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے آیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا (نشان جو تم مانگتے ہو یہ ہے کہ تین دن تک لوگون سے بات نکروگے مگر اشارۃً اور کثرت سے اپنے پروردگار کا ذکر کرنا) ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمکو یقین ہے کہ مینے اللہ عزوجل سے عہدوپیمان کیا ہے کہ کبھی اُسکی نافرمانی نکرونگا؟ اسکے جواب مین انہون نے کہا کہ تب تو تمسے بڑھکر کون گنہگار ہوگا حالانکہ جب اللہ تعالیٰ اپنا حکم تمھاری نسبت نافذ کرتا ہے تو تم اوس پر

اعتراض کرتے ہو انہوں نے ۱۱۷ھ ایکسو سترہ ہجری مین عالم بالا کا سفر کیا - یہ مسجد میں بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے کہ مسجد گر گئی اور لوگوں کے ساتھ یہ بھی دب گئے - انکا قول ہے کہ دنیا کا تھوڑا آخرت کے بہت سے بیکار کرتا ہے - اور جس دل میں معصیت کا ارادہ ہو اُسمیں حکمت نہین آتی - یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو یاروں کی کثرت سے بچو کیونکہ تمسے اُنکے واجبی حقوق انجام نہ پائینگے واللہ میں تو ایک یار کے واجبی حقوق ہی ادا کرنے سے عاجز ہوں - اور کہتے تھے کہ فرعون کے اس قول میں مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِي (مجھکو تو اپنے سوا تمہارا کوئی خدا معلوم نہین) اور اس قول مین اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (مین تمہارا بڑا پروردگار ہوں) چالیس سال کا فاصلہ تھا - انکا مقولہ ہے کہ جب ضمائر درست ہوئے تو کبائر معاف ہوئے - یہ لنگڑے تھے اسلئے اپنے نفس کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ قیامت کے دن آواز دی جائیگی کہ اے فلاں فلاں گناہ کرنے والو کھڑے ہو جاؤ تو تو اُسکے ساتھ کھڑا ہوگا - اور پھر کہا جائیگا کہ فلاں فلان گناہ کرنیوالے کھڑے ہوں تو تو اُسکے ساتھ بھی کھڑا ہوگا - پس اے لنگڑے مین دیکھتا ہوں کہ تو ہر گناہ کے کرنیوالوں کے ساتھ ہوگا - ۱۴۰ھ ایکسو چالیس ہجری میں انہوں نے عالم جاودانی کا سفر کیا -

(۶۰) عُبیدہ بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ رات کی مکروہات میں تمام وکمال وضو کرنا اور حسین عورت پر تخلیہ میں توجہ نہ کرنا سچے ایمان کی دلیل ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ صاحب ایمان کے لئے دنیا میں کوئی چیز باقی نہیں رہی ہے جس سے وہ لذت حاصل کرے سوا اسکے کہ ایک ٹھہرا ہوا حسین مرتے دم تک پڑا رہے - یہ کہا کرتے تھے کہ اُس شخص کو تباہ ماتم ہے جو ایسی

آنکھوں سے شہوات کو دیکھتا ہے اور دل سے گناہ کی خواہش نہیں کرتا۔ اور اخلاص کی علامت یہ ہے کہ آدمی سے طمع اٹھا دو اور اُسکے سراہنے کو دوست نہ رکھو۔ اور مہمان کے تین حق تیر ہیں وہ یہ کہ اُسکے لئے تکلف نہ کرو۔ اُسکو محض حلال سے کھلاؤ۔ اور اُسکے اوقات نماز کی نگہداشت کرو۔ اور دنیا سے کم سروکار رکھنے والے کی علامت یہ ہے کہ ایسی حد تک پہونچ جائے کہ کسی ملامت کرنیوالے کا اُسپر اثر نہو اور آدمی طالب علم نہیں ہوتا جبتک کہ نفسانی خواہش کو ترک نہ کرے۔ اور عالم نہیں ہوتا جبتک کہ لوگوں کو ایسی تعلیم نہ دے جسمیں اُنکی نجات کی امید ہو۔ اور واللہ تم مین مجاہدہ کرنے والا ویسا ہی ہے جیسا اگلے زمانہ میں کھیل کرنیوالا تھا۔

(۶۱) مجاہد بن حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ مین کسی بُرے شخص کو کوئی بُرا کام کرتے دیکھتا ہوں تو اُسکو منع کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے گو مین اُسے منع تو کر دیتا ہون۔ انکا مقولہ ہے کہ ہر گناہ کبیرہ ہے۔ اور آدمی اللہ کا بہت ذکر کرنے والا نہین ہوتا تا وقتیکہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر نہ کرے۔ انکا قول تھا کہ جس چیونٹی نے سلیمان علیہ السلام سے باتیں کی تھیں بڑے بھیڑیئے جیسی تھی۔ اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے قول کی وجہ سے پکڑا اور چھوڑا نہ جائے۔ اور بندہ کو جہنم میں لیجانے کا حکم ہوگا تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیری نسبت مجھے ایسا گمان نہ تھا اور تو اسکو خوب جانتا ہے اسپر اللہ جل جلالہ پوچھے گا حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے کہ تجھے میری نسبت کیا گمان تھا۔ وہ عرض کرے گا کہ یہی کہ تو مجھے بخشدے گا اسپر اللہ تعالےٰ

ارشاد فرماتے گا کہ اسے چھوڑ دو۔ انکی نصیحت تھی کہ سوتے وقت ہر شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ وفات[له] ہے کیا معلوم کہ موت ہو جائے۔ ۱۲۰ھ اکیسو دو ھجری میں جب انکی عمر تراسی سال کی تھی سعدہ کی حالت میں انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۶۲) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالی عنہ

اسکے سامنے جب کوئی شخص ایسی حدیث بیان کرتا جو انکو معلوم ہوتی تو اُسکو یہ اسطرح کان دھر کر سنتے کہ گویا کبھی سنی ہی نہ تھی اور یہ اسلیے کہ وہ شخص شرمندہ نہو۔ قیام شب کی نمازمیں دوسو آیتیں یا زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ اسکے پاس آنے کی جب کوئی شخص حاجت چاہتا تو اُس سے کہا کرتے کہ جبتک تم مجھے یہ نہ بتاؤ گے کہ کس نیت سے تم میرے پاس آئے ہو میں دروازہ نہ کھولونگا پھر اگر وہ کہتا کہ آپ کی زیارت کو تو اُس سے کہتے کہ مجھ جیسے کی زیارت نہیں کیا کرتے بعدہ کہتے کہ زمانہ کی حالت بگڑ گئی اسمیں مجھ جیسے کی زیارت کیجاتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص ذکر کی مجلس میں بیٹھتا ہے اللہ تعالی اُس مجلس کے سبب باطل کی دس مجلسوں کے گناہ اُس سے معاف فرماتا ہے۔ یہ ابو میسرہ فہری کے آزاد کیے ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ میں انھوں نے نشو و نما پایا تھا۔ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ "علم کے خزانے اللہ تعالی انھیں کو تقسیم فرماتا ہے جنکو دوست رکھتا ہے

[له] اسمیں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا الآیہ (دیکھو سورہ زمر آیت ۴۲) لوگوں کے مرتے وقت اللہ روحوں کو کھینچتا ہے اور جو لوگ مرے نہیں اُنکے سوتے وقت ۱۲ مترجم۔

اور اگر علم کے لئے کسی کو مخصوص فرماتا تو ضرور اہل نسب کو ترجیح ہوتی۔ عطار حبشی غلام تھے۔
یزید بن ابی حبیب نوبہ کے رہنے والے۔ حسن بصری بھی نوبہ ہی کے اور آزاد کئے ہوئے
غلام تھے اور ابن سیرین انصار کے آزاد کئے ہوئے غلام ہی تھے "۔ انتہی میں کہتا
ہوں کہ مکحول طاؤس یحییٰ بن یعمر میمون بن مہران اور ضحاک بن مزاحم بھی غلام ہی تھے جیسا
کہ ساہری نے کہا ہے۔ عطار بڑے بڑے لوگوں کو علم سکھاتے تھے سلیمان
بن عبدالملک انکے پاس آیا اور انکے ساتھ بیٹھا اور انہوں نے اسکو ارکان حج سکھائے۔
سلیمان اسکے بعد اپنی اولاد کیطرف متوجہ ہوا اور اُن سے کہنے لگا کہ علم سیکھو کیونکہ
میں اس ذلت کو کبھی نہ بھولوں گا جو اس کالے غلام کے سامنے مجھے اُٹھانی پڑی ہے۔
عطار رضی اللہ عنہ نے سترحج کئے اور سو برس کی عمر پائی اور ۱۱۵ھ ایکسو پندرہ ہجری میں مکہ
معظمہ میں قید زندگی سے آزادی پائی۔

(۲۳) عکرمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آزاد رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کے اس قول پر کہ اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَہَالَۃٍ
ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ (جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے
توبہ کرلے) یہ کہا کرتے تھے کہ سب جلدی ہے اور سب نادانی ہے۔ اور انکا قول ہے
کہ جسے کسی دن سورۂ یٰسٓ پڑھی وہ اُس دن شام تک خوشی میں رہا۔ انہوں نے
رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی میں سوتے ایک تہائی میں حدیثیں بیان کرتے

اور ایک تہائی مین نمازیں پڑہتے ستے ۔

(۶۴) طاوٗس بن کیسان یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تہا کہ اگر بدمذہبی صاحب دولت ہو تو اُسکی تعظیم کو ٹہا چاہیئے۔ اور کہا کرتے تہے کہ علم اپنے نفس کے لئے حاصل کرو کیونکہ لوگوں سے امانت اور علم پر عمل کرنے کی خصلت جاتی رہی ۔ اور یہ کہتے تہے کہ سب سے عمدہ وہ عبادت ہے جو سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہو۔ اور صاحب ایمان کی امید و بیم اگر تولے جائیں تو دونون برابر نکلین گے۔ سنہ ۱۰۵ ایکسو پانچ ہجری مین مارِ حت کو سدہارے ۔ انہون نے چالیس حج کئے ستے ۔ اور آگ کو دیکہکر انکے سارے اوسان خطا ہو جاتے ستے ۔ ایک مرتبہ انہون نے سری ہونے والے کو تنور سے سری نکالتے دیکہا تو انکو غش آگیا ۔ یہ ایسے جانورکو اُس کنوئیں کا پانی نہین پلاتے ستے جو کسی بادشاہ کا کہدوایا ہوا ہوتا تہا۔ چالیس سال تک انہوں نے شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی ۔ حاکمون وغیرہ کے سامنے کڑے حق بولنے والے تہے اور خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی سرزنش کا اثر نہوتا تھا ۔

(۶۵) ابو عبداللہ وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے ستے کہ توریت مین مردِ صالح کی علامت یہ لکھی ہے کہ اُس سے اُسکی قوم کو خصومت ہو قریب تر کو زیادہ تر وعلیٰ ہذا درجہ بدرجہ ۔ یہ کہا کرتے ہے کہ اگلے لوگ رگ بے خار تہے اور آج تم خار بے رگ ہو ۔ انکا غلام اگر انکو چہوڑکر بہاگ جاتا تہا تو اُسکا پیچہا

کرتے تھے۔ شعر پڑھنے کو مکروہ سمجھتے اور کہتے تھے کہ میں نہیں پسند کرتا کہ قیامت کے دن میرے نامہ اعمال میں کوئی شعر پایا جاوے۔ دین میں قیاس کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ عالم کی نسبت مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ مبادا اوسکے پانون جم جانے کے بعد پھسل جائین۔ انکا مقولہ ہے کہ شریف جب پڑہتا ہے تو دوستی کرتا ہے اور کمینہ جب پڑہتا ہی تو سر اوٹھاتا ہے۔ کہا کرتے تھے کہ جسنے اپنے دشمن کے ساتھہ مال سے سلوک نہ کیا اوسکے لئے جنگ کرنے کے سوا اور کوئی رستہ نہ رہا۔ اور جو محتاج ہوا اوسکے دین میں سستی اور عمل میں کمزوری آئی۔ مروت رخصت ہوئی اور لوگون مین وقعت نہ رہی۔ انکا مقولہ ہے کہ مومن کے لئے ہاتھہ ویسا ہی ہے جیسے جانور کے لئے اوسکے مانند ہے کی رسّی مال کی طرح علم کے باعث ہی آدمی حد سے گذر جایا کرتا ہے۔ فقیرون کا ہاتھہ پکڑو کیونکہ قیامت کے دن انکو غلبہ ہوگا۔ فرزند آدم احمق پیدا ہوئے ہین کیونکہ اگر ان مین حمق ہوتا تو انکو زندگی خوشگوار نہوتی۔ ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ مین فلان شخص کے پاس سے گذرا وہ تمکو گالیان دے رہا تھا یہ سنکر غصہ ہوئے اور اوس سے اونہون نے کہا کہ شیطان کو تمہارے سوا اور کوئی پیامی نہ ملا بعدہ وہ گالیان دینے والا انکے پاس آیا تو اوسکو اونہون نے اپنے پاس بیٹھالیا یہ کہتے تھے کہ مینے خدائے عزوجل کی کچھہ اوپر نوے کتابین پڑہین اور سب مین یہی دیکھا کہ جس شخص نے مشیت مین سے کسی چیز کو اپنی ذات سے منسوب کیا اوسنے کفر کیا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے بعض آسمانی کتابون مین فرمایا ہے کہ اے فرزند آدم یا میرے کتنے احسان تجھپر ہین مگر میرا جو حق تجھپر واجب ہے اوسکو تو نے انجام نہین دیا۔ مین تجھے یاد کرتا ہوں اور تو مجھے بھول جاتا ہے۔ مین تجھے بلاتا ہون اور تو مجھسے بھاگتا ہے۔ میری بھلائیان تجھپر اوترا کرتی ہین اور تیری برائیان میرے پاس آیا کرتی ہین

اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے علمار کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اہل دنیا سے دنیا حاصل کرنے کے
لئے اپنا علم انکو دیتے ہین اسلئے وہ انکی اہ ولوں میں حوار ہو گئے ہیں اور یہ اُنکے علم کی
وجہ سے زاہد بنگئے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - انکا مقولہ ہے
کہ جس شخص کا پیٹ جنگلوں میں کا ایک جنگل ہو وہ کیونکر زہد کے قابل ہو سکتا ہے - اور
کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری عز اسمہ سے کہا کہ خداوندا لوگوں کو میری
بدگوئی سے باز رکھ - اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسکو کسی کے لئے کرنے والا
ہوتا تو اپنے لئے کرتا - اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ سب سے جلد تر
گزرنے والے وہ ہونگے جو میرے حکم پر راضی رہتے اور اُنکی زبانیں میرے ذکر سے
تارہ رہتی ہیں - انکا قول ہے کہ خدا کے ساتھ شرک کرنے کے بعد سے بڑا گناہ انسان
سے مکر و فریب کرنا ہے - اور جب آدمی روزہ رکھتا ہے تو اُسکی بصارت کم ہو جاتی ہے
اور جب میٹھی چیز سے افطار کرتا ہے تو بینائی اپنی حالت پر آجاتی ہے - اور جنمے عبادت
کی اُسکی قوت بڑھی اور جسنے کاہلی کی اُسکی سستی بڑھی - اور عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں
سے کہا کہ مین تمسے سچ کہتاہوں کہ جو کی روٹی کھانا اور صاف پانی پینا اور ایسے کوڑے پر
جہاں کتے لوٹتے ہوں سو رہنا اُسکے لئے بہت ہی جو مرنے والا ہو اور انکا مقولہ ہے کہ ایمان برہنہ ہے
اور پرہیزگاری اسکا لباس اور حیا اسکی زیبائش ہے - انہوں نے بیس سال عشاء کے وضو سے
صبح کی نماز پڑھی سنہ ۱۱۲ھ ایکسو چودہ ہجری مین صعاریس دار عقبیٰ کی راہ لی -

(۶۶) میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ کسی شخص کا خدا کی معصیت کو بُرا سمجھنا اس سے بہتر ہے کہ طاعت

کی کثرت کے ساتھ اُسمیں گناہ کی طرف رجحان ہو۔ ایکمرتبہ یہ حسن بصریؒ سے ملنے کو گئے۔
اُنہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو چھ برس کی لڑکی نکلکر آئی اور اُسسے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ میموں
بن مہران۔ لڑکی نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے کاتب؟ (پرائیوٹ سکرٹری) اُنہوں
نے کہا کہ ہاں۔ لڑکی نے کہا کہ اسے بدبخت اس بُرے زمانہ تک تو کیوں زندہ رہا۔
اسکو سُنکر یہ رونے اور مرغ بسمل کیطرح تڑپنے لگے حسن بصریؒ اسکے رونے کی آواز
سنکر باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ بھائی جان تمپر کوئی الزام نہیں ہے۔ ان سے کسی
نے کہا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایسے گھروں میں بیٹھتے اور دروازے بند
کر دیتے ہیں یہانتک کہ ہماری روزی ہمارے پاس آجاتی ہے۔ اسپر اُنہوں نے کہا کہ یہ
بیوقوف لوگ ہیں اگر انکو ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا یقین ہو تو ایسا کر سکتا ہے
انکا قول ہے کہ انبیاء اولوالعزم نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔
یہ کہتے تھے کہ اسے قرآن والو قرآن کو مال تجارت بناکر اسکا نفع دنیا میں تلاش نہ کرو
دنیا کو دنیا سے تلاش کرو اور آخرت کو آخرت سے۔ یہ اپنے اصحاب سے کہتے تھے
کہ میری جو بات ناپسندیدہ ہو اُسکو میرے مُنہ پر کہدیا کرو اسلیئے کہ آدمی جبتک کہ اپنے
بھائی کے مُنہ پر نہ کہدیا کرے اُسکا ناصح نہیں ہوتا۔ یہ کہتے تھے کہ بزرگان سلف جب
کسی شخص کو سوار اور اُسکے پیچھے کسی کو دوڑتے دیکھتے تو کہتے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے
تو بڑا ظالم ہے۔ انکا قول ہے کہ دو بھائیوں میں جب دوستی مستحکم ہو گئی تو دونوں کے
باہم ملنے میں زمانہ کی دوری سے کچھ حرج نہیں آتا۔ انکی لونڈی کے ہاتھ سے اسکے سرپر
شوربا گرا جس سے انکا سر جل گیا۔ وہ لونڈی نہایت ہی خوف زدہ ہوئی۔ مگر اُنہوں نے کہا
کہ تو کچھ خوف نہ کر۔ تو خدا کے لیئے آزاد ہے۔

(۶۷) ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ جو یاروں غیر حلال کیطرف چلے ہیں اُن سے مجھے کعبہ کے گرد پھرتے شرم آتی ہے جو جائے کہیں اس سے کعبہ کے اندر یا حجر اسود کے قریب چلوں۔ ایکبار انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا کہ فلاں آدمی متقی ہے تو کہا کہ ہائے تو نے کبھی متقی کو دیکھا بھی ہے متقی کی نشانی یہ ہے کہ جو وقت جسم کا ذکر سے اوسکی روح نکلجاوے۔ یہ رات کو جب نماز پڑہتے تھے تو اسکے پڑوسی اکی نماز کی تسبیح سنتے تھے۔ اور جب یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتے تھے تو مرغ بسمل کیطرح تڑپتے تھے یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اوسکے سوا کسی اور شے سے ڈروں۔ انکا قول ہے کہ اس زمانہ میں ایسے گھر والے جو حلال کی ایک روٹی بھی اپنے دسترخوان پر رکھتے ہوں کمیاب ہیں۔ اور جب تک آدمی کا قلب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ نماز میں ہے گو وہ بازار میں کیوں نہ ہو اور اگر اُسکے دونوں ہونٹھ بھی ہلتے ہوں تو وہ اور بھی اچھا ہے۔ اور کہتے تھے کہ تم میں اور اُن لوگوں سے کیا فرق ہے جنکی طرف دنیا نے رُخ کیا اور وہ اُس سے بھاگے اور تم سے تو اُسنے پیٹھ پھیری ہے اور تم اُسکے پیچھے پڑے ہو اور تم میں سے کسی شخص کو ظاہر میں اللہ تعالیٰ کا دوست اور باطن میں اُسکا دشمن ہونا چاہیے

(۶۸) ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہوں نے سنہ ۹۲ ہو سے ہجری میں حجاج کی قید کے اندر قید حیات سے رہائی پائی۔ اسکے قید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ حجاج نے ابراہیم نخعی کو طلب کیا۔ مگر بلانے والا انکے

پاس آیا اور اُسنے کہا کہ میں ابراہیم کو بُلانے آیا ہوں۔ اُنھوں نے کہا کہ ابراہیم تو میں ہی ہوں
لیکن بُلانے والے کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ ابراہیم تیمی ہیں۔ حجاج نے اُنکو ایسے قید خانہ میں جس کا
نام تاریکی کے باعث دیماس تھا قید رکھنے کا حکم دیا وہاں اُنکے لیے نہ دھوپ سے
آڑ تھی اور نہ سردی سے بچاؤ اور دو دو آدمی ایک ایک زنجیر میں بندھے ہوئے تھے۔
اس وجہ سے اُنکا مزاج بگڑا اور یہ مر گئے۔ اور حجاج نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے
کہ آج شب کو تیری قید میں اہل جنت میں سے ایک شخص نے قضا کی ہے چنانچہ اُسنے
کہا کہ دیکھو تو کون مرا ہے۔ لوگوں نے دیکھا تو ابراہیم تھے۔ حجاج نے کہا کہ یہ شیطانی
خواب ہے اور اُنکی لاش کو گھورے پر پھکوا دیا۔ اُنکا قول ہے کہ علم میں سے خوف خدا
کافی ہے اور جہل میں سے اپنے عمل پر غرور بس ہے یہ کہا کرتے تھے کہ لالچ مجھے مدتیں
معلوم کیسے بسر لے گئے۔ ان سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کو پند ونصائح کریں تو آپ کو
ثواب ہو۔ اسکے جواب میں اُنھوں نے کہا کہ ثواب کی امید میں کہیں اوٹھے وبال میں
نہ پڑجاؤں میں بغیر اسکے ہی نجات پاجاؤں تو غنیمت ہے۔ اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم ایک مہینے تک
بغیر کچھ کھائے ہوئے رہتے ہو تو کہا کہ ہاں دو مہینے تک۔ اور میں نے چالیس رات سے
انگور کے ایک دانہ کے سوا جو میری بیوی نے مجھے دیا تھا اور جسکو میں نے کھا کر فوراً اُگلدیا
تھا کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی شخص کو پہلی تکبیر میں سستی کرتے
دیکھو تو اوس سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

ف دیماس وبکسر جاۂ زشت تاریک وگلس وحمام منتہی الارب ۱۲

(۶۹) ابراہیم بن یزید نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے کہ جب وہ ایک جگہہ جمع ہوتے
تھے تو اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنے پاس کی عمدہ ترین چیز کا ذکر کرے
اور کہتے تھے کہ اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ بیمار سے جب پوچھا جاوے کہ تمہارا مزاج
کیسا ہے تو کہے کہ اچھا ہے اور پھر اپنی شکایت کو بیان کرے۔ انکا قول تھا کہ ایمان کے
بعد بندہ کو جو چیزیں ملتی ہیں اُنمیں سب سے افضل ایذا پر صبر کرنا ہے۔ یہ اپنے اعمال کو چھپاتے
اور شہرت سے بچا کرتے تھے یہانتک کہ کبھی ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔
اور کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے جو قرآن کی تفسیر کرتے ڈرتے تھے
اور اب جو شخص چاہتا ہے تفسیر کرنے کو بیٹھ جاتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ مین کسی علم مین گفتگو
کئے ہوتا۔ اور جس زمانہ مین میں فقیہ ہوا ہیک وہ بُرا زمانہ تھا۔ یہ اس بات کے قائل
تھے کہ نصرانی کو سلام کرنے میں کچھہ مضائقہ نہیں ہے اگر تمکو اُس سے کوئی کام ہو یا تمسے
اُس سے جان پہچان ہو مین کہتا ہون کہ سلام سے (واللہ اعلم) مراد یہ ہے کہ نصرانی
سے مثلاً اسطرح کے جملے کہے کہ تمہارا مزاج کیسا ہے نہ کہ اُسکو السلام علیک
کہے اسلئے کہ سلام اُسی شخص کو کیا جائیگا جسنے راہ راست کی پیروی کی ہے۔ اور یہ بھی
احتمال ہے کہ نخعی رضی اللہ عنہ کا یہ مسئلہ اس اصول پر مبنی ہو کہ جب دو حرام باہم ایک دوسرے
کے خلاف ہون تو خفیف تر کا ارتکاب کرنا جائز ہے یا دو بھلائیاں ایک دوسرے کی ضد ہوں
تو سب اعلیٰ کی تعمیل ناممکن ہو تو ادنیٰ پر عمل کرنا چاہئے واللہ اعلم۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی آدمی
ایک کلمہ بھی اس لیئے کہتا ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو وہ جہنم میں بھیجا جاتا ہے

تو اُس شخص کا کیا حال ہوگا جسکے وعظ کیلئے بیٹھنے کی ابتدا سے فارغ ہونے تک بیت ہی ہے
ہو اکی عادت تہی کہ جب کسی جانور کو کسی مقام تک سوار ہوکر جانے کے لیئے کرایہ کرتے تھے
اور دائیں یا بائیں جانب کوڑا گرتا جاتا تہا تو اُتر کر اُسکو اُٹھا لیتے تھے اور جانور کو پھیرتے نہ
تہے اور کہتے تھے کہ جانور کو سیدہے یوں جانے کے لئے کرایہ لیا ہے نہ دوں جانے کے
لئے ۔ اور کہا کرتے تہے کہ آدمی کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ دین یا دنیا کے متعلق اُسکی
طرف اونگلیاں اُٹھیں مگر جسکو اللہ تعالی محفوظ رکھے ۔ یہ زعفران یا کسم سے رنگا ہوا کپڑا
پہنتے تہے تاکہ دیکھنے والا یہ نہ سمجھے کہ عالموں میں سے ہے یا مالکوں میں سے ۔ سنہ ۹۵
ہجری میں راہی عالم جاودانی ہوئے ۔

(۷۰) عون بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ

یہ کہا کرتے تہے کہ ہر شخص کے اعمال میں سے ایک عمل نکہ بیان ہوا کرتا ہے
اور میرے اعمال کا نکہ بیان اللہ تعالی کا ذکر ہے ۔ انکا قول تہا کہ یہ غرور تیرے لیئے
کیا کم ہے کہ جو شخص تجھسے کم ہے اُس سے تو اپنے آپ کو اچھا جانتا ہے ۔ اور کہتے تہ
کہ غرور سب سے پہلا گناہ ہے جسکے ذریعہ سے اللہ کی نافرمانی کیگئی ہے ۔ اسکے یار و اصحاب
ایک دن صحرا کیطرف گئے تو دیکھا کہ یہ گرمی کے زمانہ میں سوے ہیں اور ابر ان پر سایہ
کئے ہوئے ہے انہوں نے بیدار ہوکر ان سے قسمیں لیں کہ میرے مرنے تک کسی
سے اسکو نہ کہنا ۔ انکا قول تہا کہ جو شخص لوگوں کو بُرے کام کرتے دیکھے اور اُنکو بدلنے کی قدرت
نہ رکھے اُسکے لیئے رہائی کی راہ یہ ہے کہ لوگوں سے کنارہ کرے اور یہ اُن کی سرزمین
سے بھاگ جانے سے آسان تر ہے ۔ یہ کہا کرتے تہے کہ ذکر کی مجلسیں دلوں کو صیقل

کریوالی اور تشادسیئے والی ہیں۔ یہ کبھی نسر اور کبھی صوف پہنا کرتے تھے اور لوگوں سے اسکی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ نسر تو اسلیے پہنتا ہوں کہ شان و شوکت والے میرے پاس بیٹھنے سے شرمائیں اور صوف اس سبب سے کہ غربا میرے ساتھ بیٹھنے سے جو شرمائیں اور کہتے تھے کہ جو شخص اپنے نفس پر نفاق کی تہمت دھرتا ہے اُسمیں نفاق نہیں ہے۔ جب کبھی انکا غلام یا خادم انکی مخالفت کرتا تھا تو یہ کہتے تھے کہ تو ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا تیرا آقا اپنے آقا کے ساتھ ہے۔ انکا قول ہے کہ تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ بندہ علم کی زیادتی سے سیر ہو اور ایک گروہ نے جو زیادہ علم کی جستجو چھوڑ رکھی ہے اُسکا سبب یہ ہے کہ جو علم اُنکو حاصل ہو چکا ہے اُس سے انھوں نے بہت کم فائدہ اُٹھایا ہے۔ یہ کہتے کہ اگر تم موت اور اُسکی رفتار کو دیکھتے تو امید و محبت دیدار کو دشمن سمجھتے۔ انکا مقولہ تھا کہ جسنے اپنے پیٹ کو حفاظت میں رکھا اُسنے اپنے تمام اعمال صالحہ کی حفاظت کی۔

(۱۷) سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روتے روتے انکی آنکھیں چندھی ہو گئی تھیں۔ رمضان میں مغرب و عشا کے درمیان قرآن ختم کرتے تھے۔ اور کعبہ کے اندر جا کر ہر رکعت میں ایک ختم کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہر گناہ کبیرہ ہے۔ اور کہتے تھے کہ میں جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہوں تو اپنے نفس کو حقیر سمجھکر اُسکو منع کرتے شرماتا ہوں۔ انکے پاس ایک مرغ تھا جسکی بانگ پر یہ اُٹھا کرتے تھے۔ ایک رات اُسنے بانگ نہ دی تو یہ سوتے رہگئے اور وظیفہ کے لئے نہ اُٹھے اسلیے اُس مرغ کے لئے بددعا کی اور وہ فوراً مر گیا اُس دن سے اُنھوں نے ارادہ کر لیا کہ اب سے کسی چیز کے لئے بددعا نہ کروں گا۔ انکا قول تھا کہ دعا کی حلاوت اُسکی قبولیت کی علامت ہے

سے حجاج نے انکو گرفتار کیا تو کہا کہ میں اپنے آپ کو مقتول ہی نظر آتا ہوں۔ قید خانہ میں
ایکی لڑکی آئی اور اکے بالوں میں بیڑیاں دیکھکر رونے لگی اورجسوقت یہ قتل ہونے کو بلائے
گئے تو وہ لڑکی بیوٹ کر رونی اور ہائے ابّا کہکر چلائی۔ انہوں نے کہا کہ میری بیماری بیٹی ساٹھ
برس کے بعد تیرا باپ جی کر کیا کرتا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہی
ذاکر ہے اور جسنے اسکی نافرمانی کی وہ ذاکر نہیں ہے گو کثرت سے تسبیح خوانی اور قرآن کی تلاوت
کرے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عابد کون ہے انہوں نے کہا کہ وہ شخص جسنے
گناہوں کا ارتکاب کیا اور پھر اُس سے توبہ کرلی اور جب کبھی اپنے گناہوں کو یاد کیا تو اپنے عمل
کو ہیچ سمجھا انکا معمول تھا کہ صبح بیدار ہوتے ہی اللہ کے ذکر کے سوا کوئی بات نہ کرتے تھے
جبتک کہ فجر کی نماز نہ پڑھ لیں۔ حجاج نے جسوقت انکا سر کاٹا دو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اور
تیسری مرتبہ بھی کہنا شروع کیا تھا مگر اسکو پورا نہ کرسکے۔ جب یہ ٹھہر گیا کہ کل یہ قتل ہوجائینگے تو انہوں
نے نگہبانوں سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ مرنے کا سامان کرکے کل آجاؤں اور نگہبانوں کی
آپس میں اس بات سے کہ مبادا یہ بھاگ جائیں جھگڑا ہوا مگر اُنہیں انکی راستبازی غالب آئی
اور اُن لوگوں نے انکو چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ صبح کو آگئے اور قتل کے لئے حجاج کے سامنے لائے
گئے اور نطع بچھایا گیا اور جلاد آیا اور نطع پر یہ ذبح کئے گئے۔ انہوں نے مرنے سے پہلے کہا تھا کہ
خدایا میرے بعد حجاج کو کسی پر دسترس نہ ہو۔ اور ہوا بھی یہی کہ انکے بعد حجاج ہمدروز سب روز
رہا اُسکا پیٹ سڑا جاتا تھا اور جب تک زندہ رہا چلا چلا کر یہی کہتا رہا کہ سعید بن جبیر میرا پیچھا
نہیں چھوڑتا جب سونا چاہتا ہوں میری ٹانگ پکڑتا ہے۔ سعید بن جبیر نے ۹۵ھ میں ۵۷ برس کے
ہجری میں زندگی جاوید حاصل کی۔

(۷۲) عامر بن شراحیل شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہہ ایک شخص کے پاس سے گذرے جو اکی غیبت کر رہا تہا تو انہوں نے یہ شعر پڑہا ؎

عنیا مریا غیر داء مخامر لعزۃ من اعراضنا ما استحلت

کیا ہے ہاتہہ اگر صاف آبرو پہ میری خدایا اُس ستمگر کو نہ یہ لگ جائے

یہ کہا کرتے تہے کہ دیکہو دین میں قیاس کرنے سے حذر کرو کیونکہ جسنے قیاس کیا اُسنے دین میں کچہہ بڑہا دیا۔ انکا قول تہا کہ مجہے مکہ مین قیام کرنے سے حمام میں قیام کرنا زیادہ پسند ہے۔ سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مکہ کی عظمت اور اُس میں گناہ سرزد ہونیکی حرمت کے سبب اُنکا ایسا خیال تہا۔ یہ کہا کرتے تہے کہ بدکار عالموں اور عبادت کرنے والے جاہلون سے بچتے رہو کیونکہ ہر فساد مین پڑنے والے کے لئے دونون فتنے ہین۔ یہ کہتے تہے کہ جمل کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے صرف چار آدمی موجود تہے علیؓ عمارؓ۔ طلحہؓ۔ اور زبیرؓ۔ اور اگر کوئی پانچوین کو بتادے تو میں جہوٹا ہون۔ ایکمرتبہ کسی نے انکو فقیہہ کہکر پکارا تو کہا کہ مین نہ فقیہہ ہوں اور نہ عالم ہم تو اُن لوگوں مین سے ہیں جنہوں نے کوئی حدیث سنی ہے اُسکو جیسا سنا ہے ویسا تمسے بیان کردیتے ہیں فقیہہ وہ ہے جو خدا کے محارم سے پرہیز کرتا ہے اور عالم وہ ہے جو نے دیکہے خدا سے ڈرتا ہے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ زمانہ دراز تک لوگوں نے دینداری کے ساتہہ زندگی بسر کی یہانتک کہ دینداری رخصت ہوگئی اسکے بعد بہت عرصہ تک لوگوں نے مروت کے ساتہہ زندگی بسر کی یہانتک کہ وہ بہی نہ رہی تب بہت دنوں تک لوگوں نے حیا کے ساتہہ گذران کی اور وہ بہی نہ رہی تو خواہش و خوف میں دن کاٹے اور اسکے بعد عنقریب وہ زمانہ آئیگا جو اس سے زیادہ سخت ہوگا۔ کہتے تہے

کہ کاش مین نے کوئی علم سیکھا ہوتا اور میری آرزو یہ ہے کہ دنیا سے کورا جاؤں نہ لیا
پڑے نہ دیا اسکا قول تہا کہ ایک زمانہ سے جس مین رویا تو اوس رونے کے لئے مجھے رونا پڑا
یہ کہا کرتے تھے کہ میں ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے جو عقل و زہد والون کے سوا کسی کو علم نہ
سکہاتے تہے اور آج ایسے ہی لوگون کو علم سکہاتے ہین جمین نہ عقل ہے نہ زہد ستانوے
سال کی عمر مین بمقام کوفہ ۱۰۴ھ ایکسو چار ہجری میں جنت کی راہ لی۔

(۳۷) ماہان بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہا کرتے تہے کیا تم میں سے کسی کو شرم نہیں آتی کہ اوسکا چاروا اُس سے زیادہ خدا
کا ذکر کرنیوالا ہو اور اللہ اکبر سبحان اللہ۔ اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کسی دم موقوف نہین کرتے
تہے۔ جب حجاج نے اپنے دروازہ پر انکو سولی پر چڑہایا تو سولی پر چڑہے ہوئے تکبیر تسبیح
و تہلیل کہہ رہے تہے اور ہاتہہ کی انگلیون کو شمار کے لئے موڑتے جاتے تہے یہان
تک کہ ۱۹ انیس تک پہونچے اور اس حالت مین انکو نیزا مار اگیا۔ ایک مہینے تک
یہ سولی پر چڑہے رہے۔ قوم صوفیہ کے اعمال کی نسبت ان سے کسی نے پوچہا تو کہا کہ
اونکے اعمال تہوڑے تہے مگر دل سلیم تہے۔

(۳۸) ربیع بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تہے کہ اپنے آپ کو آرام کا خوگر نہ بناؤ ورنہ کل بدبختی آجائے گی۔ یہ کہتے
تہے کہ اگر تم سے ہو سکے کہ گمنام رہو۔ تو بھی کرو دنیا خراب ہوگئی ہے گوشہ نشینی کے سوا اور کوئی
چارہ نہین ہے اسکا قول تہا کہ بہوک قلب کو صاف کرتی ہوا و حرص کو مارتی اور علم پیدا کرتی ہے۔

شدت کی گریہ میں نہایت کثرت سے رو رو کر رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ کبھی نہ ہنسو نگا جبتک کہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ جنت کی طرف جاتا ہوں یا دوزخ کی طرف۔ چنانچہ جس شخص نے انکو غسل دیا تھا اُسنے خبر دی کہ برابر تختہ پہ مسکراتے اور یہ کہتے رہے کہ پروردگار کریم کے پاس آیا ہوں۔ ۱۲۰ھ اکسوچار ہجری میں انکی بہار زندگی خزاں موت کے ہاتھوں تاراج ہوئی۔ انکے پاس بہت کچھ مال تھا مگر انہوں نے سب اپنے دوستوں پر خرچ کر ڈالا تھا۔ انکے ایک دوست کا بیان ہے کہ ایک دن میں انکے پاس گیا تو دیکھا کہ مٹی کے بڑے پیالہ میں آٹا گوندہ رہے ہیں اور آنسو جاری ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ جب میری دولت ٹھہر گئی تو احباب نے جفا کی۔ واللہ اعلم۔

(۷۵) طلحہ بن مصرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ مومن پر ربیعہ و مضر سے زیادہ تعداد میں شیطان جمع ہو کر حملہ کرتے ہیں اور یہ پرہیزگار اور زاہد تھے۔ ایک دن کسی کی لونڈی انکے گھر آگ لینے آئی تو انکی بیوی نے اُس سے کہا کہ تو اسی دیر تک ٹھیر کہ تیری سیخ پر میاں کے افطار کے لئے سکھایا ہوا گوشت بھون لوں یہ گوشت جب انکے سامنے آیا تو انہوں نے اسکو ہاتھ نہ لگایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اُس لونڈی کے روک رکھنے اور اُسکی سیخ پر گوشت ہونے کی اُسکی مالکہ سے اجازت حاصل کر لو تب میں اسکو کھاؤں گا۔ انکی روش یہی تھی کہ جب لوگ انکو انکے کسی

ع ۵ ربیعہ جسکو ربیعۃ الفرس بھی کہتے ہیں اور مُضر جسکو مضر الحمراء کہتے ہیں دونوں برادر معد بن عدنان کے بیٹے اور دو بڑے بڑے قبیلوں کے باپ تھے۔ یہ دونوں قبیلے عرب میں کثرت تعداد کی وجہ سے ضرب المثل تھے۔ مترجم

ہمعصر پر فوقیت دیتے تو یہ جا کر اُس سے سن لیتے اور اُسکے روبرو مؤدب بیٹھتے تاکہ لوگوں کا یہ وہم کہ یہ اُس سے علم میں زیادہ ہیں دور ہو جائے۔ اور جب انکے سامنے مسائل کے اختلاف کا ذکر ہوتا تو یہ کہتے کہ "اختلاف" نہ کہو بلکہ "وسعت گنجایش" کہو۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے کہ اگر تم اُنکو دیکھتے تو تمہارے جگر کباب ہو جاتے اور ہم اپنے آپ کو اُنکے مقابلہ میں چوٹے معلوم ہوتے تھے۔ انکا قول تھا کہ عتاب باہمی دشمنی کا بیج ہے اور عتاب کینہ سے بہتر ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے سے کم عقلوں کی تعظیم کیا کرو کیونکہ اسمیں ننگ و عار اور عذاب و مار دونوں سے بچاؤ ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب کوئی شخص تمسے معذرت کرے تو خندہ روئی کے ساتھ اسکو مان لو البتہ اُس صورت میں کہ اُس سے قطع تعلق کرنا اللہ تعالیٰ کی قربت ہو۔ ۱۱۲ھ ایکسو بارہ ہجری میں عالم بالا کا سفر اختیار کیا۔

(۷۶) زبید الیامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پرہیزگار زاہد و رعب دار تھے انکو دیکھکر ہیبت سے آدمی کا دل دہل جاتا تھا۔ انہوں نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی اپنے لئے اور دو تہائیاں اپنے دو بھائیوں کے لئے۔ چنانچہ یہ اپنا حصہ پورا کر کے آتے اور پاؤں سے بھائی کو ٹھکراتے تو دیکھتے کہ وہ کاہلی کرتا اور یہیں اٹھتا ہے تب اُس سے کہتے کہ تم سو رہو میں تمہارے بدلے جاگتا ہوں۔ اسیطرح دوسرے بھائی کے پاس آتے اور اُس سے اُٹھنے کو کہتے مگر اسکو بھی سست پاکر اُس سے بھی کہتے کہ تم آرام کرو میں تمہارا کام کر رہا ہوں۔ اسطرح یہ ساری رات قیام میں گذارتے تھے ۱۲۲ھ ایکسو بائیس ہجری میں قبر میں جا کر سوئے۔

(۷۷) منصور بن المعتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جسوقت منصور کہڑے ہوئے نماز پڑہا کرتے
تھے اسوقت اگر تم اونکو دیکھتے تو کہتے کہ یہ اسیوقت مرجائینگے اِن کی ڈاڑہی انکے سینہ سے
چپکی ہوتی تہی۔ اور رات کو اپنے مکان کی چہت پر کہڑے ہوئے نمازین پڑہا کرتے تہے جب
یہ مرگئے تو انکے پڑوسی کی لڑکی نے اپنے باپ سے پوچہا کہ ابّاجان وہ ستون کیا ہوگیا۔ جو ہمارے
پڑوسی کی چہت پر تہا۔ اور اسکی وجہ یہ تہی کہ یہ لڑکی رات ہی کو کوٹہے پر جایا کرتی تہی ساٹھ برس
تک انہوں نے ونکو روزے رکہے اور رات کو کہڑے عبادت کیا کئے۔ اور رات بہر اسقدر
رویا کرتے تہے کہ اِن کے گہر کے لوگون کو اُنپر رحم آتا تھا۔ مگر جب صبح ہوتی تو آنکہوں میں سرمہ
لگاکر اور مُنہ پر تیل ملکر باہر نکلتے تاکہ لوگ سمجھین کہ سوکر رات کاٹی ہے اور اس طور پر لوگون سے
اپنے عمل کو چہپاتے تہے روتے روتے اِن کی آنکھین چُندہی ہوگئی تہین۔ ایک مہینے
تک قید رکہے گئے کہ قاضی کا عہدہ قبول کرین مگر راضی نہ ہوئے۔ لوگون نے کوفہ کے
حاکم سے کہا کہ اگر تم اِن کی بوٹی بوٹی بہی نوچ ڈالو گے تو یہ تمہارا قاضی ہونا قبول نہ کرین گے۔
مجبور ہوکر اوس نے اِنکو رہا کردیا اور بیڑیاں کٹوادین۔ اِنکی حالت یہ تہی کہ جو کوئی اِن کو دیکھتا وہ
وہی سمجہتا کہ آج ہی کل اِن پر کوئی سخت مصیبت آئی ہے نگاہین جہکی ہوئیں آواز پست
آنکھین تر ذرا سر ہلاؤ تو آنسوؤن سے آنکھین ڈبڈبا جائین ۱۳۲ھ ایکسو بتیس ہجری میں
دار فانی سے دار باقی کی طرف سدہارے۔ یہ کہا کرتے تہے کہ اگر بالفرض دنیا کو دوست رکہنے
کے سوا میرا اور کوئی بہی گناہ نہ ہو تو بہی مین جہنم ہی کا مستحق ہون۔ عالمون سے کہا کرتے
تہے کہ تم لذتین اوٹہاتے ہو علم کو سُن لیتے اور دوسرون سے نقل کردیتے ہو حالانکہ

علم سے مقصود عمل ہے اور اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے ہوتے تو دنیا سے بھاگتے کیونکہ
علم میں کوئی شے ایسی نہین ہے جو دنیا کی محبت پر دلالت کرتی ہو۔ اور کہتے تھے کہ دنیا
مین سب سے بڑا زہد لوگون سے ملنے میں پرہیز کرنا ہے۔ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ خدایا مجھے
نہ مال دے نہ اولاد دے نہ گھربار دے نہ خدمتگار دے اور جو چیز تو نے ایسی دی ہو جسکو
تو ناپسند فرماتا ہے اوسکو مجھہ سے لے لے۔

(۷۸) سلیمان بن مہران اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بادشاہان و اُمرا زمانہ ان کی مجلس مین سب حاضرین سے ذلیل تر تھے اور ان کی
حالت یہ تھی کہ ایک روٹی کو محتاج تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جسکا کوئی عہد ہو اُسکا عہد کا توڑنا
ہی عہد کا پورا کرنا ہے۔ یہ جب سوتے سے اوٹھتے تھے اور پانی پاس میں نہ ہوتا تھا تو دیوار
پر ہاتھہ رکھہ دیتے او تیمم کرلیتے اور پانی ملنے پر وضو کرتے تھے تاکہ طہارت محفوظ رہے اور
کہتے تھے کہ مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ مبادا بے وضو مرجاون کیونکہ موت کا کوئی وقت مقرر
تو ہے ہین اور تقریباً ستر برس تک پہلی تکبیر ان کے ہاتھہ سے نہ گئی۔
یہ کہا کرتے تھے کہ تم مین سے جو شخص اللہ تعالیٰ کا گناہ کرتا ہے کیا اوس کو یہ ڈر ہیں لگتا کہ
مبادا اس گناہ سے دہواں اوٹھے اور لوگوں کے سامنے اوس کو روسیاہ کردے ان کا
قول تھا کہ جب لوگوں مین برائیاں آجاتی ہین تو برے لوگ ان پر حاکم ہوتے ہین اور یہ
لوگون سے کہا کرتے تھے کہ جب مین مرجاؤن تو کسی کو خبر نہ کرنا اور مجھے میرے رب
کی طرف لے جانا اور قبر مین ڈال دینا کیونکہ مین اس قابل ہین ہوں کہ کوئی میرے
جنازہ کے ساتھہ چلے۔ اور کہا کرتے تھے اگر میرا نفس میرے اختیار مین ہوتا تو مین اُس کو

جاسے ضرور میں پہینکدیتا۔

(۷۹) اُویس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تہا کہ جو شخص بغیر عمل کے حدیث بیان کرتا ہے وہ فقیہہ نہیں ہے۔ اور جس بندہ کے دل میں ذرہ برابر بھی نیکی ہوتی ہے اللہ اُسکی پردہ دری نہیں فرماتا۔ اور زبان کی درستی سے آدمیوں میں وقعت قائم ہوتی ہے اور دل کی درستی سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت۔ اور کہا کرتے تہے کہ مجہے اتنے سال ہوئے ہین کہ مینے بیوی کے پاس اور جاسے ضرور جانیکے سوا کوئی کام ایسا نہین کیا ہے جس سے آدمی شرماتا ہے یہ اپنا کوڑا مسجد میں لٹکائے رکہتے اور کہتے تہے کہ جانورون سے زیادہ کوڑے کا سزاوار میں ہون۔ اور جب انہیں سستی آنے لگتی تہی تو اپنی پنڈلیون پر کوڑے مارتے تہے۔ یہ بغداد کے دجلہ مین پانی پر چلتے تہے۔

(۸۰) مکحول دمشقی رضی اللہ عنہ

انکا قول تہا کہ جسے اللہ عزوجل کے ذکر میں شب بیداری کی وہ صبح کو اُسی دن جیسا ہوگیا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تہا۔ اور جب فضیلت جماعت مین ہے تو سلامتی گوشہ نشینی میں ہے۔ اور جب کسی امت مین پندرہ آدمی ایسے ہون جو ہر روز پچیس مرتبہ اللہ عزوجل سے بخشائش چاہا کریں تو اللہ تعالیٰ اُس امت پر عام عذاب کے ذریعہ سے مواخذہ نہ فرمائیگا۔ اور جس سے خوشبو آئیگی اُسکی عقل زیادہ ہوگی اور جس کے کپڑے صاف ستہرے ہونگے اُسکا رنج کم ہوگا۔

(۸۱) یزید بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی نصیحت تھی کہ جب کسیکی بات تم تک پہونچے اور وہ اُس سے انکار کرے تو تم اس انکار کو معتبر سمجھو اور جو خبر تمکو پہونچی تھی اُسکو غلط جانو۔ یہ کہتے تھے کہ ہم ہنستے ہی تھے کھیلتے ہی تھے دل لگی مذاق ہی کرتے تھے مگر جب اُس مقام پر پہونچے جہاں پیری پیروی ہونے لگی تو ان باتون کو چھوڑدینے کے سوا چارہ نہ رہا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جہاں فقیہہ نے ساوٹ کے ساتھہ گفتگو کی اُسکے دل سے خدا کا خوف رخصت ہوا۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدا کے لئے جسکو بھائی بنایا ہے اُسکی محبت کامل نہیں ہوتی جبتک کہ وہ باپ۔ ماں اور سگے بھائی سے زیادہ پیارا ہو۔ اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک خائفین کے لئے بیا پے آنسو بہانے سے اندرونی غم بہتر ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب عقل منتشر ہو جاتی ہے تو سوزش نہیں رہتی اور جب سوزش نہیں رہتی تو آنسو اُبلتے ہیں اور جب عقل ٹھیر جاتی ہے تو اپنے صاحب کو نصیحت کرنے کا قصد کرتی ہے پس اُسکو جلاتی ہے اسلیے وہ غمگیں ہوتا اور روتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مین تجھکو ایسا نہیں سمجھا کہ تیری توحید ہمارے دلوں مین ہو تو پھر عذاب کرے اگر تو نے ایسا کیا تو تو نے ہمکو اور اُس قوم کو جس سے ہمکو مدت سے تیرے ہی باعث عداوت ہے ایک ہی جگہہ دیکھا اور کہا کرتے تھے کہ علما جب علم سیکھتے تھے عمل کرتے تھے اور جب عمل کرتے تھے اپنے آپ مین مشغول رہتے تھے اور جب مشغول رہتے تھے لوگون کے ہاتھہ نہیں آتے تھے اور جب ہاتھہ نہیں آتے تھے تلاش کیئے جاتے تھے اور جب تلاش کیئے جاتے تھے بھاگتے تھے

انکی نصیحت تھی کہ جو شخص تجسے علم کا خواہاں ہو اُسکو کبھی علم عطا نہ کر دے کہتے تھے کہ ہمارے

پیران طریقت رضی اللہ عنہم نے دنیا کا نام "دنی" رکھا ہے اور اگر اون کو اس سے بھی کوئی بدتر نام ملتا تو وہی رکھتے اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کے چھوٹے بڑے سب علما اس خوف سے کہ کہیں چال مین تبختر نہ آئے پا ئے ہاتھ مین عصا لیکر چلتے تھے۔

(۸۲) کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا قول تھا کہ کسی بندہ کی تعریف زمین مین جبتک نہین پکڑتی جبتک کہ آسمان مین جڑ نہ پکڑے اور کہا کرتے تھے کہ اپنے گھرون کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روشن کیا کرو جیسا اپنے دلونکو اوس سے منور کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ لوگونپر ایسا زمانہ آئیگا جس مین پوچھا پاچھی کی کثرت ہوگی اور جو شخص اوس زمانہ مین مسئلے پوچھا کرے گا اوس کے لئے وہ سزاوار ہونگے۔ اور کہتے تھے کہ جس شخص کو جہنم کیطرف لیجائیں گے اوسکا منہ سیاہ ہوگا پاؤن میں بیڑیاں ہون گی اور گردن مین طوق مگر جو شخص اس امت کا ہوگا اوسکو جہنم کی طرف اوس کی اصلی رنگت کے ساتھ لیجائیں گے اوس کا منہ سیاہ نہین کیا جائے گا اسلئے کہ اونھون نے اوس سے دنیا میں سجدہ کیا تھا اور کہتے تھے کہ خلیل علیہ السلام "اوّاہ" اسوجہ سے کہلائے کہ جب دوزخ کا ذکر سنتے تو کہتے "آہ جہنم آہ جہنم" اور کہا کرتے تھے کہ عنقریب تم جاہلون کو اپنے علم پر تفاخر اور اسکے ذریعہ سے امیروں کے نزدیک فوقیت حاصل کرنے مین باہم اسی طرح رشک کرتے دیکھو گے جسطرح عورتین مردونکے بارہ مین کرتی ہیں پس انکو اپنے علم سے یہی حصہ ملے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ نماز کے بعد نماز جسکے بیچ مین کوئی بیکار بات نہو علیین مین ثبت ہوتی ہے انکا قول تھا کہ جبتک مردہ قبر مین رہتا ہے موت کی تکلیف نہین جاتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین عالم باقی کو سدھارے۔

(۸۳) عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رضی اللہ عنہ

جنگی کے شکار کو اس موسم میں جبکہ بچے ہوا کرتے ہیں ماں کی مامتا اور بچوں کی بیچارگی کے خیال سے انہوں نے مکروہ قرار دیا تھا۔ انکا قول تھا کہ کیسا بزرگ و برتر ہے وہ جسنے تجھے پیدا کیا اور ایسا بنایا کہ تو چربی کے ذریعہ سے دیکھتا ہڈی کے ذریعہ سے سنتا اور گوشت کے ذریعہ ● بات کرتا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہے جو قیامت کے دن بندہ کے روبرو لائی جائیگی بلکہ ایک ایک دن اور ایک ایک ساعت اُسکے سامنے پیش کی جائیگی پس جس ساعت مین اُسنے اللہ کو یاد نہ کیا ہوگا اُسکو دیکھکر حسرت سے اُسکے پرخچے اُڑجائینگے ایسی صورتمین اُسکا کیا حال ہوگا کہ گھڑیوں کے بعد گھڑیاں اور دنوں کے بعد دن یاد خدا کے بغیر گذرے ہونگے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمنے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے جو بیدار ہوئے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سب سے پہلے اپنی آخرت کے امور اور اسمین کہ اُنکو کہاں جانا ہے غور و فکر کرتے تھے اسکے بعد جاکر فقہ اور قرآن میں مشغول ہوجاتے تھے۔ یہ ۸۸ھ اٹھاسی ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۵۷ھ ایکسو ستاون ہجری میں دار عقبیٰ کو چل بسے۔ شہر بعلبک میں پیدا ہوئے اور شہر بیروت کے حمام میں رحلت کی۔ یہ حمام کے اندر تھے کہ حمامی دروازہ بند کرکے دوسرے لوگون کے ساتھ چلاگیا اور لوٹ کر آیا تو ان کو اپنے ہاتھ پر تکیہ لگائے قبلہ کیطرف مُنہ کئے مردہ پایا۔ اسکے پاس خلیفہ منصور آگیا اور اُسنے ان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ اُنہون نے کہا کہ رعیت مین سے کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اُن مصیبتون کی جو تو اُسکے سر لایا ہے اور اُن ظلمون کی جو

امیر تو نے کیے ہین شکایت ۔ کرتا ہو انکا قول تہا کہ بہائیون سے ملنا اور اہل اور مال کے ملنے سے بہتر ہے اور مال بچون مین سے جو بہاگ جائے وہ بہاگے ہوئے غلام جیسا ہے کہ جبتک لوٹ نہ آئے اللہ اوسکی نماز قبول فرماتا ہے اور نہ روزہ ۔ اور کہا کرتے تھے کہ لوگ جو کچھ میرے سامنے لاتے ہین اگر سکو مین قبول کیا کرون تو اونکی آنکھون مین ذلیل ہو جاون گا ۔

(۸۴) حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا معمول تہا کہ عصر کی نماز پڑہکر مسجد کے ایک گوشہ مین بیٹھکر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے ۔ یہ کہا کرتے تہے کہ جس نے رات کے قیام کو طول دیا اللہ تعالیٰ روز قیامت کے طول قیام کو اوسپر آسان کر دیگا اور جو شخص علم و عمل مین اخلاص برتتا ہے لوگ اس سے ضرور قرب ڈہونڈھتے ہین اور کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام ستر برس جنت سے نکالے جانے پر اور ستر برس اپنی چوک پر روتے رہے اور جب اون کا بیٹا قتل ہوا تو چالیس برس اوسکے لئے روئے اور سو برس تک مکہ مین مقیم رہے واللہ اعلم ۔

(۸۵) عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ہم عصر تہے ۔ انکا قول تہا کہ مومن کی مثال رحم کے بچہ کی سی ہے کہ باہر نکلنا نہین چاہتا اور جب نکل آیا تو پہر واپس جانا نہین چاہتا مومن کی بہی دنیا سے نکلتے وقت یہی حالت ہوتی ہے یہ کہا کرتے تہے کہ نان و نمک کو نہ چھوڑو کیونکہ اس سے گردون کی چربی پگہلتی اور یقین مین

زیادتی ہوتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ بندہ کی عمدہ ترین حالت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوس کی موافقت ہے۔ پس اگر دنیا میں طاعت کے لیئے اوس کو باقی رکھے تو وہ اسی کو پسند کرے اور اگر اسکو اٹھالے تو اسی پر خوش ہو جائے۔ اور ان کا قول تھا کہ جب بندہ کو دنیا مین سے کچھ عطا ہوا اور وہ کسی دوسری چیز کی خواہش کرے تو اللہ تعالیٰ اُس سے اپنے ساتھ کی خلوت کا لطف سلب کرلیتا ہے اور قرب کو دوری سے اور اُنس کو وحشت سے بدل دیتا ہے۔ اہون نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے چاشت کی نماز پڑہی تھی۔ واللہ اعلم

(۸۶) ابو بشر صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اوس عورت کی طرح روتے تھے جسکا بچہ مرگیا ہو اور بہاہون کی طرح ڈاڑہین مارتے تھے یہان تک کہ ان کے جوڑ بند جدا ہو جاتے تھے اور جب کبھی ان کی نظر کسی گورستان پر پڑتی تہی تو دو دو اور تین تین دن تک مخبوط رہتے۔ نہ بولتے تھے نہ چالتے تھے اور نہ کچھ کہاتے تھے نہ پیتے تھے۔ ان کو مردون کی باتین سنائی دیتی تہین اور یہ اونسے باتین کرتے اور وہ انسے نصیحت کی باتیں کرتے تھے۔

(۸۷) ابو المہاجر بن عمرو قیسی رضی اللہ عنہ

انکا نام رباح تہا۔ یہ کہتے تھے کہ میرے کچھ اوپر چالیس گناہ ہین جنمین سے ہر ایک کے لئے مینے خدائے عزوجل سے ایک ایک مرتبہ استغفار کیا ہے لیکن اسکی مغفرت اور درگذر کے سوا کوئی امید نہین ہے انکی نصیحت تہی کہ اپنے پیٹ کو

اپنی عقل پر دسترس نہ دو کیونکہ دنیا تھوڑے ہی دن ہے ۔ یہ ہمیشہ سدّ رمق ہی بھر کھاتے تھے
اور کہتے تھے کہ ذرہ برابر گوشت بھی چالیس دن تک دل کو سخت رکھتا ہے ۔ انکا قول تھا کہ
پہاڑوں کا اپنی جگہوں سے ٹل جانا اُس سے زیادہ آسان ہے کہ ریاست کی محبت نفس
مین مستحکم ہوجانے کے بعد دور ہوجائے ۔ اور کہتے تھے کہ خدا ایسے لوگون پر رحم کرے
کہ اپنے اُن بھائیوں کی جو قبروں میں سوتے ہیں محرابوں میں بیٹھے ہوئے زیارت کرتے
ہیں ۔ یہ شعبہ کیا کرتے تھے کہ دیکھو صرافوں کی دوکانوں پر نہ کھڑے ہوا کرو کیونکہ وہاں سود کا سودا
ہوتا ہے ۔ ان کا قول تھا کہ جب رفیق نے "میرا پیالہ" کہا تو وہ رفیق نہ رہا جبتک کہ "ہمارا
پیالہ" نہ کہے ۔ یہ کہتے تھے کہ جب موسیٰ و خضر علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو خضر
علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ علم اسلئے سیکھو کہ اُس پر عمل کرو نہ اسلئے کہ کسی اور کو
سکھاؤ کیونکہ تم گھاٹے میں رہوگے اور وہ فائدہ میں رہیگا ۔ اور کہتے تھے کہ جسطرح
کمزور نگاہیں آفتاب کیطرف نہین دیکھہ سکتیں اسیطرح شیفتگان دنیا کے دل حکمت کی
روشنی کیطرف نہین دیکھہ سکتے ۔ اور جب تک آدمی اپنی بیوی کو بیوہ کیطرح اور اپنی
اولاد کو یتیموں کی طرح نہ چھوڑ رکھے اور کتوں کی جگھون میں اپنا ٹھکانا نہ بنا دے اُسوقت
تک صدیقون کی منزلون تک نہیں پہونچ سکتا ۔ انکی غذا روٹی اور نمک کے سوا اور کچھ نہ تھی
اور اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تیرے سامنے پلاؤ قورمہ اور فرش دار آخرت
مین رکھا ہوا ہے ۔ اور کہا کرتے تھے کہ ذکر کی مجلسون اور اپنے مالک کے ساتھ حسن ظن
سے کبھی نہ چوکنا یہی دو نیکیاں بس کرتی ہین ۔



(۸۸) عطاء سُلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسپر علم اور خوف غالب تھا یہانتک کہ چالیس برس تک اپنے بچھونے پر پڑے رہے نہ اُٹھ سکتے تھے اور نہ گھر سے باہر نکل سکتے تھے۔ بڑے بڑے استادوں سے سنا ذین پڑھا کرتے تھے۔ ایکمرتبہ انہوں نے تنور کو گرم کرتے دیکھا تو بیہوش ہو گئے۔ تین تین شبانہ یوم لگاتار روتے تھے اور دم بھر کو انکے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اور جب روتے تھے تو انکے اردگرد اسقدر تری ہو جاتی تھی کہ لوگ اُسکا سبب وضو کو سمجھتے تھے حالانکہ وہ آنسو ہوتے تھے۔ اور جب کسی جنازہ کے ساتھ چلتے تو راستہ ہین بارہا اُنکو غش آجایا کرتا تھا۔ اور روتے روتے جانور کے اوپر سے نیچے گر پڑتے اور پھر سوار ہو جاتے تھے۔ اور جب لوگوں پر کوئی بلا یا مصیبت آتی تو کہتے کہ یہ سب عطاء کے سبب سے ہے کاش یہ مرگیا ہوتا تو لوگوں کو آرام ملتا۔

(۸۹) عتبہ بن ربان غلام رضی اللہ عنہ

انکا نام "غلام" اس سبب سے ہوا کہ عبادت میں گویا رہبان کے غلام تھے۔ سا اس سبب سے کہ کم عمر تھے۔ یہ کہتے تھے کہ میرے پاس عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص ہمیشہ اپنے قلب کی شرح بیان کیا کرتا ہے جنکو میں اپنے قلب میں مطلق نہیں پاتا۔ مینے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ تم روٹی کے ساتھ کھجوریں کھایا کرتے ہو انہوں نے کہا کہ کیا اسوقت مین کھجوریں چھوڑ دونگا وہ حالتین پیدا ہو جائینگی مینے کہا کہ ہان۔ اسپر عبدالواحد رونے لگے عتبہ کے بعض اصحاب

گورستانون اور میدانون میں رہا کرتے اور سمندر کے کنارہ کیطرف نکلجاتے اور وہین قیام رکہا کرتے تہے اور جب جمعہ آتا تہا تو بصرہ آتے نماز جمعہ مین شریک ہوتے بہرا پنے بہائیون کے پاس آتے تہے اونکو سلام کرتے تہے انپر اوداسی چہائی رہتی تہی اور اسبارہ مین لوگ اِن کو حسن بصری رضی اللہ کے مشابہ سمجہتے تہے جنگ روم میں ان کو شہادت نصیب ہوئی۔ نماز عشا کے بعد بہت ہی تہوڑا سوتے اور بہر صبح تک کہڑے عبادت کیا کرتے تہے۔ جمعہ کے سوا اور دنون مین کپڑے کے بیچے ہمدا پہنے رہتے تہے۔ اِنکا لباس دو ملگجے کمل تہے ایک کا تہبند باندہتے اور دوسرے کو اوڑہتے تہے اِن کا ایک گہر تہا جسپر قفل پڑا رہتا تہا اور صرف رات کو اوسے کہولتے تہے ان کی وفات کے بعد لوگون نے اوس کو کہولا تو اوس مین ایک قبر کہدی ہوئی۔ اور ایک لوہے کی بیڑی پائی۔

(۹۰) سفیان ثوری بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگون نے انکا نام "حدیث کے امیر المؤمنین" رکہا تہا سنہ ۹۷ھ ستانوے ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۵۵ھ ایکسو پچپن ہجری مین کوفہ سے نکلکر بصرہ آئے۔ اور یہین سنہ ۱۶۱ ایکسو اکسٹہ ہجری مین عالم ملکوت کو سدہارے۔ یہ اس امت کے بڑے عالمون عابدون اور زاہدون مین سے تہے۔ انکا قول تہا کہ جبتک آدمی بیس سال ادب میں صرف نکرے اُسوقت تک اوسکو علم اور حدیث کی جستجو کرنا سزاوار نہین ہے۔ اور جب علماے بگڑ جائین تو اونکی اصلاح کون کرے اور اونکا بگڑنا دنیا کی طرف جہکنا ہے اور جب خود طبیب ہی کو روگ لگا تو اوروں کی دوا کیونکر کریگا۔ اور جب عمامہ کا کوئی جز تالو کے نیچے نرہا تو وہ شیطان کا عمامہ ہے اور جو شخص قبل اسکے کہ اوسکو مجبوری ہو علم کا سردستہ بنکر بیٹہا

اوسکو ذلت نصیب ہوگی۔ یہ دو دو اور تین تین دن تک کچھ نہ کہاتے تہے حتٰے کہ
بہوک کا غلبہ انکے شغل عبادت مین خلل انداز ہوتا تہا۔ انہون نے عابدون مین سے
ایک شخص کو یہ خط لکہا تہا۔

"بہائی جان سنو! تم اوس زمانہ میں ہو جسمین ہوییسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب پناہ مانگا کرتے تہے حالانکہ جو علم اونکو تہا وہ ہمکو نہین ہے اور جیسی ثابت قدمی انہین
تہی وہ ہم مین نہیں ہے پہر جب ہمنے علم کی کمی صبر کی کمی اور نیکی مین مدد کرنیوالون کی کمی کی
حالتمین اوس زمانہ کو پایا جس مین فساد بہرا ہوا ہے تو ہمارا کیا حال ہوتا ہے۔ اسلئے
تمکو پہلے زمانہ کی روشش کو چہوڑنا نہین چاہیئے اور مضبوطی سے اوس پر قایم رہنا
چاہیئے۔ اور گمنامی اختیار کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ گمنامی ہی کا ہے۔ اور گوشہ
نشینی اور لوگون سے کم ملنے کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ پہلے لوگ جب
آپس مین ملتے تہے تو ایک دوسرے سے فایدہ حاصل کرتا تہا۔ اور آج یہ
بات باقی نہ رہی اس لئے اب لوگون کو چہوڑ بیٹہنے مین نجات ہے جیسا کہ
تم دیکہتے ہو۔ اور بہائی جان دیکہو اپنے آپ کو امیرون کے پاس جانے اور
کسی چیز مین اون سے خلا ملا کرنے سے بچاو۔ اور تم سے کہا جائے گا
کہ تم اون سے ملکر سعی سفارش کروگے کسی مظلوم کو بچا لوگے یا کسی
ظلم کو موقوف کرا دوگے مگر یہ سب شیطان کے دہوکے ہین۔ مولون نے
اس فقرہ کو امیرون سے نزدیک ہونے کی سیڑہی اور دنیا کو
شکار کرنے کی ٹٹی بنایا ہے"

یہ کہا کرتے تہے کہ اگر لوگونکی نسبت مجہے معلوم ہوتا کہ انکو علم سے خدا مقصود ہے

تو بھی اُسکے گہر دن مین جا کر علم سکھا تا مگر اُن کا مقصود تو اُس سے لوگون کا پرچانا اور یہ کہا ہے
کہ جل تہا سفیان (حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے) اور جب ان سے لوگ
کہتے کہ ہمسے حدیث بیان کیجیے تو اُن سے کہتے کہ مین تمکو حدیث سنے کے قابل
مانتا ہون اور نہ مین اپنے آپ کو حدیث بیان کرنے کے لائق اور میری اور تمہاری مثال
تو وہی ہے جو کہنے والے نے کہی ہے کہ رسوا ہوئے تو نیک سمگئے - اور انکا قول تہا
کہ جو تونے وسینے اور سمکلے تہا نے کو اگر تمنے ترک کردیا ہے تو اُنکے جھگڑون مین پڑ و
اور کہا کرتے تہے کہ اسوقت لوگون سے ایسی باتین ظہور مین آئی ہین کہ آدمی آرزو کرتا ہے
کہ اُس سے پہلے ہی مرگیا ہوتا تو خوب تہا اور ہمکو گمان نہ تہا کہ ہم اُنکے لیے زندہ رہینگے
اور مجھے یہ گمان نہ تہا کہ مین اس زمانہ تک زندہ رہونگا جسمین زندہ لوگوں کے ذکر سے دل مردہ
ہو جاتے ہین گے اور مردون کے ذکر سے دل زندہ ہو جاینگے اور کہا کرتے تہے کہ جدا یا چوپایون کو جو دیکھتا ہے
تو وہ اپنی خواہشون سے باز رہجاتے ہین مگر مین اپنے آپ کو دیکھتا ہون کہ تیری کتاب کو
دیکھکر اپنی خواہش سے باز نہین رہتا اور اسے بس وبر خرابی من یہ کہتے سنتے تہے کہ عیسی ابن
مریم علیہ الصلواۃ والسلام سے کسی نے کہا کہ مجھے نصیحت فرمایئے تو کہا کہ اپنی روٹی کو
دیکھ کہ وہ کہان سے آئی ہے - آن سے کسی نے کہا کہ فلان شخص مہدی[۱] کے پاس
جایا کرتا اور کہتا ہے کہ مین اُسکی بد اعمالیون سے بری ہون تو کہا کہ واللہ اُسنے جھوٹ کہا -
کیا اُسنے مہدی کی وہ فضول خرچیاں جو اُسکی پوشاک خوراک اور لوکروں چیلوں اور
سوارون کی دیکھی ہین نہین دیکھی ہین کیا اُسنے کبھی بھی اس سے کہا ہے کہ یہ

[۱] یہ عباسیہ کا تیسرا خلیفہ ابو جعفر منصور کا بیٹا اور ہارون الرشید کا باپ محرم ۱۶۹ھ مین اڑتالیس سال
کی عمر مین فوت ہوا - مترجم

تمکو جایز نہیں ہین یہ مسلمانون کے بیت المال کی ہیں۔ انکا قول تھا کہ چھٹیلے سائلون کا
حوصلہ کرنا ممکن نہیں ہے - اور کہتے تھے کہ مال ہمارے زمانہ میں مومن کا ہتیار ہے -
اور مین طالب علم کے لیے پسند کرتا ہون کہ خرچ سے فارغ البال ہو اسلئے کہ جب وہ
محتاج ہوگا تو بہت جلد اُس پر مصیبتین آئینگی اور فوراً اُس پر لوگوں کی زبانین کھلینگی اور وہ
ذلیل ہوگا۔ انکا قول ہے کہ شبہات مین والدین کی اطاعت نہین کرنا چاہیئے اور
کہتے تھے کہ علم تو اسلئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے اتقا کیا جاوے اور
اسی لئے اُسکو اورون پر فضیلت ہے اور اگر یہ ہوا تو اسمین اور دوسری چیزون میں کچھ فرق
نہیں ہے - اور بیمار کا اپنے بھائیوں سے بیماری کی شکایت کرنا اللہ عزوجل کی شکایت
نہین ہے - مہدی سے روورو کہتے تھے کہ ان ملازموں اور اپنے پاس
آمدورفت رکھنے والے فقیروں سے پرہیز کر تیری ہلاکت انہیں کے ہاتھوں پر ہے
یہ سب تیری روٹیاں کھاتے تجھسے روپے لیتے اور تیری خیانت کرتے اور تیری ایسی
تعریفیں بیان کرتے ہین جو تجھ مین نہیں ہیں۔ انکا قول تھا کہ امام عدل پانچ ہیں ابوبکر
عمر۔ عثمان - علی - اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم اور جو انکے سوا کسی اور کا نام لے
وہ حد سے گذرا ہوا ہے - لوگون نے ثوری رضی اللہ عنہ کے سارے لباس کی معہ جوتوں
کے قیمت لگائی تو ایک درہم اور چار دانگ نکلی۔ یہ کبھی صدر مجلس میں نہ بیٹھتے تھے
یہ دیوار کے پاس دوزانو بیٹھا کرتے تھے - انکا قول تھا کہ بادشاہ کو اچھے کام کرنے کا
حکم صرف اُس شخص کو دینا چاہیئے جو امرونہی کا عالم اور انکا ہمیشہ برتنے والا اور ان میں
میانہ روی اختیار کرنے والا ہو۔ ان سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابوعبداللہ لوگ
چلے گئے اور ہم بس ماندہ گدھوں پر رہگئے - اسپر ثوری نے کہا کہ یہ بھی بہت ہی اچھے

ہیں بشرطیکہ راہ پر ہوں - یہ کہا کرتے تھے کہ جب تمکو کسی علاقہ کی نسبت خبر ملے کہ وہاں
سستا سماں ہے تو وہاں جار ہو کیونکہ اس سے تمہارا دل ودین سلامت رہے گا اور
تردد کم ہو جائے گا - اور انکی نصیحت تھی کہ اگر تمہارا بھائی تمکو کھانے پر بلائے تو جب تک
کہ تم یہ نہ دیکھہ لو کہ اُسکے کھانے پر تمہارا قلب درست رہے گا اُسوقت تک اُسکی دعوت
کو قبول نہ کرو - ایک دن انہوں نے ایک شخص کو جسے حاکموں کی خدمت میں دیکھا تھا
نصیحت کی تو اُسنے کہا کہ میں اپنے بال بچوں کو کیا کروں - یہ سنکر کہنے لگے کہ سنتے ہو
اس شخص کی باتیں یہ کہتا ہے کہ اگر خدا کی نافرمانی کرے گا تو اسکے بال بچوں کو روزی ملیگی
اور جب اُسکی فرمانبرداری کرے گا تو وہ ہلاک ہو جائینگے - پھر کہنے لگے کہ کبھی عیالدار کا
اقتدا نہ کرنا اسلئے کہ عیالدار بہت کم حلال وحرام کی آمیزش سے بچتے ہیں اور مشتبہ اور حرام
کے کھانے میں ہمیشہ اُنکا عذر یہی ہوتا ہے کہ ہم بچے والے ہیں - انکا قول تھا کہ اگر کوئی
بندہ اللہ کی ایسی عبادت کرے کہ سارے حکموں کو بجالائے مگر وہ دنیا کو دوست رکھے
تو قیامت کے دن سارے مجمع کے سامنے اُسکی نسبت منادی کیجائیگی کہ سنو یہ فلاں
فلان کا بیٹا ہے اسنے اُس چیز کو دوست رکھا تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے دشمن قرار دیا تھا
اُسوقت اُسکی ایسی حالت ہوگی کہ شرمندگی سے اُسکے چہرہ کا گوشت ٹپکا پڑے گا -
یہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں دس ہزار دینار چھوڑ جاؤں جسکا محاسبہ مجھے دینا پڑے تو میرے
نزدیک لوگوں کی محتاجی سے یہ بہتر ہے - کیونکہ اگلے زمانہ میں مال مکروہ سمجھا جاتا تھا مگر آج
تو یہ مومن کے لئے سپر ہے جو اُسکو بادشاہوں اور مالداروں کی دست نگری سے محفوظ رکھتی
ہے یہ کہتے تھے کہ جو شخص لوگوں کا محتاج ہوگا اُسکو سوا اسکے چارہ نہو گا کہ جس چیز میں محتاج
ہے اُسمیں لوگوں کے لئے اپنے دین کو خرچ کرے اسلئے آدمی کو اپنے قبضہ کا مال رکھنا چاہیے

انکی نصیحت تھی کہ جو شخص تمپر فوقیت جتلائے اُسکے ساتھ سفر نہ کرو کیونکہ اگر تمنے خرچ مین اُسکی
برابری کی تو تمکو نقصان پہونچا اور اگر تمنے اُسکا احسان اُٹھایا تو اُسنے تمکو غلام بنا لیا۔
اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ مین حلال خرچ بیجا کا متحمل نہین ہے کہتے تھے کہ ایک مرتبہ
رات کو مین باہر نکلا اور آسمان کی طرف مینے نگاہ کی اسکے بعد جو دیکھا تو میرا دل غائب تھا
مین نے اپنی والدہ سے بیان کیا اُنہون نے کہا کہ تو نے آسمان کی طرف عبرت سے نگاہ
نہیں کی تھی بلکہ کھیل سے ۔کوئی شخص انکے سامنے ہدیہ پیش کرتا تھا تو اُسکو پھیر دیتے اور
کہتے تھے کہ اگر مجھے لوگون کی نسبت معلوم ہوجاتا کہ اپنے عطیون کی وجہ سے مجھپر تفاخر
نہ کرینگے تو مین لے لیتا ۔اسی لئے یہ بھوکے رہتے مگر قرض نہیں لیتے اور کہتے تھے
کہ یہ لوگ اسکو چھپانے کے نہین بلکہ اورون کے پاس جائینگے اور کہینگے کہ کل رات کو
ہمارے پاس سفیان ثوری آیا اور ہمسے قرض لے گیا۔ انکا قول تھا کہ خراسان مین اذان
دینا مکہ مین مجاور رہنے سے افضل ہے ۔ دنیا سے پرہیز امیدون کے کوتاہ کرنے کا
نام ہے نہ موٹی جھوٹی غذا کھانے اور کھُرا پہننے اور کمّل اُوڑھنے کا۔ دنیا سے پرہیز کرا اور
سورہ نہ لیانہ دینا ۔جب عالم کو بادشاہ کے دروازہ پر پناہ لیتے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹا
ہے ۔ اور جب امیرون کے دروازہ پر پناہ لیتے دیکھو تو سمجھ لو کہ ریائی ہے۔
ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس مال ہو اور وہ دنیا سے مختبر رہو اور ایک آدمی محتاج
ہو اور دنیا کا خواہشمند ہو۔ مجھے بہت پسند ہے کہ مین ایسی جگہ مین ہون جہان مجھے کوئی نہ
پہچانے ۔ جب انکے سامنے لوگ موت کا ذکر کرتے تھے تو یہ کئی کئی دن ایسی حالت مین رہتے
تھے کہ کوئی ان سے فائدہ نہین حاصل کر سکتا تھا ۔ کہا کرتے تھے کہ جب تو نے اپنے آپ
کو پہچان لیا تو جو کچھ تیری نسبت کہا جائیگا تجھکو اُس سے ضرر نہ پہونچے گا ہر دشمنی کی خبر

کمینوں کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ جب تم اپنے بھائی کو امامت پر حریص دیکھو تو اسکو پیچھے ہٹا دو۔ کسی بازاری ڈھالی سے کوئی چیز خریدنا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی مولوی سے خریدوں اسلئے کہ مولوی تمہارے زیوں کے بارہ میں ولیلیں نکالیگا اور گویا مروت یا دیانت سے تمکو پورے روپے دیدیگا۔ پیسے جب کبھی کسی مولوی کی مخالفت کی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ میرا خون حلال کردے گا۔ جب تمکو کسی مولوی سے کوئی ضرورت پیش آئے تو اُس جیسے کسی دہقانی مولوی کی خاطر پیش نہ کرو ورنہ وہ تمہارا کام نہ نکالے گا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ عوعا[۵۱] عربی مین کیسے آدمی کو کہتے ہیں توکہا کہ جو لوگ اپنے علم کے ذریعہ سے دنیا ڈھونڈ ھتے ہیں۔ یہ کہا کرتے ستے کہ علم کا آغاز اُسکی جستجو ہے بعدہٗ اُسپر عمل کرنا بعدہٗ خاموش رہنا بعدہٗ اُسکا نظارہ اور اگر اہل علم اسمین خلوص رکھتے تو کوئی عمل اس سے افضل ہوتا۔ یہ اپنے ہاتھ میں دینار لے کر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ ہوتے تو ہم کو لوگوں کی خدمت میں کمربستہ رہنا پڑتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ دوستوں کی کثرت دین میں نرمی کی دلیل ہے۔ اور انکا قول تھا کہ میں نہیں جانتا کیا عجب ہے کہ مجھپر کوئی ملا مارل ہو ستاید مجھسے کوئی کفر سرزد ہوا ہو۔ یہ کہا کرتے ستے کہ مجھے اسپر تعجب ہے کہ دوزخیوں میں زیادہ تر عورتیں ہونگی حالانکہ مردوں کے اعمال عورتوں سے زیادہ تر برے ہیں۔ انہوں نے تین باتیں اپنے آپ لازم کرلی تھین ایک یہ کہ کسی سے خدمت نہ لیں۔ کوئی کپڑا تہہ کرکے نہ رکھین۔ اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھین (یعنی عمارت نہ بنوائیں) اور یہ نصیحت کیا کرتے ستے کہ یہ وہ زمانہ ہے جسمین تھوڑے سے خاص لوگوں کو چن لو اور عوام کو چھوڑ دو۔ انکا قول تھا کہ جسنے اپنے بھائی سے اپنے آپ کو

---

[۵۱] عوعا عربی میں کمینہ اور بد وضع آدمی کو کہتے ہیں ۱۲

علم وعمل میں بہتر جانا اُسکے علم وعمل کا ثواب جاتا رہا اور کیا عجیب ہے کہ اُسکا بھائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس سے زیادہ پرہیزگار ہو۔" یہ جب فکر کرنا شروع کرتے تھے تو مثل سڑیوں کے ہوجاتے تھے کسی کی بات انکو یاد نہیں رہتی تھی۔ خلیفہ ابوجعفر[۵۱] حج مکہ کو روانہ ہوا تو اُس سے اپنے آگے نرہیون کو روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ سفیان ثوری کو جہاں پاؤ سولی پر لٹکا دو چنانچہ نرہی مکہ معظمہ ہو بچے اور سولی کھڑی کرکے اسکے پاس آئی تو دیکھا کہ یہ سوتے ہیں اور انکا سر فضیل بن عیاض کی اور دونوں پاؤں سفیان بن عیینہ کی گود میں ہیں نرہیون نے کہا کہ اے ابوعبداللہ اللہ سے ڈرو اور ہمیں ہمارے دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دو (یعنی ہمکو خلیفہ کا حکم تعمیل کرنے دو مورد عتاب نہ کرو)۔ اسپر سفیان ثوری نے بڑھکر کعبہ کے پردہ کو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ابوجعفر مکہ میں داخل ہوا تو ہمکو اُس سے نجات ملگئی۔ چنانچہ وہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مرگیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں ابوحبیب بدوی سے ملا تو انھوں نے کہا کہ اے سفیان اللہ تعالیٰ نے تمسے عطیہ کو روک دیا ہے اور اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ تمسے بخل کرتا ہے یا اُسکے یہاں کچھ کمی ہے بلکہ اُسنے تمپر اور اپنے اختیار پر نگاہ کی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دونوں فرشتوں کو نیکیوں اور بدیوں کی خوشبو و بدبو معلوم ہوتی ہے جب قلب میں یہ باتیں بیٹھ جاتی ہیں اسلئے جسطرح وہ تمکو نہیں ستاتے تم بھی اُنکو نہ ستاؤ۔ ان سے ایسے شخص کی نسبت پوچھا گیا جو اپنے بال بچوں کے لئے کسب کرتا ہے اگر وہ جماعت میں نماز پڑھے تو اُنکی پرداخت نہ کرسکے ایسی حالت میں اُسکو کیا کرنا چاہیئے۔ انھوں نے

---

[۵۱] بنی عباس کے دوسرے خلیفہ منصور کی کنیت ہے یہ ذیحجہ سنہ ۹۵ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ۶۔ ذیحجہ سنہ ۱۵۸ ہجری میں حالت حج کو جارہا تھا فوت ہوا۔ مترجم۔

کہا کرتے تھے کہ اگر اس کے لئے کسب کرے اور اکیلا نماز پڑھے۔ ان کا قول تھا کہ عورتوں کی کثرت دنیاداری نہیں ہے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ صحابیوں میں سے بڑے زاہد تھے حالانکہ انکی چار سو بیاں اور انیس لونڈیاں تھیں۔ کہا کرتے تھے کہ یہ وہ زمانہ ہے جسمیں گمنام لے کوٹنکے نہیں ہے تو شہرت والوں کا کیا پوچھنا ہے۔ اور انکی نصیحت تھی کہ جب کسی بدعت کا حال سنو تو اسکو اپنے یاروں سے بیان نہ کرو اور نہ اسکو اپنے دل میں جگہ دو۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ میں اہل سنت وجماعت کم ہوگئے یہ کہتے تھے کہ مجھے اس امر کا پتہ کہ فلاں شخص کو دنیا کی محبت ہے اس سے لگتا ہے کہ وہ اہل دنیا کی طرف مائل رہتا اور اس کو سلام کہلا بھیجا کرتا ہے۔ انکا قول تھا کہ جب تم سحر کے وقت پولس کے آدمی کو سوتا ہوا پاؤ تو اسکو نماز کے لئے نہ جگاؤ کیونکہ وہ اٹھے گا تو لوگوں کو ستائے گا اسکا سوتا رہنا ہی اچھا ہے۔ آں سے کسی نے کہا کہ آپ حاکموں کے پاس کیوں نہیں جایا کرتے آپ انکو ظلم کرنے سے مار رکھیں گے نصیحتیں کرینگے اور ممنوعات سے روکیں گے۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے ایسی فرمایش کرتے ہو کہ دریا میں تیر دن بھی اور میرے پاؤں ہی نہ بھیگیں۔ مجھے اسکا اندیشہ ہے کہ وہ میری آؤ بھگت کرینگے اور میں انکی طرف جھکوں گا بس میرا عمل ہوا ہو جاوے گا۔ ایک شخص نے اسکے سامنے اپنی مصیبت بیان کی تو اس سے کہا کہ آپ تشریف لیجائیے کیا آپ کی آنکھوں میں مجھ سے زیادہ کوئی ذلیل نہ تھا جسکے سامنے اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے۔ یہ کہتے تھے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں ایک تو اللہ اور اللہ کے حکم کا عالم اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے اور اسکے حدود کے پاس ٹھیر جائے۔ دوسرا اللہ کا عالم مگر اسکے اوامر کا نہیں۔ اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ سے

ڈرے مگر اُسکے حدود کے پاس نہ ٹھیرے اور تیسرا اللہ کے احکام کا عالم۔ مگر اللہ کا نہیں اور اُسکی علامت یہ ہے کہ اللہ کے حدود کے پاس ٹھیرے اور نہ اللہ سے ڈرے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنسے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تمنے اپنے پروردگار کو راضی کیا تو لوگوں کو ناراض کیا اور جب انکو ناراض کیا تو تیروں کے لیے تیار ہو بیٹھو اور میرے نزدیک اُنکے تیروں کا نشانہ بننا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کا دین جاتا رہے۔ اور کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھنے والے کو دیکھو کہ اُسکے پڑوسی اُس سے محبت رکھتے ہیں تو سمجھ لو کہ وہ دین میں ڈھیل ڈالنے والا ہے۔ اسکے مناقب بہت ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

(۹۱) امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں۔ انکا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف تک جاکر ملتا ہے۔ یہ غزہ[1] میں پیدا ہوئے اور دو برس کی عمر میں مکہ معظمہ لائے گئے۔ چون برس کی عمر پائی اور چار سال مصر میں ٹھیرے بعدہ مصر ہی میں سنہ دو سو چار ہجری میں شب جمعہ کو مغرب کے بعد قضا کی۔ انہوں نے اپنی والدہ کے دامن عاطفت میں تنگ حالی اور عسرت کے ساتھ نشو ونما پایا۔ یہ بچپن ہی سے علماء کے جلسوں میں بیٹھتے اور جو کچھ اُن سے حاصل کرتے اُسکو ہڈیوں وغیرہ پر لکھ لیا کرتے تھے کیونکہ کاغذ خرید نے کا مقدور نہ تھا اس طرح سے اُنہوں نے

[1] غزہ بالفتح فلسطین کا ایک شہر ہے ہاشم بن عبد مناف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد نے یہیں وفات پائی تھی۔ ۱۲ مترجم

استنے نوشتے جمع کرے کہ جسمے بہر گئے مکہ معظمہ میں مسلم بن خالد زنگی سے علم فقہ سیکھتے اور ہذیل[51] کے درہ میں رہا کرتے تھے۔ اسکے بعد مدینہ طیبہ آئے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا اور اُنکو موطا زبانی سنائی جس سے انکو حیرت ہوئی اور اُنھوں نے کہا کہ خدا سے ڈرتے رہو تم کچھ ہوتے نظر آتے ہو۔ جسوقت شافعی[rc] امام مالک کے پاس آئے تھے تو تیرہ برس کے تھے۔ مدینہ طیبہ کے بعد یمن چلے گئے جہاں اسکے چچا قاضی مقرر ہوئے تھے یہاں انکی شہرت ہوئی۔ پھر عراق ہو گئے اور علمی مشاغل میں سخت کوشش کرنے لگے۔ امام محمد بن الحسن اور اور لوگوں سے مناظرے کئے علم حدیث کو پھیلایا اپنا مذہب قائم کیا سنت کے لیئے پناہ ہے۔ اور اُس سے احکام استخراج کئے۔ بہت سے عالموں نے اُن مذہبوں کو چھوڑ کر جنکے پیرو وہ تھے انکا مذہب اختیار کیا۔ پھر سنہ ۱۹۹ ایکسو ننانوے ہجری کے آخر میں مصر روانہ ہوئے اور وہاں اپنی حدیث کتابیں تصنیف کیں اور تمام ملکوں سے لوگ سفر کرکے انکے پاس آنا شروع ہوئے ربیع بن سلیمان[52] کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کے دروازہ پر سات سو سواریاں ان لوگوں کی دیکھی تھیں جو انکی کتابیں جو ان سے سننے کو آئے تھے تاہم وہ کہا کرتے تھے کہ جب کوئی صحیح حدیث ملجائے تو وہی میرا مذہب ہے اور انکا قول تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اس علم کو اس شرط پر مجھسے حاصل کریں کہ اُسکا ایک حرف بھی میری طرف منسوب نہ کریں۔

---

[51] ہذیل بالفتح جائے دو تراز درستی کوہ ولمدتراز سیل آب۔ ونام قبیلہ ہذیل ی دو دوسرے کوہ وسپیدی در کوہ سیاہ کذلیس ابو قبیس ستاہ منتہی الارب۔

[52] امام شافعی کے اصحاب میں ایک ربیع بن سلیمان مرادی تھے جنھوں نے ۲۷۰ھ ہجری میں قضا کی اور دوسرے ربیع بن سلیمان جیزی جنھوں نے ۲۵۶ھ میں رحلت کی مترجم

ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابویحییٰ زکریا انصاری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی یہ دعا
قبول فرمائی کیونکہ اون کے مذہب میں جب سنے جاتے ہیں تو اون کے اصحاب
ہی کے اقوال یعنی جہاں دیکھو وہاں یہی پایا جاتا ہے کہ رافعی نے یہ کہا ہے۔ نووی نے یہ
کہا ہے زرکشی نے یہ کہا ہے وعلیٰ ہذا۔ امام شافعی کہا کرتے تھے کہ میں دل سے چاہتا
تھا کہ جب کسی سے مناظرہ کروں تو اللہ تعالیٰ حق بات کو اوس سے ظاہر کرائے۔
ان کا قول تھا کہ علم کی طلب نفل نماز سے بہتر ہے۔ اور جو کوئی آخرت چاہے اوس کو علم
میں خلوص برتنا لازم ہے۔ اور اپنے آپ پر سب سے بڑا ظلم کرنیوالا وہ ہے جو ایسے شخص
سے دوستی کرے جو اوس کی عزت نہ کرے اور ایسے شخص کی محبت کی رغبت کرے
جو اوس کو نفع نہ پہنچائے اور ایسے شخص کی مدح کو قبول کرے جو اوس کو نہ پہچانے۔ اور
علماء کے لئے فقر و قناعت اور اس پر راضی رہنے سے زیادہ کوئی زینت نہیں ہے۔
اور کہا کرتے تھے کہ میں نے دس سال تک صوفیوں کی صحبت اوٹھائی مگر مجھے اُن کی
صحبت میں یہی دو باتیں ملیں "وقت تلوار ہے" اور "بہترین عصمت نایافت ہے"
جو چاہتا ہو کہ اوس کے حق میں عمدہ فیصلہ ہو اوس کو لوگوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا
چاہیئے رستے سے ظاہر ہر انسان میں اوس کی کمزوری ہے اس لئے جو شخص ایسی کمزوری
پر نظر رکھے گا اللہ کیساتھ سیدھا رہنا اوس کو نصیب ہوگا جسے غرور نفس کیساتھ علم حاصل کیا وہ ناکام رہا اور
جسنے نفس کی خواری اور علماء کی خدمت کے ساتھ علم حاصل کیا وہ کامیاب ہوا۔ ریاست ملنے سے پہلے دانشمندی حاصل
کرلو کیونکہ جب تمکو ریاست مل گئی تو دانشمندی حاصل کرنے کا کوئی رستہ نہ رہا۔ علم کے
مسئلوں کی خوب چھان بین کرو ایسا نہ ہو کہ اوس کی باریکیاں ہاتھ سے چلی جائیں۔ عالموں
کا حسن نفس کی فیاضی ہے اور علم کا سنگار پرہیزگاری و بردباری ہے۔ علماء

کے لئے کوئی عیب اِس سے بدتر نہین ہے کہ جن چیزون سے بچنے کیلئے اللہ نے
اون کو کہا ہے اون کی رغبت کرین جو یاد کر لیا گیا وہ علم نہین ہے علم تو وہ ہے جو فائدہ پہنچائے
عالمون کا افلاس اختیاری ہے اور جاہلون کا اضطراری علم میں ریاکاری سنگدل بناتی
اور کینہ پیدا کرتی ہے۔ لوگ اس سورہ سے غافل ہین والعصر ان الانسان لفی خسر الخ
(عصر کی قسم کہ آدمی گھاٹے مین ہیں) امام شافعی رحمہ نے رات کے تین حصے کر لیے تھے
پہلی تہائی میں لکھتے۔ دوسری میں نمازین پڑہتے۔ اور تیسری مین سوتے تھے۔ اور ایک
اور روایت میں ہے کہ رات کو بہت ہی تہوڑا سوتے تھے۔ اور ہر روز قرآن کا ایک ختم کرتے
تھے۔ اور کہتے تھے کہ مین نے کبھی جھوٹ نہ بولا۔ کبھی اللہ کی قسم نہ کہائی۔ نہ جھوٹی نہ سچی
کبھی جمعہ کا غسل ترک نہ کیا۔ جاڑون مین نہ سفر مین اور نہ حضر میں۔ اور سولہ برس سے
کبھی سیر ہو کر روٹی نہ کہائی مگر ایکمرتبہ سو اوس کو بھی فوراً قے کر کے نکالدیا۔ اِن کا قول تھا کہ
دنیا کی فضول کی طلب ایک عذاب ہے جسمین اللہ تعالیٰ اہل توحید کو مبتلا فرماتا ہے۔ یہ
عصا ٹیک کر چلا کرتے تھے اور اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہا کہ اس لئے کہ مجھے یاد رہے کہ
مین دنیا سے سفر کرنے والا ہون۔ اِن کا قول ہے کہ جس پر دنیا کی خواہش شدت سے
غالب ہوگی اوس کو ضرور اہل دنیا کی غلامی کرنی پڑے گی۔ جو گدا گری پر راضی ہوگا اُس سے
خدا کی فرمانبرداری جاتی رہے گی۔ جو چاہتا ہو کہ اللہ اوس پر نورِ قلب کا دروازہ کہولدے
اوس کو خلوت مین بیٹھنا۔ کم کہانا۔ کم عقلون سے ملنے جلنے کو چھوڑنا اور ایسے علم والون
کو جن کا مقصود اپنے علم سے محض دنیا ہے دشمن سمجھنا لازم ہے۔ عالم کے لئے ایسے
اعمال مین سے کوئی ایسا وظیفہ ضرور رکھنا چاہیئے جسکو اوسکے اور خدا کے سوا کوئی نہ جانے
کوئی شخص چاہے جتنی کوشش کرے۔ کوئی تدبیر نہیں ہے کہ سب کو خوش رکھ سکے

اس لیئے بندہ کو چاہیئے کہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ صاف رکھے۔ خلوص ہی والے ریا کو پہچانتے ہین۔ اگر کوئی شخص سب سے زیادہ عاقل کے بارے مین وصیت کرے تو زاہدوں ہی پر وہ وصیت جاری ہوگی۔ چوپایوں کی روک تھام سے آدمی کی روک تھام بہت زیادہ مشکل ہے۔ عاقل وہ ہے جس کی عقل نے اوس کو ہر برائی سے باندہ رکھا ہے[۱۰]۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ٹھنڈے پانی سے میری مروت کم ہو جائے گی تو میں نہ پیتا۔ مروت والے مشقت مین رہا کرتے ہین۔ جو شخص چاہتا ہو کہ اللہ اوسکا خاتمہ بخیر کرے۔ اوس کو لوگون کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیئے۔ چالیس برس تک مین نے توقف کیا اور میرے جن بھائیوں نے شادیاں کی تہین اون سے اون کی شادیوں کا حال پوچھتا رہا۔ مگر اون مین سے کسی ایک نے بھی یہ کہا کہ شادی میں کبھی کوئی بھلائی دیکھی۔ وہ شخص تیرا بھائی نہین ہے جس کی مدارات کی تجھے ضرورت پڑے۔ بھائی کی محبت مین سچے ہونیکی علامتیں یہ ہین کہ اوس کے عذروں کو مان لے۔ اوسکی خرابیوں کو روکے اور اوس کی لغزشون کو معاف کر دے۔ دوست کی علامت یہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست کا دوست ہو۔ کوئی خوشی بھائیون کی صحبت کی خوشی کی برابری نہیں کر سکتی اور نہ کوئی غم اون کی جدائی کے غم کا۔ اوس سے مشورہ نہ کرو جس کے گھر مین آٹا نہو۔ بھائی کی مروت پر بھروسا کر کے اوس کا حق بجالانے میں کمی نہ کرو۔ اور اوس شخص کی طرف رخ نہ کرو جو آسانی سے تمکو ٹال دے۔ جسنے تمپر احسان کیا اوس نے تمکو باندہ لیا اور جسنے تمپر ظلم کیا اوس نے تمکو رہا کر دیا جسے اوروں کی چغلی تم سے کہائی۔ اوس نے تمہاری

[۱۰] اس جملہ میں لطف جو ہے وہ ترجمہ مین نہیں آسکتی اسلیئے کہ "عقل" کے لغوی معنی پاؤں میں "عقال" یعنی بندہن ڈالنے کے ہیں اور امام صاحب نے وہی فعل استعمال کیا ہے جسکا ترجمہ باندہ رکھنا کیا گیا۔ ۱۲

چغلی اوروں سے کہائی - اور جو شخص ایسا ہو کہ جب تم اوس کو خوش کرو تو تمہارے ایسے اوصاف بیان کرے جو تم میں نہیں ہین تو جب وہ تم سے ناخوش ہوگا تو ایسی برائیاں بھی کرے گا جو تم مین نہین ہین - جس نے اپنے بہائی کو چپ چاپ سمجہایا اوس نے اوسکو درست کیا اور نصیحت کی اور جس نے اوسکو علانیہ سمجہایا اوسنے اوس کو ستایا اور فضیحت کی جس نے اپنے آپ کو اپنی اصلی قیمت سے بڑہ کر دکھایا اوس کو اللہ تعالی نے اوسکی اصلی قیمت پر پہنچایا جس نے جہوٹ سے اپنی زیبایش کی اوسکا پردہ فاش ہوا تکبر کمینوں کے اخلاق میں سے ہے قناعت سے راحت ہے سب سے بڑا رتبہ اوسکا ہے جسکو اپنے رتبہ کا خیال نہین ہے اور سب سے زیادہ فضیلت اوس مین ہے - جو اپنی فضیلت کو نہین دیکہتا جس نے اپنا راز چہپایا اپنے معاملہ کو اپنے ہاتہہ مین رکہا - جس شخص کی خطا کی ہنسی اوڑائی گئی ضرور اوسکا صواب ہوا دل مین بیٹہا - دنیا کی فراخ حالی تنگ حالی ہے اور اوسکی تنگ حالی فارغ البالی - دل کہولکر ملنا ٹرے ہمنشینوں کو اپنی طرف کہینچتا ہے اور رک کر ملنا لوگوں کو دشمن بناتا ہے اس لیے بیچ میں رہنا چاہیے - جس شخص کی مین نے اوسکے رتبہ سے زیادہ تعظیم کی اوس نے اوسیقدر میری قدر گہٹائی جسقدر مینے اوسکی قدر بڑہائی غلام میں وفا نہیں اور کمینہ میں شکر نہیں جسمیں ننگ ہو اوسکی صحبت قیامت میں ننگ کا باعث ہوگی اور جو کمینوں میں بیٹہیگا کمینہ کہلائیگا جو کانوں سے سنیگا وہ نقال ہوگا اور جو دل سے سُنے گا وہ صاحب حال ہوگا اور جو اپنے فعل سے نصیحت حاصل کریگا وہ راہنما و باکمال ہوگا - اسا ت لوشتخواہ کے بغیر علم کی مجلس میں جانا اور چادر کے بغیر پانی سے عبور کرنا اور ڈر نگے کے بغیر حمام میں جانا عورت کا مال لینے کے لئے شوہر کا اوس کی خوشامد کرنا ذلت ہے احمق کی مدارات کا نتیجہ سمجہہ سے باہر ہے - جس نے قاضی کا عہدہ قبول کیا اور محتاج ہوا وہ چور ہے - عالم کے ساتھ ایک

جاہل کا رہنا ضرور ہے تاکہ اوس سے دل بہلایا کرے ۔ جنہنے خدمت کی وہ مخدوم ہوا یہ نہایت
سخی تھے یمن سے دس ہزار دینار ساتھ لائے اور مکہ معظمہ کے باہر ایک راوٹی نصب کرائی
لوگ آنا شروع ہوئے اور جبتک سکو نہ لٹا لیا وہان سے نہ ٹلے اور جب کوئی شخص اسے سوال
کرتا تھا تو شرم سے خود انکا چہرہ سرخ ہوجاتا تھا ڈاڑہی مین مہندی کا خضاب کرتے تھے اسلئے اکثر
بہت سرخ رہتی تھی اور کبھی پیروی سنت کے لیئے زرد بھی رکھتے تھے۔ اکثر بیماریوں میں مبتلا
رہتے تھے جنمیں سے ایک بواسیر تھی۔ اسکی وجہ سے ہمیشہ خون آیا کرتا تھا۔ اور جب کبھی حدیث
پڑہانے کو بیٹھتے تھے تو نیچے طشت رکھا جاتا تھا جسمیں خون کے قطرے ٹپکا کرتے تھے۔ یونس
بن عبد الاعلیٰ کہتے ہین کہ مین نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اوسنے بیماریون سے اتنی مصیبتیں
جھیلی ہوں جتنی امام شافعیؒ نے جھیلی تہیں لباس میں کفایت شعار تھے انکی انگوٹھی پر یہ
عبارت کندہ تھی کفی باللہ ثقۃ لمحمد بن ادریس (محمد بن ادریس کے بھروسہ کیلئے اللہ
بس ہے) نہیبت دار تھے اور انکی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ اگر یہ دیکھتے ہوتے تو ان کے یاران
ہمدم پانی بہین پی سکتے تھے۔ کمر سے پر چادر آڑھی پڑی رہتی تھی تکیہ لگاکر مسند پر بیٹھا کرتے تھے
اور پیچھے دو تلواریں پڑی رہتی تہیں کہا کرتے تھے کہ مین ہر مسلمان کے لئے پسند کرتا ہوں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔ اور اس حدیث کے متعلق الیس منا من لم
یتغن بالقراٰن "کہ جو قرآن میں غناء کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے" کہتے تھے کہ اوسکو
درد انگیزی و ترنم کے ساتھہ پڑہنا چاہیئے۔ اور انکا قول تھا کہ جب میں اصحاب حدیث میں سے
کسی کو دیکھتا ہون تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
میں سے کسی کو دیکھا۔ اور اگر مین کسی بدعتی کو ہوا پر اُڑتے بھی دیکھوں تو اوسکو نہ مانون۔ اور جسنے
اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھا اوس کو علم نے کچھہ فائدہ نہ دیا۔ جب وہ کوئی لونڈی خریدتے تھے تو

تواوس سے شرط کرلیتے تھے کہ میں تیرے پاس نہ ٹہلونگا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ انکا مقولہ تھا کہ فیاضی وسخاوت دنیا وآخرت کے عیبوں کو ڈہا کتی ہیں۔ بشرطیکہ اُس مین بدعت کی آمیزش نہو۔ اور جسکو غصہ دلایا جائے اور وہ غصہ ہو وہ مودہو ہے۔ اور جو منایا جائے اور نہ منے وہ شیطان ہے۔ اور کانے۔ بھینگے۔ لنگڑے۔ کبڑے اور اوس شخص سے جس کے رنگ مین سپیدی پر سرخی غالب ہو اور کوسہ (بے ریش و بروت) اور اوس شخص سے جسکے اعضا میں کوئی عیب ہو بچنا چاہیئے کیونکہ اوسمیں کجی ہوگی اور اُس سے تمامہا دشوار ہوگا۔ اور جو ریاست کا خواہان ہو ریاست اوس سے بھاگی۔ اور اُنکا قول ہے کہ ایسی عمر تمام خلاف مروت ہے اسلیئے کہ اگر کم عمر ہے تو لوگ اوسکو جھوٹا سمجھین گے اور اگر اوسکا سن زیادہ ہے تو لوگ اوسکو بوڑھا جانین گے۔ جو شخص تمپر ستم کرے اوسکے ساتھ نرم رہو۔ کیونکہ صاف دل بہت تھوڑے ہوتے ہین۔ جسکے کپڑے صاف ستھرے ہونگے اوسکا غم کم ہوگا۔ جس سے اچھی بو آئے گی اوسکی عقل بڑہے گی۔ جسکو مینے نصیحت کی اور اُسنے مان لی اوسکا رعب مجھپر بیٹھا اور اوسکی دوستی کا مین معتقد ہوا اور جس نے میری نصیحت نہ مانی وہ میری آنکھوں سے گرا اور مینے اُس سے کنارہ کیا۔ ربیع لکھتے ہین کہ جس شب کو امام شافعی نے وفات پائی اوسی رات کو مین اونکے پاس گیا اور مین نے اونسے پوچھا کہ آپکا دن کیسا گذرا تو کہا اس حال مین کہ دنیا سے چلنے کی بھائیون سے چھوٹنے کی موت کا پیالہ پینے کی اپنے بُرے اعمال سے ملنے کی اور بڑے صاحب کرم کے پاس حاضر ہونیکی تیاریان ہو رہی ہین۔ انکے مناقب بہت اور مشہور ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۹۲) امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قد لانبا۔ سر بڑا اور گنجا تھا سر اور ڈاڑہی بہت سفید تھی۔ انکا لباس عمدہ عدنی کپڑوں

کا ہوتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پڑہانے کو بیٹھتے تو پہلے غسل کرتے
اور بخور (دہونی) سے بدن اور کپڑوں کو بساتے اور خوشبو ملتے تھے۔ اور لوگوں کو منع کرتے تھے
کہ آواز بلند نہ ہونے پائے۔ گھر کے اندر اونکا مشغلہ قرآن مجید کا دیکھنا اور اوسکی تلاوت تھی۔
سلاطین ان سے ڈرتے تھے۔ مونچھ منڈانے کو مکروہ و معیوب سمجھتے اور اوسکو (مثلہ)
یعنی ناک کان کٹانے کے مثابہ جانتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ قیامت کے
دن عالموں سے بھی وہ ہی بازپرس ہوگی جو نبیوں سے اور اونکا قول تھا کہ مسجد میں منافقوں
وہ ہی مثال ہے جو چڑیوں کی پنجروں مین جہاں دروازہ کھلا اور یہ اوڑے یہ پچیس برس تک گھر
مین رہے اور بیمار کی جماعتوں مین شریک نہ ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ باہر کیوں نہیں
نکلتے تو کہا کہ اس ڈر سے کہ مین کوئی بُری بات دیکھوں جسکے مٹانے کی مجھے حاجت ہو۔
مین کہتا ہوں کہ اونکے لئے یہ اسلئے جائز رکھا گیا کہ یہ مجتہد تھے اور اگر کوئی اور شخص ایسا کرتا تو اُس
کے لئے جائز نہ رکھا جاتا۔ ان کا قول تھا کہ جب آدمی نے اپنی تعریف آپ کی تو اوسکی رونق
جاتی رہی۔ یہ جب کسی مسئلہ مین "ہاں یا نہیں" کہتے تھے تو کوئی یہ نہیں پوچھتا تھا کہ آپ
کہاں سے کہتے ہین۔ انہوں نے نوسو اُستادوں سے علم حاصل کیا تھا جمین سے تین سو
تابعی تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ روایتوں کی کثرت سے علم نہیں آتا وہ تو ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ
قلب مین اوتارتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ علم کی تلاش کے بارہ مین آپ کیا کہتے
ہین انہوں نے کہا کہ عمدہ و خوب ہے مگر دیکھ لینا چاہئے کہ صبح سے شام تک کیا کرنا پڑیگا۔
تب اُسکو اختیار کرنا چاہیے۔ جعفر بن سلیمان نے جب ان کو طلاق مجبور کے مسئلہ میں
پٹوایا اور اونٹ پر سوار کرایا تو ان سے کہا کہ تم اپنے اوپر آپ منادی کرتے پھرو چنانچہ یہ کہتے جاتے
تھے کہ سو جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ مین

اُس کا بیٹا مالک ہون میں کہتا ہون کہ مجبور کی طلاق کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خبر جب جعفر کو
پہنچی تو اوس نے حکم دیا کہ جاؤ اون کو کوڑے مار دو۔ اِنکا قول تہا کہ جو علم کا طالب ہو اوس کے لئے
وقار دلی سکون اور خدا کا خوف لازمی ہے۔ اور عالم کو نہین چاہیئے کہ جو شخص اسکو نہ مانتا ہو
اوس کے سامنے علم کی باتین کرے کیونکہ اسمین علم کی ذلت واہانت ہے۔ مدینہ طیبہ کی
گلیون مین ننگے پاؤن اور پیادہ پہرتے اور کہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ
جس خاک میں اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اوسکو مین جانور کے سمون سے
روندون امام مالک نے مُطَرِّف عـــہ سے پوچہا کہ لوگ میری نسبت کیا کہتے ہیں تو انہون نے
کہا کہ دوست تو تعریف کرتے ہیں اور دشمن نام دہرتے ہیں۔ اسپر امام صاحب نے کہا کہ
ہمیشہ لوگون کی یہی حالت رہی ہے سب کے دوست ہی ہوتے آئے ہین اور دشمن
بہی لیکن میں اس سے پناہ مانگتا ہون کہ سب ایک زبان ہون۔ اسے کسی نے الرحمٰن عـــہ
علی العرش استویٰ کا مطلب پوچہا تو پسینے پسینے ہو گئے اور سر نیچے کر لیا اور جو لکڑی
اِن کے ہاتھ میں تہی اوس کو ٹہکرانے لگے پہر اسوں سے سر اوٹہایا اور کہا کہ اوسکی کیفیت
عقل میں نہین آسکتی اور خدا کا استویٰ (عرش پر برا جنا) نامعلوم نہین اور اسپر
ایمان لانا واجب اور اس کے بارہ مین پوچہنا بدعت ہے اور میرا گمان ہے کہ تو بدعتی
ہے۔ اور اوس کو نکلوا دیا۔ سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۱۷۹ ایکسو اوناسی
ہجری میں اس دنیا سے جدا اور بقیع مین دفن ہوئے۔

عـــہ ابو روح مطرف بن عبد اللہ بن مطرف مدینہ طیبہ کے رہنے والے اور بخاری کے شیخ تھے سنہ ۲۱۱ دوسو دس
ہجری میں فوت ہوئے۔ ۱۲

عـــہ رحمٰن جو عرش پر براجمان ہے۔ پارہ ۱۶۔ رکوع ۱۰ (سورہ طٰہٰ آیت ۵۔)

(۹۳) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ اسی ہجری مین ان کی ولادت باسعادت ہے اور سنہ ۱۵۰ ایکسو پچاس ہجری مین رحلت کی ہے۔ بغداد میں ستر برس کی عمر مین انہون نے قضا کی۔ ان کے زمانہ مین صحابہ مین سے چار بزرگ موجود تھے۔ انس بن مالک عبداللہ بن ابی اوفی۔ سہل بن سعد۔ اور طفیل جنکی وفات سب سے بعد واقع ہوئی ہے۔ مگر امام صاحب نے انمین سے کسی سے علم اخذ نہین کیا۔ مروان کے زمانہ مین قاضی کا عہدہ قبول کرنے کیلئے انپر جبر کیا گیا اور اسکے سر پر سخت مار پڑی مگر انہون نے نہ قبول کیا پر نہ کیا اور جب رہائی پائی تو کہتے تھے کہ مجھے مار سے زیادہ اپنی والدہ کے غم کا صدمہ تھا۔ امام احمد حنبل جب کبھی اس واقعہ کا ذکر کرتے تو روتے اور اُس پر افسوس کرتے تھے۔ بعد کو ابوجعفر نے اِن پر دباؤ ڈالا اور کوفہ سے بغداد بکر بُلا یا۔ مگر امام صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ مین قاضی نہون گا۔ تب اوسنے ان کو قید کیا اور قید ہی مین قید ہستی سے رہائی پائی۔ ابوجعفر منصور نے کئی مرتبہ قیدخانہ سے بلوا کر ان کو دھمکایا مگر یہی کہتے رہے کہ اے منصور خدا سے ڈر اور ایسے آدمی کو مقرر کر جس کو خدا کا خوف ہو واللہ مین تو خوشنودی کی حالت میں بے کھٹکے نہین ہوں پھر غصہ کی حالت کا کیا پوچھنا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دو یا تین دن تک یہ قاضی رہے پھر چھ دن بیمار رہ کر قضا کر گئے۔ اور ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ منصور نے ابوحنیفہ سفیان ثوری مسعر[ع۵] اور شریک[ع۵] کو قاضی مقرر کرنے کو بُلوایا۔ اسپر ابوحنیفہ نے کہا کہ مین سب کے بارہ مین قیاس دوڑاتا ہون کہ کس کا کیا حال ہوگا۔ میں تو حیلہ کرکے چھوٹ جاؤن گا۔ اور مسعر

سنہ ۵ اکثر جو نمبر ۹ پر آئندہ آتا ہے۔ ع ۵ ابن شہاب و شریک ابن عبداللہ تابعیان اند۔ ۱۲ منتہی الارب

بے وقوف بنکر نکل جائینگے۔ اور سفیان بہاگ جائینگے۔ اور شریک دام مین پہنس
جائینگے۔ چنانچہ جو انہون سے کہا تھا وہی ہوا یسعر نے اپنے آپ کو اسطرح بیوقوف
بنایا کہ جب منصور کے دربار مین حاضر ہوئے تو اوس سے پوچھا کہ تمہارا مزاج کیسا ہے
تمہارے بال بچے تو اچھے ہین تمہارے گدہون کا کیا حال ہے۔ تمہارے جانور کس
طرح ہین منصور نے کہا کہ اس کو نکال دو یہ سڑی ہے اور سفیان نے جب
شریک کی نسبت سا کہ انہون نے قبول کر لیا تو اون کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تم بھاگ
سکتے تھے مگر نہ بھاگے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوش پوشاک تھے اور ان کے جسم سے
خوشبو آتی تہی بڑے سخی اور اپنے بھائیون کی عمدہ طور پر غمخواری کرنے والے تھے اور
جب سامنے سے آتے ہوتے یا اپنے گھر سے نکلتے تھے تو خوشبو سے پہچانے جاتے
تھے۔ کہتے تھے کہ مین نے کبھی کوئی ایسی نماز نہ پڑہی جس مین اپنے اوستاد حمّاد
اور ہرایسے شخص کے لئے جس سے مین نے کوئی علم سیکھا یا جس کو مین نے پڑھایا
دعا نہ کی ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگ فقہ مین امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
کے بال بیچے ہین یہ راتون کو نہین سوتے تھے اور نماز کی کثرت کے باعث لوگون
نے ان کا نام میخ رکہا تھا۔ اور چالیس برس تک انہون نے عشا کے وضو سے
صبح کی نمازین پڑہی تہین اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ مین نہ بیٹھے اور کہتے تھے کہ جس
قرض سے کوئی نفع حاصل ہو وہ سود ہے اور عموماً راتون کو ہر رکعت مین سارا قرآن
پڑہا کرتے تھے اور اون کے گریہ کی آواز سنکر اون کے پڑوسیون کو اون پر ترس آتا
تہا جس جگہ انہون نے رحلت کی وہان انہون نے سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا تھا
اور عبد اللہ ابن المبارک خود ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہتے ہین کہ انہون نے

چالیس برس تک پانچوں نمازین ایک ہی وضو سے پڑہی تہین۔ وہ ہمیشہ ظہر اور عصر کے بیچ میں اور جاڑون میں اول شب مین ایک گھنٹہ سویا کرتے تھے۔ ان کا قول تہا کہ جب قاضی نے رشوت لی تو وہ معزول ہوگیا گو حاکم اوس کو معزول نہ کرے۔ ان سے کسی نے پوچہا کہ علقمہ عـــہ واسود عـــہ مین سے کس میں زیادہ فضیلت تہی تو کہا کہ ہم کو اس کی لیاقت نہین ہے کہ اون کا ذکر ہی کرین چہ جائیکہ ہم اون کے درمیان مین فیصلہ کرین۔ امام صاحب کہتے تھے کہ مین نے عطاء عـــہ کو کہتے سنا کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی مرسل ہی ایسا نہین ہے جس پر خدا کی حجت نہو چاہے وہ اوس پر عذاب کرے اور چاہے معاف کرے اور کہتے تہے کہ مُرجیہ فرقہ (جس کے لفظی معنی ہین تاخیر مین ڈالنے والا) کا یہ نام اس سبب سے ہوا کہ ان سے نافرمانون کے بارہ مین پوچہا گیا کہ آخرت مین ان کا ٹہکانا کہان ہوگا تو ان لوگون نے کہا کہ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے اس لیئے ان کا نام مُرجیہ پڑگیا کہ انہوں نے نافرمانون کو خدا پر ڈال دیا کیونکہ کافر جہنم مین ہون گے اور ایمان والے جنت مین۔ ان کے پڑوس مین ایک یہودی رہتا تہا جس کے پائخانہ کا پانی ان کے گہر مین ٹپکا کرتا تہا۔ جسکو یہ بیس برس تک روزانہ اپنے گہر سے اوٹہا کر کہورے پر پہینک آیا کیئے اور کبہی یہودی کو اسکی خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب اوس کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ رو پڑا اور اون کے پاس آکر مسلمان ہوگیا۔ ان کا قول تہا کہ اگر کوئی بندہ یہانتک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ اس ستون جیسا ہوجائے مگر اوس کو اس کی خبر ہو کہ وہ جو کچہ کہاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے تو اوس کی عبادت قبول نہ ہوگی۔ ان کا قول

عـــہ عـــہ دیکہو ترجمہ نمبر ۲۸ و نمبر ۲۹ عـــہ یہ مشہور تابعی تہے حکا ترجمہ نمبر ۸۰ پر درج ہے ۱۲

تھا کہ پچاس برس تک مین لوگون کے ساتھ اوٹھتا بیٹھتا رہا مگر مین سے ایک آدمی ہی نہ دیکھا جس نے میرا کوئی گناہ معاف کر دیا ہو یا اوس سے مین نے یاری گٹھ کر لی ہو تو اوس نے مجھ سے میل کیا ہو یا میرا کوئی عیب چھپایا ہو یا غصہ وہ عصہ ہوا ہو تو مجھے اپنے بارہ مین اوس سے اطمینان ہوا ہو پیران لوگون مین مشغول رہنا نہایت بڑی حماقت ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم دنیا کو اور کسی وجہ سے بری نہین سمجھتے تو اس سبب سے تو بری سمجھو کہ اس مین اللہ تعالیٰ کی نافرمانیان ہوتی ہین اور روٹی کے ساتھ نمک شہوت پرستی ہے۔ رحلت کے بعد ایک شخص نے اِن کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا انہون نے کہا کہ مجھے بخش دیا۔ تب اوس نے پوچھا کہ کیا علم کے سبب سے۔ تو کہا کہ واحسرتا! علم کے سبب سے آداب اور اوس کے لئے بہت سی شرطین ہین جنکو بہت تھوڑے بجا لاتے ہین۔ پھر اوس سے کہا کہ آخر کس سبب سے بخشا تو امام صاحب نے کہا کہ اس وجہ سے کہ لوگ مجھپر وہ عیب دہرتے ہین جو مجھ مین نہین ہین۔ اِن کا قول ہے کہ جو اپنی شرمگاہ کو ہلکا سمجھا اپنے دین کو ہلکا سمجھا اور اگر بندہ اپنے گمان کی سست لب نہ ہلائے تو اوس پر کوئی گناہ نہین ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ دُنیا مین پرہیزگار فقیہ سے بڑھکر کوئی صاحب عزت نہین ہے ایک شخص نے ان سے کہا کہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون تو اوس سے کہا کہ تمہاری دوستی کی کوئی چیز مانع نہین ہے کیونکہ نہ تم میرے چچا زاد بھائی ہو اور نہ پڑوسی اور عوعاء سے مراد وہ قصہ خوان ہے جو لوگون کا مال کہانا چاہتے ہیں۔ اور قاضی کو اوس کے عہدہ پر ایک سال سے زیادہ نہ رہنے دینا چاہیئے کیونکہ جہان سال بھر سے زیادہ رہا اور اوسکی وقاہت رخصت ہوگئی سا کے مساقب بہت اور مشہور ہین۔

(۹۴) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ ہے نصیب اوس کے جس کو اللہ تعالیٰ گمنام کردے اور مین نے
رب العزۃ کو خواب میں دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ کوسی چیز ایسی ہے جس سے تیری
قربت ڈہونڈہنے والے اپنی مراد کو پہنچیں - ارشاد ہوا کہ اے احمد امیر اکلام۔ تب میں نے
سوال کیا کہ سمجھکر یا بے سمجھے فرمایا کہ سمجھکر ہو یا بے سمجھے۔ انکی عادت تھی کہ جب انکو کوئی
حدیث تہا ملتی تھی تو جبتک اوسکے ساتھ دوسری ہوتی تھی اوسکو بیان نہین کرتے تھے
مین کہتا ہون کہ یحییٰ بن معین اور عبداللہ ابن داؤد کا بھی یہی حال تھا واللہ اعلم۔
انکا قول تھا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے نگاہ کی نگہداشت کیلئے شادی کی تھی
یہ سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرنے مین ضرب المثل تھے رات کے قیام کو کبھی
ترک نہ کرتے تھے اور ہر شب و روز مین ایک ختم کرتے اور اسکو لوگون سے مخفی رکھتے تھے۔
ابوعصمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات کو مین امام احمد رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ تو
انہوں نے میرے پاس پانی لاکر رکھدیا اور جب صبح کو انہون نے پانی کو جون کا تون پایا
تو کہا کہ سبحان اللہ! جو شخص علم کا طالب ہو اوسکا رات کا کوئی وظیفہ نہو۔ یہ صاف ستھرے
سفید کپڑے پہنتے اور مونچہون اور سر کے بالون اور جسم کو صاف رکھتے تھے اور مجلس انکی
آخرت کیلئے خاص تھی اوسمین دنیا کی کسی چیز کا ذکر نہوتا تھا۔ شادیوں نکاحون اور ختنون
کی تقریبون مین شریک ہوتے اور کھانا کھاتے تھے انکی والدہ کے پاس کپڑے رہتے تھے اور
ان کے پاس زکواۃ آئی تو اوسکو واپس کردیا اور کہا لوگون کے میل سے انکی عریانی بہتر ہے
اس گھر مین تہوڑے ہی دن رہنا اور پھر تو کوچ کرجانا ہے۔ انکو جب بہوک لگتی تھی تو روٹی

اسکے سوکھے ٹکڑون کو گرد و غبار سے صاف کرکے ایک پیالہ مین رکھتے اور اوسپر پانی ڈالتے
تھے اور جب وہ بھیگ جاتے تو نمک سے کھا لیتے تھے۔ اور بعض وقت اسکے لئے مٹی کی
ہانڈی مین دال چربی ملا کر پکائی جاتی تھی۔ اور اکثر یہ سالن کے بجائے سرکہ ہی پر اکتفا کرتے
تھے اور جب رستہ مین چلتے تھے تو کسی کو اپنے ساتھ چلنے نہ دیتے تھے۔ جب یہ بیمار ہوئے
تو انکا قارورہ طبیب کے پاس گیا اوسنے اُسے دیکھکر کہا کہ یہ ایسے شخص کا قارورہ ہے جسکے جگر کو
فکر و غم نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے یہ لڑکپن ہی سے رات بھر بیدار رہا کرتے تھے غایت
درجہ کے تنہائی پسند تھے مسجد یا جنازہ یا بیمار پرسی کے سوا کہین کسیکی نظر انپر نہین پڑتی تھی
بازار مین چلنے کو برا سمجھتے تھے۔ انکا وظیفہ ہر شب و روز مین تین سو رکعتین تھین مگر جب
کوڑون سے پٹے تو بدن کمزور ہوگیا اسلئے ہر رات اور دن مین ڈیڑھ سو رکعتین پڑھتے تھے
انھون نے پانچ حج کئے تھے جنمین سے تین پاپیادہ۔ اور ہر حج مین بیس درہم (سوا چھہ روپیہ)
خرچ کئے تھے۔ خدائی آزمایش کے زمانہ مین جب یہ تازیانہ لگانے کو لائے گئے تو جناب
باری عزاسمہ نے ایک شخص کے ذریعہ سے انکی ڈھارس بندھائی اس شخص کا نام ابو الہیثم
عیار تھا۔ یہ امام صاحب کے پاس کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے احمد مین فلان چور ہون مجھپر اٹھارہ ہزار
تازیانے پڑے کہ مین اقرار کرون مگر مینے اقرار نہ کیا حالانکہ مین جانتا تھا کہ مین برسر ناحق ہون اسلئے
تازیانون کی گرمی سے بیجینی ظاہر کرنیسے بچتے رہنا کیونکہ تم حق پر ہو۔ چنانچہ جب امام احمد کو مار
سے درد محسوس ہوتا تھا تو اوس چور کی بات کو یاد کر لیتے تھے اور اسکے بعد ہمیشہ اوسپر مہربانی
کیا کرتے تھے جب امام احمد خلیفہ متوکل کے پاس گئے تو اوسنے اپنی مان سے کہا کہ امان جان
اس شخص سے تو ہمارا گھر منور ہوگیا پھر لباس فاخرہ آیا اور امام صاحب کو پہنایا گیا تو وہ رونے
اور کہنے لگے کہ مین عمر بھر تو ان لوگون سے بچا رہا مگر جب موت نزدیک پہونچی تو انکے ادر

اسکی دنیا کے ساتھ مبتلا ہو گیا اور جب باہر آئے تو وہ کیڑے اونہوں نے اوتار ڈالے یہ لگاتار روزہ رکھتے اور ہر تین دن کے بعد کھجور اور ستو سے افطار کرتے تھے فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ امام احمد رضی اللہ عنہ اٹھائیس مہینے قید رہے اور اس عرصہ میں تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد اسقدر تازیانے ان پر پڑتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے اور تلوار سے انکو چرکے لگائے جاتے اور زمین پر ڈالکر اونکو پاؤں سے روندتے تھے اور معتصم کے مرنے تک یہ اسی مصیبت مین رہے اور اوسکے بعد جب واثق خلیفہ ہوا تو ان کو اور گران گذرا اور کہنے لگے کہ مین ایسے شہر مین نہین رہنا چاہتا جہان ملحد قرار دیا جاؤن چنانچہ چھپے رہے نماز وغیرہ کے لئے بھی نہ نکلتے تھے یہانتک کہ واثق مر گیا اور متوکل خلیفہ ہوا تو اسنے امام احمد کی مصیبتین دور کین اور اونکو اپنے حضور مین بلوایا اور اونکی تعظیم و تکریم کا حکم دیا اور تمام ممالک اسلامیہ مین ایذا بھی اوٹھا دینے اور سنت کا اظہار کرنے اور قرآن کے غیر مخلوق ہونے کے بارہ مین فرمان جاری کئے اور معتزلون کے گروہ جو اہل بدعت تھے ٹھنڈے پڑ گئے احمد بن غسان کا بیان ہے کہ جب مین امام احمد کے ساتھ مامون کے پاس پکڑا ہوا گیا تو خلیفہ کا خادم ہم سے آکر ملا اوسکی آنکھون سے آنسو جاری تھے وہ اونکو پونچھتا جاتا اور کہتا تھا کہ اے ابو عبداللہ جو مصیبت تم پر آئی ہے اوسکا مجھے سخت صدمہ ہے امیر المومنین نے وہ تلوار نیام سے نکالکر رکھی ہے جو کبھی نہین نکالی تھی اور چمڑے کا وہ زیر انداز بچھوایا ہے جو کبھی نہین بچھوایا تھا اور اوس نے کہا ہے کہ مجھے جو قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اسکی قسم کھا کر کہتا ہون کہ جبتک یہ دونون قرآن کو مخلوق نہ کہینگے مین اپنی تلوار احمد اور اوسکے ساتھی سے الگ نکرونگا یہ سنکر امام احمد اپنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور آسمان کیطرف دیکھنے اور دعا کرنے لگے چنانچہ تہائی رات بھی گذرنے نہ پائی تھی کہ نالہ و شیون کی صدائین بلند ہوئین اور وہی خادم یہ کہتا ہوا ہماری طرف آیا کہ

اے احمد تمنے سچ کہا قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے واللہ امیر المومنین مرگیا۔ اور مدینہ طیبہ مین داخل ہونیسے پہلے امام احمد کو ایک عابد ملا تہا اوسنے انسے کہا تہا کہ اے احمد دیکہو تمہارا آنا مسلمانوں کیلئے منحوس ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف سے تمہارا سفیر مقرر ہونا پسند فرمایا ہے لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ تم کیا کہتے ہو وہی وہ بہی کہنے لگین گے امام احمد نے اسکے جواب مین حسبنا اللہ و نعم الوکیل (اللہ ہمکو بس کرتا ہے اور وہی اچہا وکیل ہے) کہا تہا اور جب انکو قید کیا تو انکے پاؤن مین چار بیڑیان ڈالین۔ اور وہ شخص جو خلیفہ کیطرف سے امام احمد سے لڑتا تہا اس ابی داؤد تہا یہ خلیفہ سے کہتا تہا کہ احمد گمراہ و بدعتی ہے اور پہر انکی طرف منہ کر کے کہتا تہا کہ خلیفہ نے قسم کہائی ہے کہ تمکو وہ تلوار سے قتل نہ کریگا بلکہ چوٹ کے پرچوٹ لگاتا جائیگا یہانتک کہ تم مرجاؤ گے۔ چنانچہ تین روز امام احمد کیساتھ مخالفین مناظرہ کرتے رہے یہانتک کہ خلیفہ گبہرا گیا اور جب مباحثہ نے بہت طول پکڑا تو ابن ابی داؤد نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ انکو قتل کرڈالئے انکا خون ہماری گردن پر ہے اسپر خلیفہ نے اپنے ہاتہ سے امام احمد کے منہ پر اسقدر طمانچے مارے کہ اونکو غش آگیا تب خلیفہ کو امام احمد کے ان طرفدارون سے جو اونکے ساتہ تہے اپنی جان کا خوف ہوا۔ اسلئے اوسنے انکے چہرہ پر پانی کے چہینٹے دئے امام احمد کہتے ہین کہ جب میں سزائے تازیانہ کیلئے سامنے لایا گیا اور لوگ خلیفہ کے سامنے کہڑے ہوئے تہے تو ایک شخص نے مجہسے کہا کہ تم اپنے دونون ہاتون سے دونون لکڑیوں کے سرے کو تہامے رہنا مگر مین اوس کی بات نہ سمجہا اس سبب سے میرے دونون ہاتہ اوکہڑ گئے لوگون کا بیان ہے کہ امام احمد کو برابر مرتے دم تک اس کی تکلیف رہی اور کئی سال تک مارنے کے بعد ہمیشہ انکے سرین سے گوشت کی بوٹیان اور چمڑہ نوچا جاتا تہا بشر بن الحارث رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ امام احمد کا امتحان بہٹی میں ڈال کر کیا گیا۔ چنانچہ وہ کندن ہو کر نکلے۔ اور ہیثم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ

اپنے زمانہ کے لوگون کے لئے اللہ کی حجت تھے اور فضیل اپنے زمانہ کے لوگون
کے لئے اور ہر زمانہ مین ایسا ہی معاملہ برابر ہوتا آیا ہے امام احمد کہا کرتے تھے کہ اگر کسی
شخص مین نیکی کی سو خصلتین ہون مگر وہ شراب پیتا ہو تو یہ سب کی سب کو مٹا دے گی۔
اور کہتے تھے کہ ایسے شخص سے علم نہ اخذ کرو جو اُسکے بدلے دنیا کی کوئی چیز لیتا ہو۔
انکا ایک پڑوسی بیمار ہوا تو یہ اُسکی عیادت کو نہ گئے اسپر انکے بیٹے نے ان سے کہا
کہ آپنے پڑوسی کی بیمار پرسی کیون نہ کی انہون نے جواب دیا کہ اُسنے ہماری عیادت
کی بہرہم کیون کرتے۔ انکا قول تھا کہ صحابہ میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے
ہیں جتنے کہ علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ خضر علیہ السلام نے انکے پاس ایک
فقیر کو بھیجا اُسنے کہا کہ اے احمد تونے جو خدائے عزوجل کے لئے اپنی جان پر مصیبت
برداشت کی اُس سے آسمان کے رہنے والے اور عرش کے ارد گرد والے تجھسے
خوش ہیں۔ ۲۴۱ھ دوسو اکتالیس ہجری مین ستہتر سال پورے کرکے دار المحن سے
ابدی دار الامن کو سدہارے۔ جب یہ بیمار ہوئے تو انکی عیادت کے لئے اُنکے
دروازہ پر اسقدر آدمی اور انکی سواریون کے جانور جمع ہوئے کہ شاہ راہیں اور کوچے و
گلیاں بھر گئین۔ اور جسوقت طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تو نالہ و شیون
کی صدائیں بلند ہوئیں اور انکی وفات سے دنیا گونج اُٹھی اور بغداد والے اس کثرت
انکی نماز پڑہنے کو میدان میں نکلکر آئے کہ حاضرین جنازہ مین سے مردوں کا شمار آٹھ لاکھ
اور عورتون کا ساٹھ ہزار تک پہونچا۔ اور جو لوگ کہ اطراف مین اور کشتیون اور مکان
کی چہتون پر ستھے وہ بھی ملا لئے جائیں تو دس لاکھ سے زیادہ تک تعداد ہوجاتی ہے۔
اور ایک روایت مین ہے کہ سب ملاکر پچیس لاکھ آدمی تھے۔ اور اس دن بیس ہزار

یہودی و نصرانی و آتش پرست مسلمان ہو گئے۔

(۹۵) ابو محمد سفیان بن عُیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار برس کے تھے جب انہوں نے قرآن حفظ کیا تھا۔ اور سات برس کی عمر میں حدیثیں لکھیں۔ انکا قول تھا کہ جس سے تمکو فائدہ نہ پہونچے اُسکو اگر تم نے بیچا تو تو تمپر کوئی الزام نہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے ایک بھائی کو لکھا کہ بھائی جان کیا تمہارا وہ وقت نہیں پہونچا ہے کہ آدمیون سے وحشت کرو ہمیں تو ایسے لوگون کا زمانہ پایا ہے کہ جب اُنمین سے کوئی چالیس برس کی عمر کو پہونچتا تھا تو ایسا موت کے سامان میں لگ جاتا تھا کہ اپنے ستا ساؤن سے دیوانہ بن جاتا اور گویا مخبوط الحواس ہوجاتا تھا۔ لوگ جب انکو کوئی چیز دیتے تو یہ کہتے تھے کہ فلان شخص کو دو وہ مجھسے زیادہ حاجتمند ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جسنے مصیبت پر صبر کیا اور قضا پر رضا ظاہر کی اُسکا کام پورا ہو گیا انکا قول ہے کہ کسی شخص کی بُرائی کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے آپ مین فساد دیکھے اور اُسکی اصلاح نہ کرے۔ اور دو خصلتون کا حاصل کرنا دشوار ہے لوگون کے قبضہ کی چیزون کے لالچ سے دست بردار ہونا اور اللہ کے لئے عمل کا خالص بنانا۔ اور جب میرا دن ماہجہ کا دن ہو اور میری رات جاہل کی رات تو جو علم مینے لکھا ہے اُسکو لیکر مین کیا کرونگا۔ اور جسکو زیادہ عقل ملی اُسکی روزی کم ہوئی اور دنیا میں لا الہ الا اللہ بمنزلہ پانی کے ہے اسلئے جسکے ساتھ لا الہ الا اللہ نہین ہے وہ مردہ ہے اور جسکے ساتھ ہے وہ زندہ ہے۔ اور خدائے عزوجل نے بندون کو کوئی نعمت اس سے عمدہ نہیں دی ہے کہ انکو لا الہ الا اللہ سے واقف کردیا ہے اور

لا الہ الا اللہ آخرت میں وہی کام دے گا جو کام دنیا میں پالی دیتا ہے۔ اور جیسے
اس قسم کی حدیثوں کی کہ من[1] غشنا فلیس منا[2] - یہ تفسیر کی کہ وہ ہماری راہ راست
اور ہمارے عمدہ طریقہ پر نہیں ہے اُسمے بے ادبی کی کیونکہ اُسکی تفسیر سے خاموش رہنا
ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے بہت زیادہ بلیغ ہے - اور دنیا کی نسبت زہد یہی
ہے کہ صبر کرے اور موت کا امیدوار رہے حرملہ کا بیان ہے کہ سفیان بن
عیینہ نے میرے لئے اپنی آستین سے جو کی ایک روٹی نکالی اور کہا کہ لوگ
جو کچھ کہتے ہیں اُسکو چھوڑو کیونکہ ساٹھ برس سے میری غذا یہی ہے - اور لابدی چیز کی
طلب حب دنیا نہیں ہے - اور زمزم کا پانی بمنزلہ خوشبو کے ہے اسکو پھیرنا نہ چاہیے
اور انکا قول ہے کہ جب مومن کا جی قرض کے ساتھ وابستہ رہتا ہے جبتک کہ
وہ ادا نہو جائے تو پھر غیبت کرنے والے کا کیا حال ہوگا - کیونکہ قرض ادا ہوسکتا ہے
اور غیبت ادا نہیں ہوسکتی - اور فرض کرو کہ اگر کسی شخص نے ایک آدمی کا مال لے لیا
اور اس آدمی کی موت کے بعد وہ پرہیزگار ہوگیا تو یہ ہوسکتا ہے کہ وہ مال اس کے
وارثوں کو دیدیا جائے - اور بہر حال ان چیزوں کے کفارے ہیں - لیکن اگر کسی شخص
نے ایک آدمی کی غیبت کی اور بعد کو پرہیزگار ہوگیا اور اُس آدمی کے مرنے کے بعد
اُسکے وارثوں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے پاس آیا اور سبنے اُسکو معاف بھی کر دیا تب
بھی وہ غیبت معاف نہوگی - اسلئے مومن کی آبرو اُسکے مال سے بڑھکر ہے - اور کہا کہ

~~لہ جیسے ...~~

[1] من حلف بالامانة فلیس منا (ابوداود)

[2] لیس منا من لم یتغن بالقرآن (بخاری) وعلی ہذا سائر الاحادیث ۱۲

تھے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی تھی کہ گناہ کے سبب سے کسی پر عیب نہ لگانا۔ انکا قول ہے کہ ایک انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا راز ہوا کرتا ہے اور ایک علمار کا اور ایک بادشاہوں کا پس انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اگر عوام پر اپنا راز ظاہر کر دیتے تو نبوت میں خلل آتا اور اگر علمار اپنا راز عامیوں پر فاش کردیں تو فساد پہیل جاوے اور اگر بادشاہ اپنا راز کہول دیں تو سلطنت میں خلل آجائے۔ اور انکا قول ہے کہ علم اگر تمکو نفع نہیں پہونچاتا تو ضرر پہونچانے لگا۔ جب یہ نماز پڑہ چکتے تو کہتے تھے کہ خدایا جو کچھہ قصور وخطا مجھسے اس نماز میں ہوئی اُسکو بخشدے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ طالب علم جبتک اپنے آپ کو سب مسلمانوں سے کم نہ سمجھے دانشمند نہیں ہوتا۔ اور اگر بغیر جھگڑے اور مالش کے تم اپنا حق نہ پاسکو تو اگر تم اپنے دین کی سلامتی چاہتے ہو تو اُس سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور بہت سے آدمی ایسے ہیں جو دنیا کی نسبت زہد کا اظہار کرتے ہیں مگر اللہ اُنکے دل سے آگاہ ہے کہ اُنمیں دنیا کی محبت ہے۔ اور فقیری کا چھپانا مطلوب ہے کیونکہ یہ اچھے اعمال میں سے ہے اور نفس پر سب سے زیادہ دشوار یہی ہے۔ اور جہاد دو ہیں ایک تو دشمن کے ساتھہ۔ اور دُوسرا نفس کے ساتھہ۔ اور جو لوگ پہچانے گئے وہ اس سبب سے کہ وہ اس امر کو دوست رکہتے تھے کہ نہ پہچانے جائیں۔ اور اذان سے پہلے نماز کو آنا چاہیئے اور سُتھے غلام نہ بننا چاہیئے کہ جب تک بلائے نہ جائیں حاضر نہوں اور تمہارے لئے کوئی چیز اُس علم سے زیادہ مضر نہیں ہے جسپر تم عمل نہیں کرتے۔ اور اول زمانہ کے بُرے تمہارے آجکل اچھوں سے اچھے تھے۔ اور جس زمانہ کے لوگ ہم جیسے کے محتاج ہوں ضرور وہ بُرا زمانہ ہے سنہ ۱۰۱ ایکسو سات ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوے اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور یہیں سے سنہ ۱۹۷

ایکسو ستنا نوے ہجری مین اکانوے سال کی عمر مین سفر آخرت اختیار کیا اور حجون مین دفن ہوئے۔

(۹۶) شعبہ ابن الحجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکو روایت وحدیث کا امیر المومنین کہا کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ شیطان مولویون سے اُسیطرح کھیلنے لگا جسطرح بچے اخروٹ سے کھیلتے ہین پھر جو مولوی ہین ہین اُنکا کیا حال ہوگا۔ انہون نے اسقدر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی کہ انکا چمڑا ہڈیوں سے لگ گیا تھا یہ ہمیشہ برابر روزے رکھا کرتے تھے اور جو شخص آٹھ درہم کی قیمت کی پوشاک پہنتا تھا اُسکو نام رکھتے اور کہتے تھے کہ تو نے چار درہم کا ایک کرتہ بنالیا ہوتا اور باقی کو خیرات کردیا ہوتا۔ اور اگر کوئی کہتا کہ مین ایسے لوگون کا ہم صحبت ہون کہ اُنکے لحاظ سے مجھکو خوش پوشاک رہنا پڑتا ہے تو کہتے تھے کہ کیا خاک خوش پوشاک رہنا پڑتا ہے۔ اور جب سیت اللہ جانے والے سائل کے پاس سے انکا گذر ہوتا تھا تو جو کچھ انکے پاس ہوتا یہ سب اوسکو دیدیتے تھے۔ اور اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے محتاجون اور فقیرون کے لئے سوال کرنے کی حاجت ہوتی تو مین کسیکے ساتھ نہ بیٹھتا۔ انکی پوشاک کی رنگت مٹیالی رہا کرتی تھی اور جب یہ اپنی کمال کو کھجاتے تھے تو اُس سے مٹی نکلتی تھی۔ اور جب سائل کے دینے کو کچھ نہ پاتے تو اپنی سواری کا گدھا دیدیتے اور خود پیادہ چلتے تھے۔ اور جب کبھی کشتی مین بیٹھتے تو اُسمین جتنے آدمی ہوتے سب کی طرف سے کرایہ بھی ادا کرتے تھے۔ لوگون نے انکے گدہے کی معہ اُسکے زین اور لگام کے سترہ درہم قیمت لگائی تھی۔ اور انکی پوشاک کو انکا تو دس درہم کی بھی نہ تھی حال انکہ ایک

ایک کرتہ ایک تہ بند اور ایک چادر اُسمیں تھی - خلیفہ مہدی نے ان کے لئے تیس ہزار درہم (نوہزار تین سو بچہتر روپے) بھیجے اہوں نے بیٹھے بیٹھے سب کو لٹا دیا اور اُسمین سے ایک درہم بھی نہ لیا حال آنکہ اُسکے اہل وعیال روٹیون کو محتاج تھے - ۱۶۱ھ ایک سو اکسٹھ ہجری میں ستتا نوے برس کے ہوکر بصرہ سے حق کی راہ لی

(۹۷) مسعر بن کِدام (بکسر کاف) رضی اللہ عنہ

الکا قول ہے کہ اللہ تعالی کے کچھ ایسے بندے ہوا کرتے ہیں کہ اگر اُن کو معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالی کے حکم سے یہ مصیبت نازل ہونیوالی ہے تو اسے پروردگار اور اُسکے حکم کی محبت سے اُسکا استقبال کرنے کو دوڑیں پھر اُسکے آ چکنے کے بعد اُسے بُرا کیونکر سمجھین گے - یہ جب قرآن مجید کھولتے اور اُسمیں کسی ایسی قوم کا قصّہ دیکھتے جسپر اللہ تعالی نے عذاب کیا ہے تو کہتے کہ خداوندا میرے دل مین اُنکی رحمت آئی ہے اب تو چاہے مجھے بخشدے اور چاہے مجھپر عذاب کرے - یہ کہا کرتے تھے کہ بیکار نہ بیٹھا کرو کیونکہ موت تمہاری تلاش مین ہے - اور نماز کے بعد اشعار پڑہا کرتے جنکے مضمون یہ ہوتے تھے کہ نفس کی یہ حالت ہوگی اور وہ حالت ہوگی - انسے کسی نے پوچھا کہ اہل مدینہ مین بڑا فقیہ کون ہے تو کہا کہ جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے وہی سب سے بڑا فقیہ ہے - اور ہر شب کو نصف قرآن پڑہے بغیر نہیں سوتے تھے اور جب اپنے اس وظیفہ سے فارغ ہوتے تو چادر لپیٹ کر ہلکی سی نیند لے لیتے اور پھر ایسے خوف زدہ ہوکر اوچھل پڑتے کہ گویا کوئی بیش بہا چیز گم ہو گئی ہے اور یہ اُسکو ڈھونڈھ رہے ہیں - اسوقت مسواک کرتے اور وضو کرکے فجر تک قبلہ رخ بیٹھے رہتے

یہ اپنے علم کے چھپائے رکھنے مین سخت کوشش کرتے تھے - اور یہ کہا کرتے تھے کہ
میں چاہتا ہون کہ کسی غمگین رونے والی کی آواز سُنا کرون - ان سے کسی نے پوچھا کہ
کیا آپ چاہتے ہین کہ فلان شخص آپ کے عیبوں سے آپکو آگاہ کیا کرے اسکو جواب دیا
کہ اگر نصیحت کی نیت سے ہے تو ہاں اور اگر میری چغلی کرنے کا ارادہ ہے تو نہین -
جب کبھی انکے دل مین قیامت کا خیال آتا تو اسقدر روتے کہ حاضرین کو ابپر رونا آتا تھا
یہ اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتے اور کہتے تھے کہ اگر میری والدہ ہوتین تو مین ضرورت کے
سوا کبھی مسجد کو نہ چھوڑتا اور انکی حالت یہ تھی کہ جب مسجد مین آتے تب روتے اور جب
وہان سے باہر نکلتے تب روتے جب کلام پڑھتے تب روتے اور جب بیٹھتے تب روتے
انکے مرض الموت مین سفیان ثوری رضی اللہ عنہ انکے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مُسعر
یہ سب گھبراہٹ کیسی واللہ مین تو چاہتا ہوں کہ مجھے ابھی موت آجائے - مُسعر رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ اے سفیان تمکو اپنے اعمال پر وثوق ہے لیکن واللہ میرا تو یہ حال ہے
کہ گویا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں نہین جانتا کہ کہان اُترون - اسپر سفیان رضی اللہ عنہ
روئے اور کہنے لگے کہ بھائی جان! بیشک تم مین خدا کا خوف مجھسے زیادہ ہے - اور
سفیان ثوری رضی اللہ عنہ جب انکی روایت بیان کرتے تو انکو انکی کنیت "ابوسلمہ"
سے یاد کرتے اور کہتے تھے کہ انکا نام لیتے مجھے شرم آتی ہے - انکی پیشانی پر سجدہ
کرتے کرتے بکری کے گھٹنے جیسا گٹا پڑ گیا تھا - انکا قول تھا کہ جو عالم بادشاہ کے
انعام قبول کرے اور اینٹوں سے اپنا مکان بنائے اُسکی تعریف نہ کرنا چاہیے -
ایک مرتبہ انکی والدہ نے عشا کے بعد پینے کو پانی مانگا اور جب یہ باہر سے کوزہ مین
پانی لیکر آئے تو وہ سوگئی تھیں - یہ ہاتھ میں کوزہ لئے ہوئے اُنکے بیدار ہونے کے

انتظار میں صبح تک کھڑے رہے - اور جب خلیفہ ابو جعفر منصور نے انکو قاضی مقرر کرنیکو بلایا تو اُس سے کہا کہ امیر المومنین ذرا آپ تامل کریں میرے گھر کے لوگوں کو اگر ایک درہم کی کوئی چیز منگوانی ہوتی ہے اور میں اُن سے کہتا ہون کہ مین خرید لاتا ہوں تو وہ کہتے ہین کہ ہم تیری خریداری پسند نہین کرتے - پھر جب میرے گھر کے لوگ میری ایک درہم کی خریداری سے راضی نہیں ہوتے تو آپ مجھے قاضی کیونکر مقرر کرتے ہین - اسپر خلیفہ نے ان کو معاف کر دیا اور کہا کہ اگر مسلمانون مین تیرا مثل ہوتا تو مین پیادہ پا اُسکے پاس جاتا - انکا قول تھا کہ جو سرکہ اور ساگ پر راضی ہو اُسکو لوگ اپنا غلام نہ بنا سکینگے - اور تلوار ون سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے پہاڑ کے درون مین ٹھیکروالدیں کا جوش رکھنا بہتر ہے - جب کوئی شخص ان سے دعا کی درخواست کرتا تو اُس سے کہتے کہ تمہیں دعا کردین ”آمین“ کہتا ہون کیونکہ دعا حاجتمند ہی کی ہونی چاہئیے مین کہتا ہون کہ حضرت معروف کرخی کی نسبت بھی مین نے ایسا ہی سنا ہے حالانکہ وہ اجابت دعا مین مشہور تھے واللہ اعلم - یہ کہتے تھے کہ عارف کا طبیب سے شکوہ کرنا ایسے مالک کا گلہ نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنی نسبت اللہ کی قدرت کو بیان کرتا ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ خداوندا جیسے ہم نیک گمان کیا ہے اور جیسے ہم نے نیک گمان کیا ہے اُسکے اور ہمارے دونو کے گمانوں کو سچا کر - نیز روتے اور کہتے تھے کہ رات کا قیام قیامت کے دن مومن کے لئے نور ہوگا جو اُس کے آگے اور پیچھے دوڑتا رہیگا اور دن کے روزے بندہ کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھینگے - اکثر رویا کرتے تھے اور اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ جہنم تو میرے ہی جلنے کے لئے پیدا ہی ہوا ہے - اور جو شخص انکو ستاتا اُسکو بددعا دیتے کہ خدا اسکو محدث یا مفتی بنا دے - یہ کہا کرتے تھے کہ قیامت کے دن منادی پکارے گا کہ

کی تمنا کرنے والو اٹھو اُسوقت وہی اُٹھینگے جو کثرت سے قل ھو اللہ احد پڑہا کرتے تھے - انکا قول تہا کہ لوگون کے کانے مین کو سب سے زیادہ کا ماہی بیچا نتا ہے سن ۱۲۵ھ ایکسو پچیس ہجری میں کوفہ سے عالم آخرت کا سفر کیا -

(۹۸) علی و حسین - صالح بن حی کے بیٹے - رضی اللہ عنہما

یہ دونوں عابد و زاہد تھے - انہون نے رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی میں علی قیام کرتے اور سو رہتے انکے بعد حسین بیدار ہوتے اور پہر سو رہتے اور آخری تہائی مین انکی والدہ بیدار ہوتین - اور جب یہ حسنت کو سدہاریں تو دونوں بہائیوں نے انکی تہائی کو بھی بانٹ لیا اور دونون بہائی ملکر عبادت میں رات پوری کر دیا کرتے تھے پہر علی نے قضا کی تو حسین نے ساری رات کا قیام اپنے ذمہ لیا - اور ان میں سے ہر ایک بہائی رات میں تہائی قرآن پڑہا کرتا تھا اور جب اُنکی والدہ اور علی نے وفات پائی تو حسین ہر شب کو ایک ختم کیا کرتے تھے - حسین رضی اللہ عنہ کو جب کوئی چیز سائل کو دینے کے لئے نہ ملتی تو اُسکو آگ کا انگارا دیتے اور کہتے کہ اسکو لیکر لوگون کے گھروں کو جاؤ کیا عجب ہے کہ وہ کچھ تمکو دیں جس سے تمہارا کام نکل جاوے - اور جب کسی شخص کو نصیحت کرنا چاہتے تو اُس سے زو در رو نہ کہتے بلکہ ایک پرچہ پر لکھکر اُسکو دیدیتے - انکا قول تہا کہ وسواسی آدمی کو کبھی فلاح نہین ہونے کی - ایک شخص نے ان سے پوچہا کہ صوفیون کے اس قول پر کہ "قیاس خیال میں نہین کرتا" کیا دلیل ہے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول "عرّف بعضہ واعرض عن بعض" کچھ جتایا اور

سلہ سورہ تحریم (اٹھائیسویں پارہ) کی تیسری آیت میں ہے اسکے قبل یہ ہے فلما نبأت بہ الخ دیکھو

کچھ ٹال دیا - انکا قول تھا کہ جب عالم اپنے پروردگار سے نہ ڈرا تو وہ عالم نہیں ہے -
اور مومن کو کہا ما - پیا - باتین کرنا اور چلنا نہ چاہیئے مگر نیت صالحہ سے - اور کہا کرتے
تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ تکلف کر کے سوؤں تا وقتیکہ نیند ہی مجھے
پٹک نہ دے - یہ کسی شخص کی کوئی چیز قبول نہ کرتے اور کہتے تھے کہ سعید بن المسیب
کا قول ہے کہ جسنے مسجد مین ڈیہی دی اور جسنے جو کچھ دیا اُسکو قبول کر لیا اُسنے مانگنے
میں اصرار کیا - انکا قول تھا کہ سب سے پہلے اہل فارس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات کی خبر ایک جن نے پہونچائی جو کتے کی صورت میں تھا - اور ہوا یہ کہ یہ کتا فارس کے
ایک گُتّے کے پاس آکر کہنے لگا کہ مجھے کچھ کھلاؤ تو میں ایک خبر بتاتا ہوں چنانچہ اسنے
اُسے کہا نا کھلایا تو اُسنے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا - یہ کہتے تھے کہ
سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کونسی چیز نمازی کی ستر پوش ہے
تو کہا کہ تقویٰ پھر پوچھا کہ کونسی چیز نماز کو کاٹ دیتی ہے تو کہا کہ بدکاری - انکا بچہ اسکے پاس
مسجد میں آکر کہتا کہ میں بھوکا ہوں تو اُسکو بہلاتے یہانتک کہ وہ چلا جاتا - انکی ایک جاریہ
تھی اُسیکے چرخہ کی آمدنی سے جو کی روٹی کہاتے تھے - انپر اسقدر خوف غالب تھا کہ ناک
سے بجاے رینٹ کے خون آتا تھا - انکا قول تھا کہ سب سے پرہیزگاری کی جستجو کی تو دنیا
مین اُسکو سب سے کمتر پایا - یہ جب قبروں کے قریب پہونچتے تو بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے
اور جب یہ کسی کے جنازہ کے ساتھ جاتے اور لاش کو قبر میں رکھتے دیکھتے تو انکو غش آجاتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵) وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اور جب اُنہوں نے اسکی خبر کردی اور خدا نے پیغمبر پر اسکو
ظاہر کر دیا تو پیغمبر نے کچھ جتایا اور کچھ ٹال دیا - یعنی بیوی نے رازدارانہ جہاں میں کی جسکو وضاحت کے ساتھ سمجھنا
مسطور ہو وہ ابتدا سے سورہ تحریم کو دیکھے وہ اسمجھ میں آجائیگا - مترجم

اور لوگ انکو انہی مردہ کے تختہ پر ڈالکر واپس لاتے تھے۔ اور جب یہ روتے تھے تو مصیبت زدون کیطرح انکے ساتھ دوستیون لوگون کو سنائی دیتے تھے۔ انکا قول تھا کہ نیک کام کرنا بدن کی قوت دلکا نور اور بینائی کی جلا ہے اور برا کام کرنا بدن کی سستی دل کی تاریکی اور بینائی کا دھندلا پن ہے۔ اور آدمی پورا فقیہہ نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ وہ اُسوقت خوش نہو جب اللہ تعالیٰ دنیا کو اس سے سمیٹ لکر اسکے اوسکے قران کو مدینہ علی سنہ ایکسو چون ہجری مین کوفہ اعلی علیین کو سدہارے اور حسین تیرہ سال بعد اُن سے جا ملے۔

(۹۹) عبد اللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ ایکسو اٹھارہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور بعض لوگ انکو سفیان ثوری رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے تھے۔ اور خود سفیان ثوری کہتے تھے کہ مینے سخت کوشش کی کہ تین دن ہی برابر اُس طرز عمل پر رہون جسپر ابن المبارک رہتے ہین مگر مجھسے نہو سکا یہ صحابہ اور تابعین کے حالات کے دیکھنے کو اپنے زمانہ کے علمار کے ساتھ بیٹھنے پر ترجیح دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جب سنہ ہجری کی دو صدیان پوری ہو جائین تو امراؤ جاب کے سوا لوگون سے بھاگنا چاہیئے۔ انکا قول تھا کہ جب کوئی شخص اسقدر قرآن سیکھ لے کہ اُس سے وہ اپنی نماز بخوبی ادا کر سکے تو اُسکو علم میں مشغول ہونا چاہیئے کیونکہ اس سے قرآن کے معنی اُسکو معلوم ہو سکینگے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں کوئی آدمی نہ رہا جسکو مین جانتا ہون کہ وہ نصیحت کو کشادہ دل کے ساتھ قبول کرے گا۔ اور عالم کے لئے غرور یہ ہے کہ دنیا کی محبت کا خیال بھی اُسکے دل مین نہ گزرے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ کیسے کون لوگ ہین انہون نے کہا کہ جو اپنے دین کو وجہ معاش بناتے ہین۔ اور کہا کرتے

تھے کہ جو شخص خوف خدا اور زہد میں کم ہو اُسکو علم مین زیادہ کیونکر کہا جا سکتا اور جس شخص نے
اپنے آپ کو پہچانا ہے اُسکی علامت یہ ہے کہ کُتّے سے بھی زیادہ ذلیل ہو - اور جیسے
اپنا دن ذکر پر ختم کیا اُسکا وہ دن ذکر مین شمار ہوگا گو یا وہ اس عمل کی تیاری میں لگا ہوا تھا -
اور بہت سے چھوٹے عملون کو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے عملون کو نیت
چھوٹا بنا دیتی ہے - یہ اسے ان شعرون کو اکثر تمثیلاً پڑھا کرتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے ؎

جنکے ہاتھوں دین و مذہب کچھ سے کچھ اب ہو گیا
ہین بُرے عالم یہ سلاطین - اور اسکے رہنما
قوم ردہ کا گذارا رہ گیا مُردار پر
علم والے جسکی بدبو سے ہین گھبراتے سدا

انکا قول ہے کہ بیچارے فرزند آدم پر پانچ فرشتے تعینات کئے گئے ہیں دو فرشتے
دنکو اور دو فرشتے رات کو آتے اور جاتے ہین اور ایک اسکو رات دن کبھی نہین چھوڑتا -
انکا جب کسی چیز کو جی چاہتا تو اُسکو مہمان ہی کے ساتھ کہاتے اور کہتے تھے کہ ہمنے سُنا
ہے کہ ؎ مہمان کے ساتھ کہانے کا ہوتا نہین حساب +

لوگوں کا بیان ہے کہ ابن المبارک کے دسترخوان کا سامان ایک یا دو گاڑیون پر چلتا تھا
ابو اسحٰق طالقانی کہتے ہین کہ مینے دیکھا کہ ابن المبارک کے دسترخوان کے لئے دو اونٹ
بھر کر بھُنی ہوئی مرغیان جا رہی تھین - خود تو دن کو روزے رکھتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو
فالودہ اور خبیص[1] کھلاتے تھے - یہ کبھی حمام میں نہ گئے - ایک مرتبہ اُن سے کہا گیا کہ مال کم ہو گیا
اسلئے لوگون کو دینا دلانا بھی کم ہو گیا - اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ اگر مال گُم ہو گیا تو عمر بھی

[1] بفتح ذکر ثانی و در آخر صاد مہملہ طعامیست کہ از روغن و خرما سازند ۱۲ عیاشی

ہوچکی - یہ کہا کرتے تھے کہ چار باتیں چار ہزار حدیثوں سے منتخب ہوئی ہیں -

(۱) کسی عورت پر ہرگز اعتبار نہ کر -

(۲) مال پر ہرگز فریفتہ نہ ہو -

(۳) اپنے معدہ پر اُسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال -

(۴) صرف وہی علم سیکھو جو تمکو نفع دے -

انکی عادت تھی کہ جب انکو اپنے یاروں کی نسبت خبر ہوچکی تھی کہ انھوں نے کسی مسئلہ کو انکی طرف منسوب کیا ہے تو اُنکو کہلا بھیجتے تھے کہ اُسکو جاکو سے چھیل دو میں کون ہوں جو میرا قول لکھا جائے - انکا قول تھا کہ گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت کو بُرا سمجھو اور گمنامی کو دوست رکھنے کے باعث اپنے نفس کو دوست نہ رکھو ورنہ تمہارا نفس مغرور ہو جائیگا اور تیرے نفس کی کثرت سے زہد کا دعویٰ تجھے زہد سے خارج کر دیگا - اور زہد کی سلطنت رعیت کی سلطنت سے بہت بڑی ہے اسلئے کہ رعیت کی سلطنت لوگوں کو ڈنڈوں کے ذریعہ سے اکٹھا کرتی ہے اور زہد والا لوگوں سے بھاگتا ہے اور وہ اُسکے پیچھے پڑے ہیں - ھارون الرشید جب رقہ[۵۱] آیا تو عبداللہ ابن المبارک اُسکے پاس گئے اُسوقت لوگوں کا سخت ہجوم ہوا بے سروپا لوگ دوڑے اور سخت غبار بلند ہوا اور خلیفہ کے ایک محل نے قصر الخشب کے برج سے نگاہ دوڑائی اور لوگوں کی کثرت دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب ملا کہ خراسان کے ایک عالم ہیں - اسپر اُسنے کہا کہ واللہ بادشاہ تو یہی ہے ہارون الرشید بادشاہ نہیں ہے جو لوگوں کو کوڑے - ڈنڈے سپاہیوں - اور مددگاروں کے ذریعہ سے اپنے بارہ میں متفق کرتا ہے - یہ جب وعظ کی

---

[۵۱] بالفتح اس نام کے کئی شہر اور گاؤں ملک عرب میں ہیں لیکن یہاں غالباً وہ شہر رقہ مراد ہے جو بغداد کے غربی حصہ میں تھا - یا وہ گاؤں جو بغداد کے اسفل میں ایک فرسنگ پر واقع تھا - مترجم

کتابوں میں سے کچھ پڑھتے تھے تو اسقدر ڈاڑھیں مار کر روتے تھے کہ گویا ذبح کئے ہوئے گائے
ڈکار رہی ہے کسی شخص کی جرأت ہوتی تھی کہ اُنکے قریب جاوے یا اُن سے کچھ پوچھے
ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ اہل علم کی ایک جماعت لوگوں سے زکوٰۃ لیتی ہے تو انہوں
نے کہا کہ ہم کیا کریں اگر ہم انکو منع کرتے ہیں تو لوگ علم کی طلب سے باز آئینگے اور اگر اجازت
دیتے ہیں تو علم حاصل کرینگے اور علم حاصل کرنا عمدہ بات ہے۔ انکا قول تھا کہ مشتبہ ایک درہم
کا واپس کر دینا میرے نزدیک کروروں درہم خیرات کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کسی نے
پوچھا کہ تواضع کیا چیز ہے تو جواب دیا کہ مالداروں کے سامنے تکبر ظاہر کرنا۔ ابن المبارک کو خبر
ملی کہ اسمٰعیل بن علیہ نے زکوٰۃ کی تحصیلداری قبول کی ہے اسلئے اُسکو یہ قطعہ لکھ بھیجا

علم کیا ہے یہ لو اک ہتھیار ہے — مال سلطان جس سے ہوتا ہے شکار
لوٹ لوگے جو ب دنیا کے مزے — دیں ہو جائے گا دنیا پر نثار
پہلے دیوانوں کی تم جو دوا تھے دوا شُر — اب تمہارا ہی اُنہیں میں ہے شمار
کیا ہوئیں اب وہ حدیثیں جنسے ہے — در پہ شاہوں کے نہ جانا ننگ و عار
کرتا ہے ایسا ہی مجبوری کا عذر — دلدلوں میں پھنس کے حضرت کا حمار

اسکے سامنے یوسف بن اسباط کی عبادت کا ذکر ہوا تو کہا کہ تم ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہو
جنکا ذکر شعار کا ذریعہ بنایا جاتا ہے لیکن اگر سب کے سب ایسا ہی کرنے لگیں تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر کون چلے۔ بیماروں کی عیادت کو کون جاوے۔ جنازوں میں
کون شریک ہو اور اسیطرح اور بہت سی قربتیں گنوائیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ فرشتوں کو کیونکر معلوم
ہو جاتا ہے کہ انسان نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ اُنہیں اُسکی بو محسوس
ہوتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے علم کے طالب سے تعجب آتا ہے کہ جس علم کا دہ

حال ہے اُسیر ایمان رکھے کے ساتھہ اُسکا نفس اُسے دنیا کی محبت کیطرف کیونکر بلاتا ہے
انکا قول ہے کہ نیکوکارون کے ذکر پر نزول رحمت ہوتا ہے - یہ ایک قلم کو واپس کرنیکے
لئے جسکو ملک شام مین عاریت لیا تھا اور اپنے اسباب سفر میں ہولکر کہہ لیا تھا عراق
سے ملک شام کو لوٹ کر گئے تھے - یہ کہا کرتے تھے کہ ادب گویا دین کی دو تہائی ہے
اور اپنے یارون سے بہت ہی کم اختلاف کرتے اور اس مضمون کے شعر
پڑھا کرتے تھے ؎

نکالو ڈہونڈہ کر استراف کو تم		اگر دنیا مین ہو صحبت کے خواہان
کریم و پارسا - اہل حیا ہون		رضائے دوست کے ہر دم ہوں جویان
"نہین"، وہ بھی "ہین" کہنے پہ کہہ دین		جو "ہان" بولو تو بولین وہ بھی "ہان" "وہان"

انکا قول ہے کہ عاقل کو چاہیئے کہ تین کی توہین نہ کرے علما - بادشاہ - اور بہائیونکی
کیونکہ جسنے علما کی توہین کی اُسکی آخرت گئی جسنے بادشاہ کی حقارت کی اُسکی دنیا
رخصت ہوئی - اور جسنے بہائیون کو ذلیل کیا اُسکی مروت نہ رہی - اور کوئی شخص یہ
کہے کہ فلان شخص کو اللہ پر کسقدر جرأت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی ایسی ہے کہ اُسکے
مقابلہ مین کوئی جرأت کر نہین سکتا بلکہ اسطرح کہنا چاہیئے کہ فلان شخص اللہ تعالیٰ کی نسبت
کیسا دلیر ہوگیا ہے - اور مردون کی حرمت ڈاڑہیون اور آستینون میں ہے
اور عورتون کی قمیص کے پیچھے - اور دنیا سے فقط ایک دن کی روزی جائز ہے - اور
جو کچھہ بیٹہنا اپنے دل مین امانت رکھا اُسمین نے کبھی خیانت نہ کی - اور جب کسی شخص کو
رخصت کرتے تو اس مضمون کا شعر پڑہتے تہے ؎

جدائی کے ہوئے کم - اس سے صدمے		چھٹے ہین جیتے جی پہر مل رہین گے

اور انکا قول تھا کہ دنیا کا اسلیئے روک رکھنا کہ اسکے ذریعہ سے آبرو کو لوگوں کے سوال سے بچائیگا سنت کو رحد سے خارج نہین کرتا۔ آن سے ایک شخص نے کہا کہ سفیان کا گمان یہ ہے کہ آپ مرجیہ مین سے ہین۔ اسکے جواب مین کہا کہ سفیان نے غلط کہا میںنے تین چیزوں مین مرجیہ کی مخالفت کی ہے۔

(۱) انکا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان قول بلا عمل ہے اور میں کہتا ہون کہ وہ قول اور عمل ہے

(۲) انکا گمان یہ ہے کہ نماز چھوڑ دینے والا کافر نہیں ہوتا اور مین کہتا ہون کہ وہ کافر ہوجاتا ہے۔

(۳) انکا اعتقاد ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ اور مین کہتا ہون کہ بڑھتا گھٹتا ہے۔

سنہ ۱۸۱ھ ایکسو اکیاسی ہجری مین جہاد سے واپس آتے ہوئے آخرت کا سفر کیا اور ہیت میں جو دوات پر مشہور شہر ہے دفن ہوئے۔ یہ خراسان میں رہا کرتے تھے اور سنہ ۱۱۸ھ ایکسو اٹھارہ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔

(۱۰۰) عبدالعزیز ابن ابی رواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیس برس تک انکی بینائی غائب رہی مگر انہی بیوی اور بچہ تک سے نہ کہا۔ شعیب بن حرب کا بیان ہے کہ مین اسکے پاس پانسو مرتبہ بیٹھا ہونگا مگر میں نہین سمجھتا کہ بائین طرف کے فرشتہ نے انکا کوئی گناہ لکھا ہو۔ اور یوسف بن اسباط کہتے ہین کہ عبدالعزیز نے چالیس برس تک آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائی۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ آج کس حال مین آپ کی صبح ہوئی تو رونے لگے۔ اور جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ ایسے

شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جو ما خود اسکے کہ بہت سے گنا ہون نے اُسکو گھیر لیا ہو موت سے سخت علت میں ہو اور موت کی یہ حالت ہو کہ اُسکی زندگی کی ہر گھڑی مین زیادہ تیزی سے قریب آرہی ہو اور اُسکو معلوم نہو کہ جنت کی طرف جا رہا ہے یا جہنم کی طرف سنہ ۱۵۹ھ ایکسو انسٹھہ ہجری میں مکہ سے کعبۂ مقصود کی راہ لی۔

(۱۰۱) ابو العباس بن السماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہا کرتے تھے کہ زاہد کی شرطوں میں سے یہ ہے دنیا اُس سے مُنہ پھیر لے تو وہ خوش ہو۔ اور ہمارے اس زمانہ مین نصیحتون کی طرف سے کان بہرے اور نصیحتون کی طرف سے دل غافل ہو گئے ہین اسلیے نصیحت نفع پہنچاتی ہے اور نہ واعظ کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اے بھائی جان اسیطے مان لیا کہ ساری دنیا تمہاری مٹھی مین ہے مگر دیکھو تو سہی کہ مرنے کے وقت اُسمین سے تمہارے ہاتھ مین کیا رہتا ہے۔ اور بہت سے اللہ کا ذکر کرنیوالے اُسکو بھولے ہوئے ہین اور بہت سے اُسکی طرف بُلانے والے اللہ تعالیٰ سے بھاگنے والے ہیں اور بہت سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرنے والے اللہ تعالیٰ کی آیتون سے مُنہ پھیرنے والے ہین۔ سنہ ۱۸۳ھ ایک سو تراسی ہجری مین کوفہ سے عالم جاودانی کو گئے۔

(۱۰۲) ابو عبد الرحمن محمد بن النضر حارثی رضی اللہ عنہ

کثرت سے عبادت کرنیوالے تھے۔ ایک شخص چالیس دن اور چالیس راتون تک اسکے حال کا نگران رہا تو اُسنے نہ دن کو سوتے دیکھا اور نہ رات کو۔ یوسف بن اسباط کا بیان ہے کہ ابو عبد الرحمن نے جب وفات پائی تو مین اُنکے غسل میت میں موجود تھا

انکی حالت یہ تھی کہ اگر اُنکے بدن کا سارا گوشت جمع کیا جاتا تو ایک رطل ہی ہوتا۔ عبادت نے انکو روایت سے روکدیا تھا چنانچہ جب ان کو آخرت یاد آتی تو انکے جوڑ جوڑ بیقرار ہوجاتے اور یہ کہتے کہ اے سلام مجھے سلامت رکھیو۔

(۱۰۳) محمد بن یوسف اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن المبارک رضی اللہ عنہ نے انکا نام "عابدوں اور زاہدوں کا دولہا" رکھا تھا۔ یہ اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ بیٹے مانا کہ تو قاضی ہے پھر اس سے کیا ہوتا ہے بیٹے مانا کہ تو عالم ہے پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ بیٹے مانا کہ تو محدث ہے پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ معاملہ تو اُس سے پرے کا ہے۔ انکی عادت تھی کہ جب کسی نصرانی کو دیکھتے تو اُسکی خاطر و مدارات کرتے اور اُسکو تحفہ دیتے جس سے انکا مقصود اُسکو اسلام کی طرف مائل کرنا تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے اصحاب خدا ان پر رحمت بھیجے چلے گئے اور ہم اس دنیا کے بیت الخلا میں ڈالدیے گئے۔ لوگوں نے خیرات کرنے کے لئے انکے پاس مال بھیجے مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ بچے رہنا مقدم ہے۔ جاڑوں یا گرمیوں میں راتوں کو سوتے نہ تھے مگر صبح نمودار ہونے کے بعد ایک گھڑی کے لئے ہاتھ پاؤں پھیلا دیتے پھر اوٹھ بیٹھتے اور وضو کرتے۔ اور انکی حالت یہ تھی کہ صبح کو انکے چہرہ پر ایسی رونق معلوم ہوتی تھی جیسی دولہا کے چہرہ پر۔ کچھ اوپر تیس سال کی عمر پاکر سنہ ۱۸۴ھ ایکسو چوراسی ہجری میں آغوش لحد میں جا سوئے۔



(۱۰۴) یوسف بن اسباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول ہے کہ تواضع کی انتہا یہ ہے کہ جب تم گھر سے باہر نکلو تو جس شخص کو دیکھو اُسکو اپنے آپ سے بہتر ہی جانو - اور اگر کوئی شخص دنیا کو اُسطرح ترک کرے جسطرح ابوذر - اور ابو الدرداء نے ترک کیا تھا میں اُسکو زاہد نہ کہوں گا اور اسکا باعث یہ ہے کہ زہد حلالِ محض میں ہوتا ہے اور آج کے دن حلالِ محض کا کہین پتہ نہیں ہے - یہ چالیس برس تک اس طور پر رہے کہ انکے پاس صرف دو ہی کرتے تھے جب ایک کو دھوتے تو دوسرے کو پہنتے تھے - اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتون کا کام کرتے اور اُسی پر گذران کرتے تھے - ایک مرتبہ یہ بیمار ہوئے تو لوگ اطبار خلیفہ میں سے ایک شخص کو بُلا لائے اور انکو اسکی خبر نہ تھی مگر جب اُسنے جانیکا ارادہ کیا تو لوگون نے انکو خبر کی - انھون نے پوچھا کہ انکی فیس کیا ہے معلوم ہوا کہ ایک دینار - اسپر کہا کہ انکو یہ تھیلی دیدو لوگون نے اُسے کھولکر جو دیکھا تو اُسمیں پندرہ دینار نکلے انھون نے کہا کہ یہ سب انکو دیدو اور لوگون سے بیان کیا کہ یہ میں نے صرف اسی لئے کیا ہے کہ انکو یہ اعتقاد نہ رہے کہ خلیفہ میں فقیرون سے زیادہ مروت ہے - انکا قول ہے کہ مین تو سمجھتا ہون کہ جو شخص بُرائی سے بھاگتا ہے وہ اُس سے سخت تر برائی میں پڑتا ہے اسلئے جبتک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پھیر دے صبر کرنا چاہئیے - اور جسنے قرآن پڑھا اور دنیا کی محبت پر جُھکا اُسنے اللہ کی آیتون کو ہنسی کھیل بنایا - اور عالم کو اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ کہین اُسکے بہترین اعمال اُسکے گناہون سے اُسکے حق میں زیادہ تر مضر نہ ثابت ہون - یہ کہتے ہین کہ میں مصیصہ (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) ہوگیا تو

تو وہاں کے لوگ میری طرف جھکے اور اسکی وجہ سے میرا قلب مجھے دو سال تک بعد ملا
سنہ ۱۹ ایک سو انیس ہجری کے کچھ بعد گرگ دیبا کے بچہ سے چھوٹے اور انکی حالت یہ تھی
کہ جسم پر تولہ بھر بھی گوشت نہ تھا۔

(۱۰۵) حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ اگر کوئی قسم سے کہے کہ تیرا عمل اُس شخص جیسا ہیں ہے
جسکو یوم الحساب پر ایمان ہو تو میں اُس سے کہوں کہ تو سچ کہتا ہے تو بھی قسم کا کفارہ نہ دے۔
اور انکا قول تھا کہ اگر تجھکو اسکا خوف ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے بہترین اعمال پر تجھپر عذاب
کرے گا تو تو ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ اگر مجھے اسکا اندیشہ ہوتا کہ میں
اپنے فلاں بھائی کے لئے بناوٹ کروں گا تو ضرور اُس سے ملتا لیکن اُسکو میرا سلام
کہہ دینا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اچھے اعمال میں سے مجھے کوئی چیز گھر میں بیٹھے رہنے
سے افضل نہیں معلوم ہوتی اور اگر میرے پاس کوئی تدبیر ایسی ہوتی کہ فرائض کے
لئے باہر نکلنے سے چھوٹ جاتا تو میں ضرور اُسکو عمل میں لاتا۔ سنہ ۲۰۷ دو سو سات ہجری
میں ہمیشہ کے لئے بیت رضوان میں گوشہ نشین ہو گئے۔

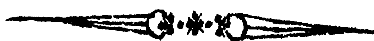
(۱۰۶) یمان ابن معاویۃ الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ میرے سب بھائی مجھسے بہتر ہیں کیونکہ وہ سب کے سب مجھے اپنے
آپ سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور جسکو قرآن آتا ہو اُسکے لئے بڑا ہے کہ جو چیز مال بتہ
سے ہی کم ہو اُسکے حاصل کرنے کے لئے دوڑا پھرے یا اُسکے لئے لوگوں سے

دھیگامستی کرے۔ انکی بینائی چلی گئی تھی مگر جب قرآن کو دیکھکر تلاوت کرنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ انکی بینائی دے دیتا تھا اور جب قرآن کو رکھ دیتے تھے تو بدستور بینائی غائب ہو جاتی تھی۔ ایک شخص نے انکی آبرو پر دست درازی کی اور لوگوں نے اُسے منع کیا تو انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو بحث ہو رہے دو اسکے بعد خدا سے دعا کی کہ خداوندا جس گناہ کے باعث تو نے اسکو مجھپر مسلط کیا ہے اُسکو بخشدے۔ یہ گھوڑوں پر سے چیتھڑے چن لاتے اور اُنکو جوڑ جاڑ کے ستر گاہ چھپاتے اور کہتے کہ اگر خدا نے چاہا تو وہ ازار قیامت میں ہمارے سامنے پوشاک رکھی ہوئی ہوگی۔

(۱۰۷) مسلم بن میمون خوّاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انھوں نے طرسوس (جو ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے) میں وفات پائی۔ ان کا قول ہے کہ میں قرآن پڑھا کرتا تھا تو مجھے اُسکی کوئی حلاوت معلوم ہوتی تھی تب میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اسے ایسا پڑھ کہ گویا تو اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رہا ہے تب اُسکی حلاوت معلوم ہوئی پھر میں نے اس سے بھی زیادہ کا ارادہ کیا تو کہا کہ ایسا پڑھ کہ گویا تو اُسے جبرائیل علیہ السلام سے اُس وقت سن رہا ہے جسوقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکر اُترے ہیں تب اور حلاوت بڑھی پھر میں نے کہا کہ ایسا پڑھ کہ گویا تو رب العالمین سے سن رہا ہے اس سے ساری حلاوتیں آگئیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص حلال کی جستجو کرے گا اُسکو ایک روٹی بھی ایسی نہ ملیگی جسکو وہ مہمان کیلئے نکال لائے۔



(۱۰۸) ابو عبیدہ خواص رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ تم ایسے زمانہ میں ہو جسمیں پرہیزگاری کم ہو گئی ہے اور جسمیں صاحب علم ہونا حسد کی جڑ ہے اور علم والے چاہتے ہیں کہ صاحب علم ہونے کے ذریعہ سے پہچانے جائیں اور نہیں چاہتے کہ انکا اسیر عمل کرنا لوگوں کو معلوم ہو اسلئے حفاظ ان کی جس حالت میں وہ ہیں اسکو اچھا ثابت کرنے کے لئے اپنی رائے سے گفتگو کرتے ہیں اسوجہ سے انکے گناہ ایسے گناہ ہیں جو معاف نہ ہونگے۔ ستر برس تک انہوں نے اللہ عزوجل سے شرم کرنے کے باعث آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائی سورۃ القارعہ کو نہ خود پڑھنے کی تاب لا سکتے تھے اور نہ اوروں سے سننے کی۔

(۱۰۹) ابو بکر بن عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ کہا کرتے تھے کہ عجب دنیا دار کا ایک درہم جاتا رہتا ہے تو دن بھر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کرتا ہے اور اسکی عمر اور اسکا دین گھٹتا جاتا ہے تو اسپر افسوس نہیں کرتا۔ اور بولے کا ادنیٰ مرز شہرت ہے جسکے سامنے اور ملائین گرد ہیں۔ یہ زاہد و پرہیزگار تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک کبڑی ڈھڈو بڑھیا کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجاتی جاتی تھی اور اسکے اردگرد بہت سے لوگ تھے کہ وہ بھی تالیاں بجاتے تھے پس جب میرے پاس سے گزری تو میری طرف منہ کر کے کہنے لگی کہ آہ اگر میں تجھے پا جاتی تو تیرا بھی یہی حال کرتی جو میں ان لوگوں کا کر رہا ہے اسکے بعد یہ رونے

لگے۔ انکا بیان ہے کہ میں نے اٹھائیس ہزار ختم کیئے ہیں اور میں جی سے چاہتا ہوں کہ اے کاش یہ اُن لغزشوں میں سے ایک کی ہی معافی کا ذریعہ ہوں جو مجھسے اُن ختموں میں واقع ہوئی ہیں۔ ۳ ۱۹۰ھ ایکسو تیرانوے ہجری میں انکی تیرانوے سال کی عمر ختم ہوگئی۔

(۱۱۰) ابو علی الحسین بن یحیٰی نخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ جسم میں کوئی گھر کوئی گڑھا کوئی سیڑھی اور کوئی زنجیر ایسی نہیں ہے جسپر اُس شخص کا نام لکھا ہوا ہو جسکے لئے وہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور کہتے تھے کہ لقمان کی حکمت میں سے ہے کہ تیرے فرش پر رغبت رکھنے والے یا ڈرانے والے کے سوا کوئی قدم نہ رکھے۔ پس جو شخص تجھسے ڈرنیوالا ہے اُسکو اپنے قریب بٹھلاؤ اور اُسکے سامنے حدہ رو رہو اور اُسکے پس پشت چشمک زنی نہ کرو اور جو تمہاری طرف رغبت رکھنے والا ہے اُس سے صاف دلی کیساتھ بشاشت ظاہر کرو اور سوال کرنے سے پہلے اُسکی حاجت روائی کرو اسلئے کہ جب تمنے اُسکو سوال پر مجبور کیا تو جسقدر تمنے اسکو دیا اوسکا دونا اوسکی آبرو میں سے تمنے ضائع کردیا۔

(۱۱۱) وکیع بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ زہد تو حلال ہی میں ہوا کرتا ہے اور حلال مفقود ہو گیا اسلئے دنیا بمنزلہ مردہ کے ٹھیری اور اس سے اُسیقدر روحس سے تم زندہ رہ سکو کیونکہ اگر وہ حلال ہے تو تم زاہد ٹھیرے اور اگر حرام ہے تو تمنے جان ہی بچانے بھر لیا اور اُسیقدر اُسمیں سے حلال ہی تھا اور اگر اُسمیں شبہ ہے تو عتاب میں کمی ہو جائیگی میں کہتا ہوں کہ انکا یہ کہنا

کہ حلال مفقود ہو گیا اپنے حال اور اپنے مقام کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ لوگ
اُس چیز کی لست جو ضروریات زندگی مین سے ہاتھ میں آئے پہلے جہان میں کر لینا و اجبات
میں سے شمار کرتے ہین اور جو یہ نہین کرتا اُسکا کھانا ایسے لوگ نہین کھاتے واللہ اعلم
یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کا طریق ایک سودا ہے جسمین سچا ہی نفع حاصل کرتا ہے - یہ صائم الدہر
تھے اور ہر رات کو قرآن ختم کرتے تھے - اور جب کوئی شخص انکو ستاتا تو یہ جو اسے ہی
سر پر خاک اُٹھا کر ڈالتے اور کہتے تھے کہ اگر میرا گناہ ہوتا تو یہ مجھپر مُسلط نکیا جاتا پھر وہ کثرت کے
ساتھ استغفار کرتے یہانتک کہ وہ موذی ان سے دستکش ہو جاتا - ۱۲۹ھ ایکسو انتیس
ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۹۷ھ ایکسو ستانوے ہجری مین حج سے واپس آرہے تھے
کہ عراق کی راہ مین جبکہ ان کی عمر چہیاسٹھ سال کی تھی عقبیٰ کا سفر اختیار کیا اور وہیں دفن ہوئے

(۱۱۲) عبدالرحمٰن بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر شب قرآن ختم کراتے اور نصف قرآن تہجد میں پڑھتے تھے - انکے سامنے حب انکے
پاس بیٹھتے تو سب دم بخود رہتے تھے ایک دن ان میں سے ایک شخص انکے حلقہ میں
ہنسا تو انہوں نے کہا کہ تم علم حاصل کرنے کو آتے ہو اور ہنستے ہو یہ شخص دو مہینے تک
میرے ساتھ نہ بیٹھے چنانچہ دو مہینے تک اُسکا آنا روک دیا بعدہٗ اُسنے معافی چاہی تو کہا کہ
آدمی کو چاہیئے کہ جب علم حاصل کرتا ہو تو روئے کیونکہ وہ اپنے نفس پر حجت قائم کرنا چاہتا ہے
اور اُسپر عمل کرنیکا ارادہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے - یہ کہا کرتے تھے کہ آج میں کسی پر رشک
نہین کرتا مگر اُس مومن پر جو قبر مین ہے ۱۳۵ھ ایکسو پینتیس ہجری مین انکی ولادت اور ۱۹۸ھ
ایکسو اٹھانوے ہجری مین انکی رحلت واقع ہوئی -

(۱۱۳) محمد بن اسلم طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ "سواد اعظم" کی پیروی کو لازم سمجھو۔ لوگوں نے پوچھا کہ "سوادِ اعظم" سے کون سے لوگ مراد ہیں اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص یا دو شخص عالم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ پر مضبوطی سے چلنے والے ہوں اور اس سے مراد مطلق مسلمان نہیں ہیں۔ پس جو شخص ایسے دو شخصوں یا ایک شخص اور اُسکے پیروون کے ساتھ ہوگا تو وہ جماعت کے ساتھ ہوگا اور جو اُنکی مخالفت کرے گا وہ جماعت کی مخالفت کریگا۔ یہ اپنے عمل کو جو نفل ہوتا پوشیدہ رکھتے اور کہتے تھے کہ اگر دونوں فرشتوں سے مخفی رکھنا میرے امکان مین ہوتا تو ضرور میں ان سے بھی چھپاتا۔ اور جب اپنے گھر کے اندر آتے تو اسقدر روتے کہ اسکے پڑوسیون کو اسپر رحم آتا تھا۔ اور جب باہر نکلتے تو مُنہ دھو لیتے اور آنکھون مین سرمہ لگا لیتے تھے۔ اور خیرات کرنے کو رات کے وقت مُنہ پر نقاب ڈالکر نکلتے تھے تاکہ کوئی پہچانے نہیں۔ اور کالے جو کہا کرتے اور کہتے تھے کہ یہ بیت الخلاء کو جانے والا ہے۔ اور انکا قول تھا کہ اگر تم مین سے کوئی آدمی کھانیکی کوئی چیز خریدے اور اُسکو خوش ذائقہ اور خوشبودار سالے میں بڑا اہتمام کرے اور اسکے بعد اُسکو پاخانے مین پھینکدے تو ضرور تم سب اُسکو سڑی کہوگے حالانکہ تم سب رات دن کھانوں کو پاخانوں ہی میں پھینکتے ہو مگر اپنے آپ پر کوئی نہیں ہنستا۔ ۲۲۶ھ دو سو چھبیس ہجری مین روضۂ رضوان کو سدھارے۔

-•-•-✱-✱-•-

(۱۱۴) محمد بن اسمٰعیل بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اُن علمار باعمل میں سے تھے جنکے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے صائم الدہر تھے اور بوجہ پرہیز گاری کے اور بیت الخلا کی آمد و رفت میں اللہ تعالیٰ سے شرم آنے کے باعث بھوکے رہتے تھے یہانتک کہ ہر روز ایک کھجور یا ایک بادام انکی خوراک رہگئی تھی۔ ۱۹۴ھ ایکسو چورانوے ہجری میں بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ دو سو چھپن ہجری کی شب عید الفطر کو اس دارمحن سے رخصت ہوئے اور خرتنگ میں جو سمرقند سے دو فرسنگ پر ایک گاؤں تھا مدفون ہوئے۔ انکا قول تھا کہ میرے نزدیک مدح کرنے والے اور مذمت کرنے والے دونوں برابر ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گا تو مجھسے یہ مواخذہ نہ ہوگا کہ تمنے کسی شخص کی غیبت کی تھی۔ انہوں نے کبھی کوئی چیز خریدی نہ بیچی۔ یہ پرہیزگار و زاہد تھے۔ رات کو اندھیرے میں ہوتے۔ اور اکثر راتوں کو بیس بیس بار اُٹھکر چقماق سے چراغ جلاتے اور حدیثیں لکھتے اور سو جاتے تھے۔ ہر شب کے آخر حصہ میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے جنمیں سے ایک وتر ہوتی تھی۔ اور رمضان کی راتوں میں اپنے یاروں کے ہمراہ تہائی قرآن کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے اور ہر تیسرے دن ختم کرتے اور کہتے تھے کہ ہر ختم کے وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی صحیح میں جو حدیث درج کی ہے اُسکے بعد اللہ عزوجل کے شکرانہ کی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ اپنے والد کے مال میں سے کھاتے تھے کیونکہ وہ حلال تھا اور اُنکے والد کا قول تھا کہ میں اپنے مال میں سے ایک درہم کو بھی حرام یا شبہہ کا نہیں جانتا۔ انکے مناقب بہت اور مشہور ہیں۔

(۱۱۵) یزید بن ہارون واسطی رضی اللہ عنہ

احمد سنان کا بیان ہے کہ میں نے کبھی کسی عالم کو اُن سے بہتر نماز پڑھتے نہ دیکھی نماز کو کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ ایک ستون کھڑا ہوا ہے۔ انکا قول ہے کہ جسنے بغیر وقت مین ریاست چاہی وہ اُسوقت محروم رہا جب اُسکا وقت آیا۔ یہ کچھ اوپر چالیس برس تک جب عشاء پڑھتے تو چاشت تک کھڑے ہوئے نمازیں ہی پڑھا کرتے تھے۔ انکی آنکھین بہت خوبصورت تھین مگر ہمیشہ روتے روتے ایک جاتی رہی اور ایک چندھی ہو گئی۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ وہ خوبصورت آنکھین کہاں ہیں تو کہا کہ پورے تڑکے میں غم کے رونے سے چلی گئیں ۲۰۶؁ھ دو سو چھیاسی ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔

(۱۱۶) یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اُسکے کلام سے اُسکی پرہیز گاری کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور خفی نیکیان ہیں سب مین کچھ نہ کچھ آمیزش ہوتی ہے اور ہیں بوتی تو زبان کی نگہداشت مین اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ کوئی کثرت سے نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہے اور حرام سے افطار کرتا ہے اور رات کو کھڑا ہوا عبادت کرتا ہے اور اُسکو دکھلاتا ہے اور لغو اور جھوٹی گواہی مین پڑ جاتا ہے لیکن جب زبان کی نگہداشت کرتا ہے تو میں امید کرتا ہون کہ اُسکا سارا عمل نیک ہوگا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے حلال سے ایک درہم ملجائے تو اُسکا گیہون خرید کر ستو بناؤ اور بیمار دن کو پلایا کرو

پس جو پیا اُس ہیت سے کچھ بھی پی لے اُسکو اللہ عزوجل تنہا بخشتے۔ اور جب آدمی کے دو معاملے درست ہو گئے تو اور سب باتیں درست ہوگئیں ایک اُسکی کار کا معاملہ اور دوسرا اُسکی زبان کا۔ اور جسکی زبان درست ہوئی اُسکے سب اعمال درست ہو گئے۔ اور نیکیون میں سے سو باتیں ایسی جانتا ہوں جنمیں سے ایک بھی مجھ میں نہیں ہے۔ ۱۳۹ھ ایکسو انتالیس ہجری میں رہگرا سے عالم قدس ہوئے۔

(۱۱۷) عبداللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بکّار رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ابن عون کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ میں عاقل کو نہ چاہیئے کہ کسی پر عتاب کرے کیونکہ اگر عتاب کرے گا تو جس بات پر عتاب کیا ہے اُس سے زیادہ سخت وہ کر بیٹھے گا۔ اور بکّار کہتے ہیں کہ جیسے ابن عون کو اپنی ذات مین اور جہان جانتا تھا اُسمین مشغول رہنے کے باعث کبھی کسی سے مذاق کرتے نہ دیکھا۔ ان کا معمول تھا کہ صبح کی نماز پڑھکر اوسی جگہہ مین قبلہ رخ بیٹھکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب آفتاب نکل آتا تو اپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہوتے تھے۔ اپنی زبان کے مالک تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہین رکھتے تھے۔ انکے بدن سے خوشبو آتی تھی اور خوش پوشاک بھی تھے۔ اور اپنے گھر مین تنہا خاموش فکر میں ڈوبے ہوئے رہتے تھے۔ کبھی حمام میں نہ گئے اور اس امر کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اُنکے نیک اعمال و اخلاق سے واقف ہو۔ ابن مہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مین چوبیس برس عبداللہ بن عون کی صحبت میں رہا مگر مین نہین جانتا کہ فرشتوں نے اس عرصہ مین اُنکا ایک گناہ بھی لکھا ہو۔ اپنے والدین سے نیکی کے ساتھہ پیش آتے تھے۔ انہوں نے

کبھی اُنکے ساتھ ایک مرتبہ ہیں رکھا یا اور اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ مجھے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ شاید اُنکی نگاہیں پہلے سے کسی لقمہ پر ہوں اور میں اُسکو لے لوں - ایک دن کسی کام کے لیے انکی ماں نے انکو بلایا تو انکو بلند آواز سے جواب دیا اسکے کفارہ میں اُسی دن انہوں نے دو غلام آزاد کیے - اُنکے ہمیشہ سے مکان تھے جنکو رہنے والوں کے لیے مباح کر دیا تھا اور اس خوف سے کہ کرایہ مانگتے وقت خوف زدہ ہو جائیں کسی مسلمان سے کرایہ نہ لیتے تھے ۱۵۱ھ ایکسو اکاون ہجری میں قید ہستی سے آزاد ہو گئے -

(۱۱۸) عبد الله صوری الله تعالیٰ عنہ

"انکا قول ہے کہ سچوں کے اعمال دل سے ہوتے ہیں اور ریاکاروں کے ظاہری اعضاء سے - یہ کہا کرتے تھے کہ دل میں ایک درد ہوا کرتا ہے جسکو الله تعالیٰ کی محبت ہی اچھا کرتی ہے اور جس شخص نے اپنے آپ کو ایسی چیز کا مانند کیا جسکی اُسکو حاجت نہیں ہے اُسے اپنے احوال میں سے اُس شے کو ضائع کیا جسکی اُسکو احتیاج ہے" - اور جب تیرے کلام سے تجھی کو فائدہ ہوا تو دوسرے کو اس سے کیونکر فائدہ ہو سکتا ہے اور جسنے سنتوں کی پاسداری میں سستی کی وہ بدعتوں میں مبتلا ہوا - اور جسنے اہل طریقت میں سے ہونے کا دعویٰ کیا وہ اُسکے آداب کے بجالانے میں کمزور ہوا اور رسوا ہی ہو کر مرا اور جسنے اہل طریقت میں سے اپنا نام مشہور کیا وہ نہ مرے گا جبتک کہ دور دور کے لوگوں کا مرجع نہ ہو لے گا - اور بہت سے ایسے ہیں جنکے دلوں میں عبودیت کے دعوے چھپے ہوئے ہیں مگر ربوبیت ہی کے اوصاف اُن سے ظاہر ہوتے ہیں " اور مردوں کے

سب سے بڑے اخلاق میں سے یہ ہے کہ لوگ اُسکی بدگمانی سے بچے رہیں۔

(۱۱۹) عبداللہ بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بڑے عابد تھے قبرستان میں رہا کرتے اور لوگونکی صحبت چھوڑ بیٹھے تھے اور انکا قول تھا کہ میں نے قبر سے بہتر نصیحت کرنے والا اور تنہائی سے بڑھکر دین کا بچانے والا نہ دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے غافل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تم ایسی چیز کے پاس سے گذرو جو اللہ عز وجل کو ناراض کرتی ہے اور تم اُس سے لوگوں کے خوف کے باعث منع نہ کرو۔ اور جسنے مخلوق سے ڈر کر امر بالمعروف کو ترک کیا اُس سے اللہ عز وجل کی ہیبت چھین لی گئی۔ اور جو آدمی کہ اپنے مال میں فضول خرچی کرتا ہے وہ تو اُس سے روکے جانے کا سزاوار ہے پھر اُسکا کیا حال ہوگا جو مسلمانوں کے مال کو بیجا خرچ کرتا ہے۔ سنہ ۱۸۴ھ ایک سو چوراسی ہجری میں جبکہ ستر برس کے ہوکر مدینہ طیبہ سے ہمیشہ کے لئے قبر کی تنہائی میں جا سوئے۔

(۱۲۰) ابو اسحٰق ابراہیم ھروی رضی اللہ عنہ

ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹھائے ہوئے اور اہل توکل و تجرید میں سے تھے۔ قزوین سے خلد برین کو سدھارے ہرات والے انکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے لیکن جب انہوں نے مکہ کا حج کیا تو اس حج میں یہ دعا مانگی کہ خدایا میری روزی ہرات والوں کے مال سے موقوف رہے اور میرے حق میں انکو پرہیزگار بنا۔ چنانچہ جب وہ حج سے واپس آئے تو بعیر کسی کے ہوئے کتنے ہی دن گذرجاتے تھے

مگر جب ہرات کے بازار سے گذرتے تھے تو لوگ ان کو گالیاں دیتے اور کہتے تھے کہ یہ تو ہر روز راستے اتنے درہم خرچ کیا کرتا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ میں بیابان میں کچھ دنوں اسطور پر رہا کہ نہ کچھ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا اور نہ کسی چیز کی خواہش ہوتی تھی اس پر میرے نفس میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری ہی کچھ منزلت ہے پس اس خیال کا آنا ہی تھا کہ میرے داہنی جانب سے ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم اتو اپنے دل میں اللہ عزوجل سے ریا کرتا ہے! پھر اُس نے کہا کہ تجھے خبر بھی ہے کہ مجھے بیابان کتنے دن ہو گئے ہیں کہ نہ میں نے یہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ خواہش کی ہے حالانکہ میں ایسا ہی بے حس و حرکت پڑا ہوا ہوں۔ میں نے کہا کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ اُس نے کہا کہ اسی دن اور پھر بھی مجھے اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ تیرا جیسا خیال میرے دل میں گذرے حال آنکہ اگر میں اللہ تعالیٰ کو قسم دوں کہ میری خاطر سے اس درخت کو سونے کا بنا دے تو وہ ضرور کرے۔ پس میری یہ تنبیہ ہوئی۔

(۱۲۱) ابونعیم اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حلیہ اور طبقات وغیرہا کتابوں کے مصنف ۳۳۶ھ تین سو چھتیس ہجری میں اس دارِ محن میں آئے اور چورانوے سال کی عمر میں ۴۳۰ھ چار سو تیس ہجری میں نعیم جنت کے شوق میں اصفہان سے عقبیٰ کی راہ لی۔ اصفہان والوں نے ان کو نکال دیا اور جامع مسجد میں بیٹھنے سے روک دیا تھا۔ پس سلطان محمود بن سبکتگین نے اصفہان پر قبضہ اور اپنی جانب سے وہاں حاکم مقرر کر کے وہاں سے کوچ کیا محمود کا پیٹھ پھیر نا تھا کہ یہاں کے لوگوں نے حملہ کر کے اُس حاکم کو قتل کر ڈالا۔ محمود دوبارہ وہاں پہنچا اور

لوگونکو اوسنے امان دی جس سے وہ مطمئن ہوگئے لیکن پہر اون کو قتل کرنا شروع کیا تو آدہے سے زیادہ آدمی صاف ہوگئے۔ لوگون نے اس واقعہ کو ابو نعیم کی کرامات مین شمار کیا۔ اور اکی اسّی سے کچھ زیادہ عمر ہوچکی تہی اسوقت حلیہ علم سینہ سے لکھوائی تہی بسعینہ سے۔

فصل عابدہ عورتون کے تذکرہ مین

(۱۲۲) انہین سے ایک معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا ہین

اکی عادت تہی کہ جہاں دن نکلا اور انہوں نے کہا کہ بس آج ہی کا دن تو میرے مرنے کا ہے اسلئے دن بہر سوتی نہ تہیں یہانتک کہ شام ہوجاتی تہی۔ اور جب رات آتی تو کہتی تہیں کہ اسی رات میں تو مین مرنے والی ہوں اسلئے صبح تک نہ سوتی تہین۔ اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹہکر گہر میں دوڑتیں اور کہتین کہ اے نفس نیند تو سامنے ہی ہے۔ پہر صبح تک گہر میں پہرتی رہتین اور اکو ہر دم یہ اندیشہ رہتا تہا کہ کہیں غفلت اور نیند میں موت نہ آجائے۔ یہ رات دن میں چہ سو رکعتین پڑہتی تہیں اور چالیس سال تک انہوں نے نگاہ اوٹہاکر آسمان کی طرف نہ دیکہا۔ اور جب اسکے شوہر نے قضا کی تو مرتے دم تک تکیہ لگاکر بچہونے پر نہ لیٹین۔ یہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملی تہین اور اونسے حدیث روایت کرتی تہین۔

(۱۲۳) رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالی عنہ

کثرت سے رونے والی اور غمگین رہنے والی تہین اور جب دوزخ کا ذکر سنتین تو

عرصہ تک سہوستس رہتی تہیں۔ انکا قول ہے کہ ہماری استعفار استعفار کے محتاج ہیں اور جو کچہ لوگ انکو لاکر دیتے اُسکو واپس کردیتی اور کہتی تہین کہ مجھے دنیا کی کچہ حاجت نہین ہے۔ اور اسّی برس کی عمر مین ہوکر پرانی مشک جیسی ہوگئی تہیں اور چلنے مین گری پڑتی تہین۔ اور ہمیشہ انکا کفن اونکے سامنے سجدہ کرنیکی جگہہ مین رکہا رہتا تہا اور اُنکے سجدہ کی جگہہ اون کے آنسوون سے ایسی تر رہتی تہی کہ گویا پانی بہا یا گیا ہے انہون نے سفیان کو واغماہ کا نعرہ مارتے سنا تو کہا کہ ہائے غم کی کمی،، اگر تم غمگیں ہوتے تو تمکو زندگی اچہی نہ معلوم ہوتی۔ انکے مناقب بہت اور مشہور ہیں۔

(۱۲۴) ماجدہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتی تہین کہ جہان کوئی کہٹکا ہوا اور کسیکی آہٹ سننے پائی تو مجہے یہی گمان ہوتا ہے کہ بس اسکے بعد ہی میرا خاتمہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسے گہر کے رہنے والے کیسے کم عقل ہین جنکو حکم دیا گیا ہے کہ یہان سے کوچ کرو اور وہ ہین کہ اطمینان سے ٹھیرے ہوئے ہیں گویا انکے سوا کسی اور کو کہا گیا ہے اور انکو جانے کی اجازت ہی نہین ہے اور اُس حکم سے کوئی اور مراد ہے۔ اور کہا کرتی تہین کہ فرمانبردارون کو جو کچہ نصیب ہوا ہے یعنی جنت مین جانا اور خدا کا راضی ہونا سب بدن کو تہکا کر حاصل ہوا ہے۔

(۱۲۵) سیدہ عائشہ بنت حضرت جعفر صادق رحمہا اللہ

مصر مین قرافہ کے پہاٹک پر مدفون ہین۔ یہ کہا کرتی تہین کہ تیری ہی عزت وجلال

کی قسم ہے کہ اگر تو نے مجھے دوزخ مین بھیجا تو میں ابھی توحید کو ہاتھ میں لیکر دوزخیوں میں
پھرون گی اور اُن سے کہونگی کہ یہ نے تو اُسکی توحید کی اور اُسنے مجھے عذاب دیا -
۲۴۵ھ ایکسو پینتالیس ہجری مین جنت کو سدھارین -

(۱۲۶) رباح قیسی کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ساری رات کھڑی ہوئی عبادت کیا کرتی تہیں - اور انکا معمول تھا کہ جب چوتھائی
رات گذر جاتی تو رباح سے کہتیں کہ نماز کے لئے اُٹھ مگر وہ نہ اُٹھتا تو یہ پھر نماز کو کھڑی
ہو جاتین اور دوسری چوتھائی بھی ختم کر کے آتین اور کہتین کہ اے رباح اُٹھ لیکن وہ
نہ اُٹھتا تو اس چوتھائی کو بھی تمام کرتین اور آکر اُسے اُٹھاتیں اور اُسکے نہ اُٹھنے پر ساری رات
گزار کر آتیں اور کہتین کہ اے رباح رات کا لشکر چلا گیا اور تو سوتا رہا مین نہیں جانتی کہ
تیری نسبت مجھے کسنے دھوکا دیا تو خاصہ ظالم و سرکش ہے - یہ زمین سے کوئی تنکا
اُٹھا لیتیں اور کہتی تہیں کہ واللہ دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے -
اور یہ عشا کی نماز پڑھ کر خوشبو ملتیں اور کپڑے بدلکر اپنے شوہر سے کہتیں کہ تمکو مجھ سے
کوئی ضرورت تو نہین ہے پس اگر وہ نہیں کہتا تو اُتار کپڑے لباس اُتار ڈالتین اور صبح تک
نماز مین مشغول رہتین -

(۱۲۷) فاطمہ نیشاپوریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کہا کرتے ستھے کہ فاطمہ میری پیر ہین - انکا قول ہے
کہ جسنے ہر حال مین اللہ تعالیٰ کو پیش نظر نہ رکھا وہ ہر میدان مین اُترے گا اور ہر زبان

سے باتین کرے گا اور جسے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو پیش نظر رکھا اُسکو وہ سچائی کے سوا
اور باتون مین گونگا کرے گا اور اسے سے حیا کرنا اور خلوص کے ساتھہ پیش آنا لازم
کردے گا۔ اور کہتی ہیں کہ جسنے ایسی حالت میں عمل کیا کہ اللہ اُسکو دیکھہ رہا ہے
وہی خلوص والا ہے۔ ابویزید بسطامیؒ انکی نسبت کہتے تھے کہ میسے فاطمہ جیسی
عورت نہیں دیکھی میسے مقامات مین سے کسی مقام کو ایسا نہین پایا جو اُنپر منکشف
نہ ہو چکا ہو۔ ۲۲۳ھ دوسو تیئیس ۲۲۳ ہجری میں مکہ معظمہ مین عمرہ کے راستہ سے جنت کو چلی گئیں

(۱۲۸) رابعہ بنت اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابتداے شب سے انتہا تک عبادت مین رہتی تھین۔ انکا قول ہے کہ جب
بندہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُسکے بُرے اعمال پر مطلع فرماتا ہے
پس وہ خلق اللہ کو چھوڑکر اپنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ روزہ رکھتی اور کہا کرتی تھیں
کہ مجھہ جیسی کو دنیا میں بے روزہ رہنا نہیں چاہیئے۔ یہ اپنے شوہر سے کہا کرتی تھیں کہ
مین تمکو شوہروں کی طرح نہین بلکہ بھائیون کیطرح دوست رکھتی ہوں۔ اور کہتی تھیں کہ
جب کبھی میرے کانوں میں اذان کی آواز پہونچی تو مجھے قیامت کا پکارنے والا یاد
آیا۔ اور جب برف پر نظر پڑی تو نامۂ اعمال کا اوڑنا یاد آیا۔ اور جب گرمی معلوم ہوئی
تو حشر کا سماں آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ یہ کہا کرتی تھین کہ مین نے بارہا جنوں
کو آتے جاتے اور حوروں کو اپنی آستینون سے مجھسے پردہ کرتے ہوئے دیکھا ہے
اور ان کے مناقب بہت ہین۔

(۱۲۹) ام ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بڑی عبادت کرنے والیوں میں سے تھیں۔ اور صرف روٹی کھاتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ میں تو رات ہی کے آنے سے شگفتہ ہوتی ہوں اور جب دن نکلتا ہے تو مجھ پر اداسی چھا جاتی ہے۔ ساری رات نماز میں کھڑی رہتیں اور جب نور کا تڑکا ہوتا تو کہتیں کہ اب میری جان میں جان آئی۔ ایک مرتبہ یہ باہر نکلیں تو انہوں نے کسی کو کہتے سنا کہ "اسکو پکڑ لو" اسی غش کھا کر گر پڑیں۔ بیس برس تک انہوں نے اپنے بالوں میں تیل نہیں ڈالا تھا مگر جب سر کھولتیں تو اپنے بالوں کو تمام عورتوں کے بالوں سے بہتر پاتیں۔ اور جب کبھی جنگل میں انکو شیر ملتا تو اس سے کہتیں کہ اگر میں ہی تیرا رزق ہوں تو مجھے کھالے وہ فوراً اس سے منہ پھیر کر لوٹ جاتا۔

(۱۳۰) حبیب کی بیوی عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رات بھر عبادت میں کھڑی رہتیں اور جب صبح ہوتی تو اپنے میاں سے کہتی تھیں کہ اے مرد اب اٹھ رات جا چکی دن نکلا اور ملاء اعلیٰ کے تارے ٹوٹے اور نیکوں کے قافلے چلے گئے اور تو پیچھے رہ گیا ان کو نہیں پائے گا۔ ایک مرتبہ انکی آنکھیں دکھنے کو آئیں تو کسی نے پوچھا کہ تمہاری آنکھوں کے درد کا کیا حال ہے تو کہا کہ میرے دل کا درد اس سے زیادہ سخت ہے۔

(۱۳۱) امۃ الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں۔ ایک مرتبہ عابدوں میں "ولایت" کی تعریف کے متعلق

اختلاف ہوا۔ بہت سے قول پیش ہوئے۔ آخر سب نے کہا کہ امتہ الجلیل کے پاس چلو۔
عابدوں نے اس سے آکر پوچھا کہ تمہارے نزدیک "ولایت" کی تعریف کیا ہے انہوں
نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت دنیا سے روگردان اور خدا کی طرف مشغول ہو اور اسکی
ایک گھڑی بھی ایسی نہو جسمیں وہ غیر خدا کے لئے فارغ ہو۔ بعدہٗ اُن میں سے ایک سے
کہا کہ جو کوئی تمسے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی ولی کا شغل اللہ عزوجل کے سوا کچھ اور ہے
تو اُسکو جھوٹا سمجھو۔

(۱۳۲۱) عبیدہ بنت ابی کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مالک بن دینار کے پاس آیا جایا کرتی تھین۔ ایک مرتبہ انہوں نے سنا کہ ایک
شخص کہہ رہا ہے کہ متقی اُسوقت تک تقویٰ کی حقیقت تک نہیں پہونچتا جبتک کہ
اللہ عزوجل کے پاس جانا اسکے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو" تو یہ غش کھاکر
گر پڑیں۔ اور کہا کرتی تھین کہ میں کچھ پروا نہیں کرتی کہ کس حال میں میری صبح ہوئی اور کس
حال میں شام۔ لوگ انکو رابعہ رضی اللہ عنہا پر ترجیح دیتے تھے۔

(۱۳۲۲) عفیرہ عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ایک دن چند عابد انکی زیارت کو پہونچے تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے
عابدوں نے کہا کہ ہم آپکی دعا چاہتے ہین انہوں نے کہا کہ اگر خطا کاروں کی زبانیں بند
ہوگئی ہوتین تو تمہاری بڑھیا گونگی ہوتی پس میں بات بھی نہ کرسکتی لیکن خیر دعا کرنا سنت ہے۔
اسکے بعد کہا کہ اللہ جنت کے میدان سے تمہاری مہمانی فرمائے اور میرے اور تمہارے

دلوں میں موت کی یاد ڈالے اور مرتے دم تک ہمارے ایمان کو محفوظ رکھے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(۱۳۴) شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کبھی رونے سے تھکتی نہ تھیں اسیر لوگوں نے ان سے کہا کہ اسقدر نہ رویا کرو تو کہنے لگیں کہ واللہ میں تو چاہتی ہوں کہ اسقدر روؤں کہ میرے آنسو خشک ہو جائیں تب اتنا خون روؤں کہ میرے جسم کے کسی جز میں خون باقی نہ رہے۔ اور کہا کرتی تھیں کہ جو رو نہ سکتا ہو اُسکو رونے والوں پر رحم کرنا چاہیئے کیونکہ جو شخص روتا ہے وہ اپنے نفس سے اور جو گناہ اُسنے کئے ہیں اور جس طرف وہ جا رہا ہے اُس سے واقف ہونے کی وجہ سے روتا ہے۔ اور کہتی تھیں کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ تیری محبت کا پیاسا کبھی سیراب نہیں ہوتا۔ اور جو عورت انکی خدمت کرتی تھی وہ کہتی تھی کہ جب سے میری نظر تو انپر پڑی ہی اُنکی برکت سے میں کبھی دنیا کی طرف مائل ہوئی اور نہ میری آنکھ میں کوئی مسلمان چھوٹا نظر آیا۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ انکے پاس آتے جاتے اور ان سے پوچھا کرتے اور دعا چاہا کرتے تھے

(۱۳۵) آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بشر بن حارث رضی اللہ عنہ ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے ایکمرتبہ بشر بیمار ہوئے تو یہ رملہ سے اونکی بیمارپرسی کو آئیں۔ اور اون کے پاس تھیں کہ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ بھی عیادت کو آئے۔ اور آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھکر بشر سے پوچھنے لگے کہ یہ کون ہیں۔ بشر رحمہ نے کہا کہ

یہ آسیہ ساملہ کی رہنے والی ہیں میری بیماری کی خبر سنکر ساملہ سے میری عیادت کو آئی ہیں۔ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے بشر سے کہا کہ آپ ان سے درخواست کیجیے کہ ہمارے لئے دعا کریں چنانچہ بشر نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجیے۔ انہوں نے کہا کہ خدایا بشیر بن الحارث اور احمد بن حنبل دوزخ سے تیری پناہ کے طالب ہیں اے سب سے بڑے رحم کرنے والے ان دونوں کو پناہ دے امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو ایک پرچہ جس میں بعد بسم اللہ کے یہ لکھا ہوا تھا کہ "ہم نے یہ کر دیا اور ہمارے یہاں اس سے بھی زیادہ ہے" ہوا سے میری طرف گر پڑا۔

(۱۳۶) منفوسہ بنت زید بن ابی الفوارس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انکی عادت تھی کہ جب انکا بچہ مرتا تو اُسکو اپنی گود میں رکھتیں اور کہتیں کہ واللہ تیرا مجھسے آگے جانا میرے نزدیک تیرے مجھسے بعد جانے سے بہتر ہے اور تجھ پر رونے پیٹنے سے میرا صبر کرنا اچھا ہے اور اگر تیری جدائی حسرت کا باعث ہوتی تو تیرے ثواب کی امید اُس سے عمدہ تھی۔ پھر عمرو بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر جسکا مضمون یہ ہے پڑھتیں ؎

اپنے مردوں پہ نہیں روتے ہیں ہم		بار غم سے ہوا گر بیٹھ بھی جسم

(۱۳۷) سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ ۱۴۵ھ ایکسو پینتالیس ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں زہد و عبادت میں

بڑی ہوئین اور اسحٰق مؤتمن سے آپکی شادی ہوئی - اور قاسم و اُمّ کلثوم آپکی دو اولادیں تھیں - سات سال تک آپکی اقامت سے مصر نے برکت حاصل کی - اور ۲۰۸ھ دو سو اٹھ ہجری میں داخل جلدین ہوئین - اسکے شوہر دونوں بچوں کو لیکر مصر سے چلے گئے اور سب بے نقیع مین ہمیشہ کے لیے آرام کیا مگر اسمین اختلاف بھی ہے جیسا کہ ابن الملقن نے لکھا ہے - جب امام شافعیؒ مصر مین آئے تو انکی حدمت میں حاضر ہوا کرتے اور رمضان مین تراویح انہین کی مسجد میں پڑھتے تھے -

اب ہم پھر اُن اولیاء اللہ کا تذکرہ لکھتے ہیں جو مرد تھے -

(۱۳۸) سعدون مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چھ مہینے جذب اور چھ مہینے سلوک کی حالت مین رہتے تھے اور جب ان کو جوش آتا تھا تو چھت پر چڑھجاتے اور بلند آواز سے پکارتے کہ اے سونے والو قبل اسکے کہ مہلت ختم ہوجاے خواب غفلت سے چونکو کیونکہ تمہاری موتیں اچانک آجائینگی -

(۱۳۹) بہلول مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہارون الرشید نے ان سے ملاقات کی اور کہا کہ مین ایک زمانہ سے تمہاری ملاقات کا آرزومند تھا - انھوں نے کہا کہ مگر مجھے تو تمسے ملنے کا کبھی شوق نہوا - پھر ہارون رشید نے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجیے - انھوں نے کہا کہ کس ذریعہ سے نصیحت کروں دیکھو یہ اُسکے محل ہیں اور یہ اُنکی قبریں ہین - پھر کہا کہ اے امیر المؤمنین اُسوقت تیری کیسی بنے گی جب اللہ تعالیٰ تمکو اپنے حضور میں کھڑا کرے گا اور چھوٹی سی چھوٹی چیز دن تک کا

حساب تمسے لے گا اور اُسوقت تم ہوکے پیاسے اور ننگے ہو گے اور اُس دربار کبریائی کے لوگ تمہاری طرف دیکھکر ہنستے ہونگے۔ یہ سنکر روتے روتے اونکی گگی بندھگئی۔

بہلول مستجاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ رشید نے اُنکے پاس بدرہ بھیجا۔ انہوں نے واپس کر دیا اور کہلا بھیجا کہ جن لوگوں سے تمنے لیا ہے اُنکو قبل اسکے کہ وہ آخرت میں تمسے اسکا مطالبہ کریں اور اُنکے راضی کرتے کو تمہیں کوئی چیز ڈھونڈھے سے بھی نہ ملے۔ لوٹا دو۔ اسکو سنکر رشید پر جوش گریہ طاری ہوا۔ بہلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جید اشعار جنکا مضمون یہ ہے پڑھا کرتے تھے ٥

حرص دنیا سے ہاتھ اُٹھاؤ تم	عیش کی یہاں امید ہے بیجا
کسلیئے مال جمع کرتے ہو	کیا حسن کون اسکو کھائے گا
رزق پہلے سے ہو چکا مقسوم	سوء ظن کا ہے فائدہ ہی کیا
اصل میں ہیں حریص ہی محتاج	ہیں جو قانع وہی ہیں اہل غنا

(۱۴۰) ابو علی فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکے دادا مسعود بن بشر تمیمی بعدہ یربوعی تھے۔ مرو علاقہ خراسان کے ایک گانون مین جسکا نام فندین تھا نشو ونما پایا۔ اور سنہ ۱۸۱ ایکسو اسی ہجری میں حرم شریف سے فردوس بریں کی راہ لی۔ اُنکے کلمات عبرت آیات مین سے ہے کہ۔ اہل فضل اُسی وقت تک اہل فضل ہین کہ اپنے فضل کو نہ دیکھین۔ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ جب وہ باتیں کرے تو لوگ اُنکو سنیں وہ زاہد نہیں ہے۔ جب کوئی دشمن تمہاری غیبت کرے تو وہ تمہارے لئے دوست سے زیادہ مفید ہے کیونکہ جب وہ تمہاری

غیبت کرے گا تو اُسکی نیکیاں تمہاری ہو جاینگی - آخر زمانہ میں قبیلہ کا سردار وہی گا جو
اُسمیں منافق ہو گا اور اُسوقت ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا پڑے گا کیونکہ یہ مثل لاعلاج
مرض کے ہونگے - لوگون سے ملا کرو مگر جماعت کو ترک نہ کرو - یہ زمانہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا ہر
چیز کا دیباچہ ہوا کرتا ہے اور مولویون کا دیباچہ غیبت ٹھیرایا ہے یہ بادشاہوں سے
ملنے کو اسلیے ناپسند کرتے تھے کہ مبادا انکی یا انکی طرف سے تصنع یا ظاہرداری کی نوبت
آئے - اور انکے اقوال مین سے ہے - جسنے قرآن کے معنی سمجھے اُسکو حدیث لکھنے
کی ضرورت نہ رہی - یہ ہمیشہ سوال کرتے اور اُسی سے اپنا اور اپنے عیال کا خرچ کاٹتے
تھے - انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُس کی
روزی تنگ کر دیتا ہے اور جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے تو اُسپر دنیا کو وسیع کر دیتا
ہے - اور میرا اسبات پر قسم کھانا کہ مین ریاکار ہوں مجھے اس سے زیادہ مرغوب ہے کہ
اپنے ریاکار نہونے کی قسم کھاؤن - آور قرآن جاننے والے کے یہ لائق نہیں ہے کہ
اُسکی کوئی ضرورت کسی امیر یا مالدار کے ہاتھہ مین ہے بلکہ یہ سزاوار ہے کہ خلق اللہ
کی ضرورتیں اسکے ہاتھہ میں ہوں - اور جہانتک ہو سکے مولویون سے دور ہی رہو کیونکہ
یہ اگر تمکو دوست رکھیں گے تو تمہاری ایسی تعریف کرینگے جسکے تم سزاوار نہین ہو اور اگر
تمسے خفا ہو گئے تو تمہارے خلاف مین جہوٹی گواہی دینگے اور وہ مان لی جائیگی - سفیان
بن عیینہ اسکے پاس آکر بیٹھے تو انہون نے کہا کہ اے علماء تم پہلے شہروں کے چراغ تھے
جسسے لوگوں کو روشنی پہونچتی تھی مگر اب تم تاریک ہو گئے - اور تم پہلے ستارے تھے
جسسے لوگ اپنا رستہ معلوم کرتے تھے مگر اب تم کالی گھٹا بنگئے کیا تم مین سے کسی کو اُسوقت
اللہ سے شرم نہین آتی جب وہ ان حاکموں کے پاس جاتا اور انکے مال میں سے لیتا ہے

اور نہیں جانتا کہ انہوں نے اسکو کہاں سے حاصل کیا ہے اور اسکے بعد اپنی مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھتا اور کہتا ہے کہ حدثنی فلاں عن فلاں۔ یہ شکر سیاں سرد ہے اور کہنے لگے کہ ہم خدا سے کشایش چاہتے اور توبہ کرتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدا کے مولوی منکسر اور رقیق القلب ہوتے ہیں اور دنیا کے مولوی مغرور متکبر والے اور عام لوگوں کو بُرا سمجھنے والے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویوں کا میوہ ہے۔ انکا اور شعیب بن حرب کا طواف میں ساتھ ہوا تو انہوں نے کہا کہ اے شعیب اگر تمہارا یہ گمان ہو کہ اس حج میں کوئی ایسا آدمی شریک ہوا ہے جو مجھ سے اور تجھ سے بُرا ہے تو تمہارا گمان بہت ہی بد ہے۔ آنکے اقوال میں سے ہے کہ جو ایسے بھائی کا جویا ہو جسمیں کوئی عیب نہ ہو وہ بلا بھائی کے رہا۔ آجکل سے بھائی چارہ نہ کرو کہ جب تجھ سے خفا ہو تو تجھ پر جھوٹی تہمت لگائے۔ اس زمانہ میں بھائی چارہ نہ رہا پہلے لوگ اپنے بھائی کے بعد اُسکی اولاد کی نگہداشت اور پرورش اُسوقت تک کہ وہ سن رشد کو پہنچیں اسطور پر کرتے تھے کہ گویا خود اُنہیں کی اولاد ہین۔ وہ شخص تیرا بھائی نہیں ہے جو اگر تجھ سے کوئی چیز مانگے اور تو نہ دے تو وہ تجھ سے رنجیدہ ہو جاوے۔ لقمان باوجود اسکے کہ حبشی غلام تھے مگر جو کچھ بولتے تھے اور جس چیز سے اُنکو سروکار ہوتا اُسمیں کبھی نہیں پڑتے تھے اسلئے ہی اسرائیل کے قاضی تھے۔ پل صراط کی دوری پندرہ ہزار برس کی ہوگی اس سے اے میرے بھائیو دیکھو لو کہ تمہاری کیا حالت ہوگی۔ اسحق بن ابراہیم نے ان سے درخواست کی کہ مجھے کوئی حدیث سنایئے فضیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو مجھ سے دینار مانگتا تو مجھپر حدیث کی طلب سے زیادہ تر آسان ہوتا اور اے غافل جو کچھ تجھے معلوم ہے اگر تو اُسپر عمل کرتا تو تجھے حدیث سننے کی فرصت نہ ملتی۔ تجھ سے قرآن پڑھ قیامت کے دن اُس سے اُسیطرح سوال

ہوگا جسطرح تبلیغ رسالت کے بارہ مین انبیاء علیہم السلام سے کیونکہ وہ اسکے وارث ہین آخروی عالم کا علم چھپا رہتا اور دنیاوی عالم کا علم کھلا رہتا ہے اسلئے آخروی عالم کی پیروی کرو اور دنیاوی عالم کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ تمکو دنیا کے زیب اور رنگ و نمک مین پھنسا دے گا اور اسکا دعویٰ عمل کا بغیر عمل کے ہوا کرتا ہے یا ایسے عمل کی بابت جسمین صدق نہیں ہے۔ اگر علم والے دنیا کے متعلق زہد کرتے تو بڑے بڑے جابرون کی گردنین اسکے سامنے جھکتین اور لوگ اسکے فرمانبردار ہوتے لیکن انہون نے تو اپنا علم دنیاداروں کو دیدیا تاکہ اُن سے مال اینٹھیں اس سبب سے لوگوں کے نزدیک ذلیل و خوار ہوئے۔ زاہدوں کی نشانی یہ ہے کہ جب حاکموں اور اُن سے سروکار رکھنے والوں کے سامنے حاضر قرار دیے جائیں تو خوش ہوں اور جو شخص اسکی خبر رکھے کہ کونسی چیز اُسکے پیٹ مین جاتی ہے وہ خدا کے نزدیک صدیق ہے۔ اسلئے اے مسکین دیکھ کہ تیری خوراک کہان سے آتی ہے۔

(۱۴۱) ابو اسحٰق ابراہیم بن ادہم بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطۂ بلخ کے رہنے والے اور شاہوں کی اولاد مین سے تھے۔ انکے اقوال مین سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے کی نشانی یہ ہے کہ سب سے بڑی فکر اُسکو نیکی اور عبادت کی ہو اور سب سے زیادہ اُسکا کلام مدح و ثنا ہو۔ اکثر ایک عربی شعر جسکا ترجمہ درج ذیل ہے اُنکی زبان پر رہتا تھا ؎

ہین خشک و تلخ لقمہ مین کیہ بڑھ کے لذتیں		حرمانے تر سے جسمین ہین لپٹی ہوئی بہتریں

مین کہتا ہوں کہ بہترون کے لپٹے ہوئے رہنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکے باطن مین

علت ہو یعنی لوگ اُسکی دینداری اور نیکوکاری کے باعث وہ شے اُسے دیتے ہوں
اور اگر ایسا نہوتا تو اُسے نہ دیتے اسلئے ایسی صورتمین مناسب یہ ہے کہ اُسکے مالک کو واپس
کردی جاوے اور صرف ایسے ہی شخص کا ہدیہ قبول کیا جاوے جسکی نسبت معلوم ہو کہ اسکو
وہ ہرحال مین درست رکہتا ہے پس ایسے ہی شخص کا لقمہ ایسا ہے جسمین بہتری نہیں ہے رضی اللہ عنہ
انکا قول ہے کہ میزان مین وہی عمل سب سے زیادہ بھاری ہوگا جو جسم پر سب سے زیادہ دشوار ہے جسنے
عمل مین جان لڑادی اُسکو پورا اجر ملیگا اور جسنے عمل نہین کیا وہ دنیا سے آخرت کی طرف خالی ہاتھ
گیا - یہ ایک شخص کے ہمراہ رہے اور جب اُس سے جدا ہونے لگے تو اس شخص نے
ان سے کہا کہ اگر آپنے مجھہ مین کوئی عیب دیکھا ہو تو مجھے اُس سے آگاہ کر دیجیے -
ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی جان مینے تم مین کوئی عیب نہ پایا کیونکہ مینے تمکو محبت کی
نگاہ سے دیکھا اسلئے جو بات تمہاری مینے دیکھی وہ مجھے اچھی ہی نظر آئی اس سبب سے آپ کسی
اور سے پوچھیں - یہ کہا کرتے تھے کہ مین اسلئے بیمار ہونے کی آرزو کرتا ہون کہ مجھپر جماعت کی
نماز واجب نہو تاکہ نہ مین لوگون کو دیکھون اور نہ وہ مجھے دیکھین - یہ باہر سے دروازہ کو بند
کر دیا کرتے تھے اور لوگ اُسے بند پاکر واپس چلے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس
قول تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض[۱]
کی تفسیر مین کہتے تھے کہ اگر تم اپنے جوتے کے تسمے کو اپنے بھائی کے جوتے کے تسمے
سے بہتر سمجھو تو یہ بھی شیخی ہے اور اسکے اقوال مین سے ہے کہ تین شخصون کی بیقراری
قابل ملامت نہیں - بیمار - اور مسافر - روزہ دار - مینے سنا ہے کہ قیامت کے دن روزہ سے

---

[۱] یہ آخرت کا گھر ہے جسکو ہمنے ان لوگوں کے لئے خاص کر رکھا ہے جو دنیا مین کسیطرح کی شیخی
نہین کرنی چاہتے ۱۲ (آیت ۸۳ سورہ عنکبوت)

ایسے لوگوں کے روبرو محاسبہ ہوگا جو اُسکو پہچانتے ہوں تاکہ اُسکی اچھی طرح رسوائی ہو۔
جس شخص کو علم یا عمل یا بخشش کے ذریعہ سے شہرت پسند ہو اُسنے اللہ کی تصدیق
نہیں کی۔ انکو جب حلال کھانا نہیں ملتا تو مٹی کھاتے اور ایک مہینے تک اُسی کو کھا کر رہتے
اور کہتے تھے کہ اگر مجھے اپنے نفس کی اعانت کا اندیشہ نہوتا تو جبتک مجھے حلال نہ ملتا مرتے دم تک مٹی
کے سوا اور کوئی چیز میری خوراک ہی نہوتی جہانتک اُسے ہوسکتا تھا کھانے میں کمی کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حلال
میں حصول حرص کی گنجائش ہی نہیں ہے یہانتک کہ ایک وضو سے پندرہ نمازیں ادا کرتے تھے
اور کہا کرتے تھے کہ عمل کرنے کے لیے علم کی جستجو کرو کیونکہ بہت سے آدمی غلطی میں پڑ گئے
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے علم پہاڑوں کے برابر ہیں اور اُنکا عمل چیونٹی کے برابر۔ انکو اگر کوئی
دیکھتا تو کہتا کہ انمیں گویا جان ہی نہیں اور اگر ہوا کا جھونکا لگتا تو گر جاتے ان سے ایک عالم نے
کہا کہ مجھے نصیحت کیجیے تو اُس سے کہا کہ دُم [illegible] کیونکہ دُم بچ جاتی ہے اور سر
پھلا جاتا ہے۔ اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انکو لکھا کہ اے ابراہیم میں تمہاری صحبت میں رہنا
چاہتا ہوں۔ اُسکے جواب میں انہوں نے اُنکو لکھ بھیجا کہ چڑیا جب دوسرے جنس کے پرندوں
میں ملنا چاہتی ہے تو یہ پرندے اُڑ جاتے ہیں اور اُسکو چھوڑ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۱۴۲) ابو الفیض ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نام توبان بن ابراہیم تھا اور انکے والد نوبہ کے رہنے والے تھے ۲۴۵ھ دوسو
پینتالیس ہجری میں اس دار المحن سے رخصت ہوئے۔ بہت دُبلے تھے رنگت پر سرخی
غالب تھی اور داڑھی سفید نہیں ہوئی تھی۔ جب جیزہ میں انہوں نے وفات پائی تو اس
خوف سے کہ لوگوں کی کثرت کے باعث کہیں پل نہ ٹوٹ جائے انکی لاش کو کشتی میں لیگئے

اور لوگوں نے بہت سے سبز پرندوں کو انکی لاش کے اوپر قبر کے پاس ہو پہنچنے تک منڈلاتے
دیکھا۔ اسکے کلام خلوص الفیام میں سے یہ ہے کہ سر وار معرفت کا دعوی نہ کرنا۔ زہد کو سیتہ
نہ سانا عبادت پر گھمنڈ نہ کرنا اور ہر چیز سے اپنے پروردگار کی طرف بھاگنا۔ ہر دعوی کرنیوالا
حق کے شہود سے اپنے دعوے کے پردے میں رہتا ہے کیونکہ اہل حق کا حق ہی اسطرح
پر شاہد ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اُسیکا قول حق ہے اور جسکا شاہد حق تعالیٰ ہوا وہ دعوے
کا محتاج نہیں ہے اسلئے دعوی حق سے حجاب میں رہنے کی علامت ہے۔ علماء سے
کہتے تھے کہ میں ایسے لوگوں کا زمانہ پاچکا ہوں کہ اُن میں سے ہر ایک کا جسقدر علم
بڑھتا تھا اُسیقدر اُسکا دنیا سے پرہیز اور بغض زیادہ ہوتا تھا اور آج تمہارا یہ حال ہے کہ تم میں
سے ہر ایک کا جیسے جیسے علم بڑھتا ہے اُسیقدر دنیا کی محبت و طلب و قربت بڑھتی جاتی ہے
اور میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ علم حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتے تھے اور تم آج
مال حاصل کرنیکے لئے علم کو خرچ کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے مریدوں کے گروہ
تم میں سے جو شخص طریقت کا طالب ہو اُسکو لازم ہے کہ علماء سے جہل کا اظہار کرکے
اور زاہدوں سے رغبت کا اظہار کرکے اور عارفوں سے خموشی کے ساتھ ملے میں کہتا
ہوں کہ یہ اسلئے کہ عالموں سے اُسکو زیادہ علم زاہدوں سے زہد اور عارفوں سے
معرفت حاصل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین
لاء یہ خیرات تو بس فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا (آیت۔ سورہ توبہ) ان سے کسی نے
پوچھا کہ خلق میں سفلے کون ہیں تو کہا کہ وہ لوگ کہ جو اللہ تعالیٰ کا رستہ نہ جانتے ہوں اور نہ اسکو
جاننے کی کوشش کرتے ہوں۔ اور کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں
احمقوں کی حکومت عقلمندوں پر ہوگی میں کہتا ہوں کہ احمق وہ ہے جسنے اپنے آپ کو

اپنی خواہشوں کا پیرو سایا اور حدا سے دور ارکار آر رویں کین اور عقلمند وہ جسنے اپنے نفس

کو زیر اور آخرت کے سلئے عمل کیا - اور انکا قول ہے کہ لوگ ہمیشہ ہر زمانے میں فقیروں پر

ٹھٹھے کرتے آئے ہیں تاکہ فقرا رضی اللہ عنہم انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے موسے ہمیں -

اور کہتے تھے کہ ایک عورت نے مجھسے آکر کہا کہ میرے بچہ کو گھڑیال گھسیٹ لے گیا ہے

میں بچہ کے لئے جو اسکی بے چینی دیکھی تو دریا سے میں پر آیا اور کہا کہ خداوندا اُس گھڑیال

کو نمودار کر دے - چنانچہ وہ نکلکر میرے پاس آیا اور میں نے اُسکے پیٹ کو پھاڑا اور وہ بچہ

صحیح سلامت نکل آیا - وہ عورت اُس بچہ کو لے کر چلی اور کہنے لگی کہ آپ مجھے معاف

کر دیجئے میں جب آپ کو دیکھتی تھی تو آپ سے ٹھٹھے کرتی تھی اور اب میں اللہ تعالی سے

توبہ کرتی ہوں - اور انکا قول ہے کہ بندہ سے اللہ تعالی کے غصہ ہونے کی نشانیوں میں

سے یہ ہے کہ اُسکو محتاجی کا اندیشہ ہو - اور کہتے تھے کہ ہر چیز کی علامت ہوا کرتی ہے

اور اللہ تعالی کی درگاہ سے عارف کے نکالے جانے کی علامت اللہ عزوجل کے ذکر سے

الگ ہو جانا ہے - اور جب عمگیں کا غم کمال کو پہونچ جاتا ہے تو اُسمیں آنسو نہیں باقی رہتے

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب قلب رقیق ہوگا تو پھوٹ بہے گا اور جب خشک ہو جائیگا

تو کیونکر پسیجے گا - ایک دن فقیروں نے اسکے سامنے آپس میں محبت کا ذکر کیا تو انہوں

نے اُن سے کہا کہ اس مسئلے سے باز رہو مبادا لعوس سن پائیں اور محبت کا دعوے کرنے

لگیں - اور انکا قول ہے کہ دلوں میں سے بعض ایسا ہی ہوتا ہے کہ گناہ کرنے سے پہلے

مغفرت چاہتا ہے اسلئے اطاعت کرنے سے پہلے ثواب پاتا ہے - اور اللہ تعالی

نے زبان کو بیان کے ساتھ گویا کیا اور اُسکو کلام سے کھولا ہے اور دلوں کو علم کا ظرف

بنایا ہے اور اگر یہ نہوتا تو آدمی بھی چرپایہ جیسا ہوتا سر اور ہاتھ سے اشارہ کیا کرتا - آدمی جب کسی

نوجوان کو مجلس مین کلام کرتے دیکھتے تھے تو اُسکی بھلائی سے ناامید ہوجاتے تھے - اور جسے
حلال کی دو روٹیون کی نسبت جہان مین ہے کی اُسنے اللہ عز وجل کی راہ مین فلاح نہ پائی -
ایک شخص نے ان سے کہا کہ میری بیوی آپ کو سلام کہتی ہے تو کہا کہ ہمکو عورتوں کا سلام
نہ بھیجا کرو - اور دوستون اور ملاقاتیون کی کثرت سے بچتے رہو - اور جب ہم عمل مین لگے ہے
اور صرف طرز کلام کو ہمنے پکا کرلیا تو پھر ہم کیونکر فلاح پا سکتے ہیں مین کہتا ہون کہ اسی
طرح سے ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنے قرب سے
مانوس فرمایا اُسکو بغیر جستجو کے علم عطا کیا اور حضرت ذوالنون کا قول ہے کہ جسے علم سیکھا اور
اُسمین مشہور ہوا اور اسکے بعد اُسنے اپنی خواہش کو علم پر مقدم رکھا وہ عقل والا نہین ہے
اور نہ وہ عاقل ہے جسنے اپنے لئے تو غیر سے انصاف چاہا اور اپنی ذات سے غیر کا انصاف
نہ چاہا - اور نہ وہ عقلمند ہے جو اللہ تعالی کو اُسکی طاعت مین بھول گیا اور اللہ تعالی کو ضرورت
وحاجت کے موقعون مین یاد کیا - اور اللہ تعالی کی سب مخلوقات سے عاجزی کرو مگر اُس
سے ہرگز عاجزی نہ کرو جو تمسے عاجزی کا خواہان ہو اسلئے کہ اُسکا خواہان ہونا اُس کے
اندرونی غرور پر دلالت کرتا ہے اور اگر تم اُسکے ساتھ عاجزی کروگے تو تم غرور مین اُسکے
معین ہوگے - اور جسنے لوگون کے عیب پر نظر کی وہ اپنے عیبون سے اندھا ہوا -
اور جسے روٹی کے ساتھ نمک طلب کیا اُسکو صوفیون کے راستہ مین فلاح ہوئی -
ان سے کسی نے پوچھا کہ عقل کا کمال اور معرفت کا کمال کیا ہے تو کہا کہ جس [illegible]
جب تم اُسکی [illegible] رہو اور جب [illegible] مخالفت سے اُسکو چھوڑ دو تو تم کامل عقل وا[illegible]
اور جب تمہارا اسرار کا اللہ عز وجل سے ہو اور تم اُسکے سوا اپنے احوال اور اپنے اعمال
پر غرا نہ کرو تو تم کامل معرفت والے ہو - اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ مین عابدون زاہدون

اور رسولوں سے گناہ کو ایک معمولی بات سمجھ لیا ہے یہانتک کہ ایسے پیٹون اور شرمگاہوں
کی خواہشون میں ڈوب گئے ہیں اور اپنے عیبون کے مشاہدہ سے روک دیے گئے ہیں اس لیے
وہ ہلاک ہو گئے ہین مگر اُنھین خبر نہیں وہ حرام کھانے پر جھک پڑے ہیں اور حلال کی جستجو
کو چھوڑ بیٹھے ہین اور عمل کے بدلے صرف علم پر اکتفا کر بیٹھے ہین جو چیز اُنکو نہین آتی
اُسمیں یہ کہتے ہوئے کہ "مین نہین جانتا" شرماتے ہین یہ لوگ دنیا کے علماء ہیں شریعت کے
علماء نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ شریعت جانتے ہوتے تو وہ انکو بُرائیون سے روکتی اگر یہ سوال
کریں تو اصرار سے کام لیں اور ان سے سوال کیا جائے تو بُخل کرتیں انکے دل تو دراصل
بھیڑیون کے سے ہیں مگر انھوں نے اپنے آپ کو انسانی پوشاک کے غلاف مین چھپا
رکھا ہے اور اللہ کی مسجدون کو جہاں اُسکا مقدس نام لیا جاتا ہے انھون نے اپنی بیہودہ
باتون اور لڑائی جھگڑون اور اپنے شور و غل کا اکھاڑا بنا رکھا ہے۔ اور علم کو دنیا کے لینے
کا جال بنایا ہے پس انکی صحبت سے حذر کرو۔ آن سے کسی نے سوال کیا کہ آپ حدیث مین
کیوں نہیں مشغول ہوتے تو کہا کہ حدیث کے لیے اور لوگ ہیں اور مجکو تو جو شغلہ اپنے نفس
کے ساتھ ہے اُسی مین میرا سارا وقت گذر جاتا ہے اور حدیث دین کے ارکان مین سے
ہے اور اگر حدیث اور فقہ جاننے والوں مین نقص نہ آجاتا تو اپنے زمانہ مین سب سے افضل ہی
ہوتے لیکن تم اُنھین نہین دیکھتے کہ اُنھون نے اپنا علم دنیا دارون کو عطا کر دیا تاکہ اُسکے ذریعہ سے وُہ انکی
دنیا کو اپنی طرف کھینچین اور اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دنیادار انکی روک کے لئے پہرے بٹھاتے ہیں
اور اسی عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں اور دنیا کے بارہ میں علم والوں اور فقہ جاننے والوں کا
رجحان دیکھکر دنیا کے ذریعہ سے اُنکو فریب اور دھوکے دیتے ہیں اسلئے یہ لوگ اللہ اور
رسول کی خیانت کرتے ہین اور جو لوگ انکی پیروی کرتے ہیں اُسکا گناہ بھی انھین کے سر ہوتا ہے

ان لوگون سے علم کو دنیا کے لئے دام اور اُسکے حاصل کرنے کا سلاح بنایا ہے حال آنکہ پہلے یہ دین کے چراغ تھے جسے روشنی حاصل کی جاتی تھی - ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن کے عالم کون ہیں اسکے جواب مین کہا کہ وہ لوگ ہیں جنھون نے سواریوں اور جسمون کو تھکایا اور گھلا گئے جسمون تو سوکھے لبوں آمد رہے اشکون اور بلند آہون کے ساتھ قرآن کو ایسا مصاحب بنایا ہے انہین کے لئے امن ہے اور یہی سیدہی راہ پر ہین آور یہ کہا کرتے تھے کہ ان عالموں سے نہایت تعجب ہے کہ خالق کو چہوڑکر انہون نے مخلوق کے سامنے گردنین جھکائی ہیں حال آنکہ انکا دعوی یہ ہے کہ سارے خلائق سے انکا درجہ بلند تر ہے اور بندہ سے اللہ تعالی کے منہ پھیر لینے کی نشانی یہ ہے کہ تم بندہ کو عیش وعشرت اور لغو وبیہودہ باتوں مین دل لگائے اور اللہ تعالی کی ذکر کو بھلائے اور اس سے منہ موڑے ہوئے دیکھو - آور انکا قول ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دشمنون کو جو اپنی محبت سے محروم فرمایا ہے تو بخل کی وجہ سے نہین بلکہ صرف اسلئے کہ اپنے دوستوں کو جنھون نے اُسکی اطاعت کی ہے اُنسے بچائے اور اُنہیں اپنے دشمنوں کے ساتھ جنھون نے اسکی نافرمانی کی ہے اکیجا نہو نیدے اور عارف ہمیشہ غم مین بہتا ہے اور ہمیشہ مسرور ہین پہر کہا کہ اس دنیا میں عارف کی مثال اُس شخص کی سی ہے جسکو بزرگی کا تاج پہنا اُسکے گہر مین ایک تخت پر بٹھا دیا ہو اور ایک تلوار بال سے مانند ہلکا اُسکے سر پر لٹکا ئی ہو اور اُسکے دروازہ پر دو خونخوار درندے چہوڑ دیئے گئے ہوں پس وہ ساعت بساعت ہلاکت کے قریب ہوتا ہو پہر اُسکے لئے خوشی کہان اور غم کہان بعضون نے کہا ہے کہ سر پر لٹکی ہوئی تلوار تو احکام ہین اور دروازہ پر کے دو خونخوار درندے امر ونہی ہین - آور انکا مقولہ ہے کہ جسنے اپنی جان گنوا کر اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا اللہ نے اُسکی جان کو محفوظ رکہا - انکا بیان ہے کہ جب مجھے بیڑیان ڈالکر

مصر سے بغداد لیچلے تو راستہ مین ایک اپاہج عورت ملی اور اُسنے مجھ سے کہا کہ جب تو
خلیفہ متوکل کے سامنے حاضر ہو تو اُس سے خوف نہ کھانا اور نہ یہ سمجھنا کہ وہ تجھسے بالا ہے
اور اپنے آپ کو بر سرِ حق ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہ پیش کرنا خواہ تو بر سرِ حق
ہو خواہ تجپر تہمت لگائی گئی ہو کیونکہ اگر تو اُس سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکو تجپر مسلط کر دیگا
اور اگر تو اپنی ذات کی طرف سے حجت پیش کریگا تو اس سے وبال زیادہ ہونے کے
سوا اور کچھ نہ ہوگا اسلئے کہ جس چیز کو اللہ جانتا ہے اُسمیں تو اُسپر سبقت لیجانی چاہے گا اسلئے
تجھکو چاہیئے کہ خدا سے اپنی مدد کی دعا کرے اور اپنی مدد آپ نہ کرے ورنہ اللہ تجھے
تیرے ہی حوالہ کر دے گا۔ مینے اس سے کہا کہ بسر و چشم۔ چنانچہ جب مین متوکل کے
روبرو گیا تو خلافت کی حیثیت سے مینے اُسکو سلام کیا۔ اسکے بعد اُسنے مجھسے پوچھا کہ
تجپر کافر و زندیق ہونے کا جو الزام لگایا گیا ہے اُسکی بسبت تو کیا کہتا ہے۔ مین چپکا رہا
لیکن وزیر نے کہا کہ اسکے بارہ مین جو کچھ کہا گیا ہے میرے نزدیک وہ درست معلوم ہوتا
ہے۔ پھر مجھسے کہا کہ تو کیون نہیں بولتا۔ مینے کہا کہ اے امیر المومنین اگر مین "نہیں" کہتا
ہون تو مسلمانوں کو جھٹلاتا ہوں اور اگر میں "ہاں" کہتا ہوں تو اپنے نفس کی بسبت ایسا جھوٹ
کہتا ہون جسکا علم اللہ تعالیٰ کو میری بسبت نہین ہے اسلئے جو کچھ آپ مناسب سمجھین وہ کرین
مین تو اپنی مدد آپ نہین کرتا۔ اسپر متوکل نے کہا کہ اسکی بسبت جو الزام ہے اُس سے یہ
شخص بری ہے۔ مین وہان سے نکلکر بڑھیا کے پاس پہونچا اور مینے ان سے کہا کہ خدا انکو
میری طرف سے جزائے خیر دے مینے وہی کہا جو تمنے کہا تھا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمنے یہ کہاں سے
سیکھا۔ اُسنے کہا کہ قرآن مجید[۵۶] کے اُس مقام سے جہاں ہدہد نے آکر سلیمان علیہ السلام

---

[۵۶] دیکھو انیسویں پارہ کا سترہواں رکوع (سورہ نمل کی آیات ۲۱ تا ۲۴)

سے باتیں کی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص بے لاگ توحید اور خالص توکل سیکھنا چاہے اُسکو بغداد کی اپاہج عورتوں کے پاس ڈھونڈھنی چاہیئے۔ انکا قول ہے کہ جیسے جب کبھی آسودہ ہو کر کھانا کھایا تو گناہ کیا یا گناہ کا ارادہ کیا۔ اور کہا کرتے تھے کہ عارف خوف زدہ ہو عارف ستائش گر ہو

(۱۴۳) ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی رضی اللہ عنہ

یہ اُن پیران طریقت میں سے ہیں جو زہد۔ پرہیزگاری اور فتوت میں مشہور تھے۔ مستجاب الدعوات تھے اور ان کا واسطہ دیکر باران رحمت کی دعا کیجاتی ہے۔ یہ علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کئے ہوئے تھے۔ داؤد طائی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور بغداد میں وفات پائی اور ۲۰۰ھ دوسو ہجری میں وہیں دفن ہوئے۔ انکا مزار وہاں مشہور و معروف ہے اور رات دن لوگ اسکی زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ انکے کلام برکت لطام میں سے ہے کہ۔ جب اللہ کسی بندہ کا بھلا چاہتا ہے تو اُسپر عمل کا دروازہ کھول دیتا اور جدل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب کسی بندہ کا بُرا چاہتا ہے تو اُسپر عمل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جدل کا دروازہ کھولدیتا ہے۔ نیکوکار تو بہت ہیں مگر اُن میں صدق والے بہت ہی تھوڑے ہیں۔ اگر عارفوں کے دلوں سے دنیا کی محبت نہ نکالی جاتی تو وہ طاعت کے کام کر ہیں سکتے تھے۔ اور اگر ذرہ کے برابر بھی دنیا کی محبت اُنکے دلوں میں ہوتی تو انکا ایک سجدہ بھی درست نہوتا۔ عارف بلا اختیار دُنیا کیطرف رجوع کرتا ہے اور دُنیا کا مبتلا بہ اختیار۔ جب عالم نے علم پر عمل کیا تو مومنوں کے دل اوسکے لئے ہموار ہو گئے اور اُسکو وہی راہ جا بجا ہے جسکے لئے ہماری ہی جیسا اللہ تعالیٰ کسی بندہ کا بھلا چاہتا تو اپسے سے اسکو سرگرداں نہیں ہونے دیتا اور سیتے فقیروں میں جگہہ دیتا ہے

اور جب کسی بندہ کا بُرا چاہتا ہے تو اُسکو نیک اعمال سے بیکار کر دیتا ہے یہانتک کہ وہ اُسکے دل پر پہاڑون سے بہی زیادہ بہاری معلوم ہوتے ہین اور اُسکو مالدارون مین رکہتا ہے۔

(۱۴۴) ابو نصر بشر بن الحارث حافی رضی اللہ عنہ

اصل مین مرو کے تہے اور بغداد مین انہون نے سکونت اختیار کی تہی اور دسوین محرم ۲۲۷ھ دو سو ستائیس ہجری مین یہین سے دار آخرت کی راہ لی۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹہائی تہی۔ عالم پرہیزگار بڑی شان والے علم و حال مین اپنے زمانہ کے یکتا تہے انکے اقوال آئینۂ احوال مین سے یہ ہے کہ جو شخص اسکو دوست رکہتا ہے کہ لوگ اُسے پہچانین یعنی جسکو یہ بات پسند ہو کہ اُسکے کمال سے لوگ واقف ہون اُسکو آخرت کی حلاوت نصیب نہین ہوتی عنقریب لوگون پر وہ زمانہ آنے والا ہے جسمین احمقون اور کم رتبہ لوگون کی حکومت عاقلون اور بڑے لوگون پر ہوگی انکا بیان ہے کہ ایک دن مین اپنے گہر آیا تو ایک شخص کو مینے وہان بیٹہا پایا کر اُس سے پوچہا کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے گہر کے اندر کیونکر چلے آئے۔ اُسنے کہا کہ مین تمہارا بہائی خضر ہون۔ مینے اُن سے کہا کہ آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالی اپنی طاعت تمپر آسان کردے۔ مینے کہا کچہ اور انہون نے کہا کہ اور تمکو گمنام رہنے دے۔ انکا قول ہے کہ مجہسے ایک صوفی نے کہا کہ ابو نصر تو نے لوگون سے خیرات یعنی ابہی وقت قائم کرلے کے لئے موقوف کی ہے پہر اُسنے کہا کہ اگر تو حقیقت مین زاہد اور دنیا سے مُنہ موڑے ہوئے ہے تو لوگون کے ہاتہون سے لے تاکہ اُنکے نزدیک تیری وقعت نہ رہے اور جو کچہ وہ تجہے دین وہ محتاجون کو دیدے اور انہین پر اُسکو خرچ کر اور خود اُسمین سے زبان

پرہی سو رکہہ اور اپنی روزی غیر سے لینے کے بارہ مین توکل پر مضبوط رہ - یہ قول میرے یاروں کو
گران گزرا - لیکن مینے اُس سے کہا کہ خدا تجھکو میری طرف سے جزاے خیر عطا فرمائے اب
میرا جواب سن - اُسنے کہا کہ اچھا کہو - مینے کہا کہ فقیرون کی تین قسمین ہین - ایک تو وہ ہیں
جو سوال نہین کرتے اور اگر اُنکو دیا بہی جائے تو نہیں لیتے یہ تو روحانی لوگ ہین - اور دوسری قسم
کے وہ ہین جو سوال نہین کرتے اور اگر اُنکو دیا جاے تو لے لیتے ہین یہ متوسط درجہ کے
لوگ ہیں - اور تیسری قسم کے وہ ہین جو صبر کئے بیٹھے ہیں اور وقت کو ٹالتے ہین مگر جب
اُنکو حاجت مجبور کرتی ہے تو نکلکر خدا کے بندون کی طرف سوال کرنے کو جاتے ہیں مگر اُسکے
قلب اللہ کیطرف ہوتے ہیں اور اسکے سوال کرنے کا کفارہ اسکے سوال کی سچائی ہوا کرتی ہے
اسکو سُنکر اُس صوفی نے کہا کہ مین تمسے راضی ہوگیا خدا تمسے راضی رہے - انکا قول ہے
کہ تمکو وہ مرے ہوئے آدمی بس کرتے ہیں جنکے ذکر سے دل زندہ ہوتے ہین اور بہت سے
زندہ آدمی ایسے ہین جنکے دیکھنے سے سنگدلی آتی ہے - اور کہا کرتے تہے کہ اے علم کے
طالب تو تو علم کو نقل بنانا اور اُسی مرے لینا ہے تیرا صرف یہ کام ہے کہ سنتا ہے اور
نقل کر دیتا ہے اور جو کچہہ بہی تیرا حال آنکہ جو کچہہ تونے سیکہا ہے اگر تو اُسپر عمل کرتا تو تجہے علم
کی تلخی معلوم ہوتی ارے کم بخت علم سے مقصود صرف عمل ہے اسلئے سن اور سیکہہ پہر عمل کر
اور نکل بہاگ کیا تو سفیان ثوری کو نہیں دیکہتا کہ اُنہوں نے کیونکر علم کی جستجو کی اُسکو سیکہا
اور نکل بہاگے اسلئے جو کچہہ مین تجہسے کہتا ہون اُسکو سُن کیونکہ علم کی تلاش دنیا سے
بہاگنے کی راہ بتاتی ہے نہ کہ اُسکی محبت کی - اور انکا قول ہے کہ خیرات جہاد و حج وغیرہ
سے افضل ہے کیونکہ ان کامون کے کرنے والے سوار ہوکر آتے ہین اور لوگ انکو دیکہتے
ہیں اور خیرات کرنیوالا حبیب جبار دنیا ہے اسلئے اُسکو خدا عز وجل کے سوا کوئی

نہیں دیکھتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس سے مدرجہا بزرگ سمجھتا ہوں کہ اُسکا
ذکر ایسے شخص کے سامنے کروں جو نہ اُسکو پہچانتا ہو اور نہ اُسکے پہچاننے کا قصد کرتا ہو۔ اور
"کل" تو مرچکی اور "آج" جان کندنی میں ہے اور "کل" ابھی پیدا نہیں ہوئی ہے اسلئے
نیک اعمال کیطرف دوڑو اور جب کسی شخص سے خط و کتابت کرو تو اوسکو عمدہ لفظوں سے آراستہ نہ کرو کیونکہ ایکدفعہ میں
ایک خط لکھا اسوقت مجھے ایک ایسی بات سوجھی کہ اگر میں اُسکو لکھ دیتا تو خط میں حسن آجاتا مگر ہی وہ جھوٹ اور اگر
میں اُسکو چھوڑ دیتا تو خط بدنما ہوتا مگر وہ بچی تھی آخر میں نے فیصلہ کیا کہ سچی ہی بات لکھوں گا چاہے
خطکی عبارت بھونڈی ہی کیوں نہو اسی میں خانہ کعبہ کی طرف سے ایک ہاتف نے آواز
دی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ[ط]
اور انکا قول ہے کہ جو شخص دنیا میں عزت کے ساتھ اور آخرت میں سلامتی کے ساتھ رہنا
چاہئیے وہ نہ حدیث بیان کرے نہ گواہی دے نہ کسی قوم کا امام بنے اور نہ کسی کا کھانا
کھائے۔ محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ بشر بن حارث سے سوال
کر رہا ہے کہ مجھے حدیث سنائیے انھوں نے انکار کیا تب وہ شخص الحاح و اصرار کرنے لگا
مگر انھوں نے نہ مانا۔ اور جب وہ اُنسے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ اے ابو نصر جب تم
قیامت کے دن اللہ سے ملوگے اور وہ تمسے پوچھے گا کہ تمنے لوگوں کو حدیثیں کیوں
نہ سنائیں تو تم کیا جواب دوگے۔ بشر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کہونگا کہ اے میرے
پروردگار تونے مجھے نفس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا تھا اور میرا نفس حدیثیں بیان کرنے
اور سردار بن بیٹھنے کو چاہتا تھا اسلئے میں نے اُسکی مخالفت کی اور اُسکی منہ مانگی مراد اُسکو

[ط] جو لوگ ایمان لائے ہیں اُنکو پکی بات (یعنی کلمہ توحید) کی برکت سے اللہ دنیا میں بھی ثابت قدم رکھتا
ہے اور آخرت میں (بھی ثابت قدم رکھیگا) ۱۲

ہردی - یہ مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ ترک تعلقات کو ہی ہر چیز پر مقدم سمجھو کیونکہ میرا نفس
جیسے کھانے اور جیسی پوشاکیں چاہتا ہے۔ اگر میں اوسے دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ
کہیں میں جنگی و صول کرنے والا یا پولس کا سپاہی نہ ہو جاؤں۔ اور انکا قول ہے کہ جو
شخص عورتوں سے علیحدہ رہنے پر قادر ہو اوسکو چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور انکی پاس
نہ بیٹھے۔ اور اگر کوئی شخص حوا کی احتیاج سے مجبور ہو چار عورتیں جمع کرے تو وہ حد
سے تجاوز کرنے والا نہیں ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے اور سنت کی
مخالفت سے کیوں نہیں نکلتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فرض کی مشغولی سے سنت کی
فرصت نہیں ہے۔ فرض سے انکی مراد نفس کا مجاہدہ اور برے اخلاق سے اوس کا
صاف کرنا ہے۔ ان کا قول ہے کہ بدوں کی صحبت سے نیکوں کی نسبت بدگمانی پیدا ہوتی
ہے اور نیکوں کی صحبت سے بدوں کی نسبت حسن ظن پیدا ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کسی بندہ
سے کبھی یہ سوال نہ فرمائیگا کہ تو نے میرے بندوں کی نسبت حسن ظن کیوں رکھا تھا۔ اپنے
مرض الموت کی حالت میں اکثر کہا کرتے تھے کہ خدایا جتنی میری قدر تھی اُس سے زیادہ تو نے
مجھے بڑہایا اور میرا نام بلند کیا اور لوگوں میں مجھے شہرت دی اس لئے تیری ہی بزرگ ذات کا
واسطہ دیکر تجھسے دعا مانگتا ہوں کہ کل قیامت کے دن مجھے رسوا نہ فرمایئے۔ کسی فقیر کو غفلت
کی حالت میں ہنستے ہوئے دیکھتے تو اوس سے کہتے تھے کہ بچ دیکھ کہیں ایسی حال میں
تجھ [illegible] پکڑ لے۔ انکا قول تھا کہ فقیر کی غنیمت اس زمانہ میں لوگوں کا اوس سے
غافل ہونا اور اُسکی جگہ کا اوسے پوشیدہ رہنا ہے کیونکہ اکثر آدمیوں کا ملنا جلنا ہے اون کے
لئے نقصان کا موجب ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر کے اندر گیا تو میں نے
ایک لانبے آدمی کو دیکھا کہ وہاں نماز پڑھ رہا ہے میں ڈر گیا کیونکہ گھر کے دروازہ کی کنجی میرے پاس

تھی۔ اُس شخص نے بار حم کر کے مجھسے کہا کہ ڈرو نہیں میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ میں نے اونسے
کہا کہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ کہو میں بخشائیش
چاہتا ہوں خدائے عز وجل سے اور اس سے توبہ چاہتا ہوں ہر ایسے گناہ سے جسکو میں نے توبہ کے بعد
پھر کیا۔ اور بخشائیش چاہتا ہوں خدائے عز وجل سے اور اُس سے توبہ چاہتا ہوں ہر ایسے
عہد سے جو میں نے خدا کے لئے اپنی ذات سے کیا اور اُسکو توڑ دیا اور اوسکو پورا نہ کیا۔ اور
بخشائیش چاہتا ہوں خدائے عز وجل سے اور اُس سے توبہ چاہتا ہوں ہر ایسی نعمت کے
بارہ میں جو اوسنے مجھے میری عمر بھر عطا فرمائی اور اُس سے میں نے اُسکی نافرمانی میں مدد لی
اور اُس سے ان باتوں سے حفاظت و نگہداشت کی درخواست کرتا ہوں،، اُن کے اقوال
میں سے ہے کہ اُس فقیر کو کبھی فلاح نہو گی جو یہ کہے کہ میں روٹی کس چیز سے کھاؤں۔ اور بعض
کا اپنی مدح کے قبول کر لینے پر مطمئن ہو جانا گناہ کی ذلت سے اوسپر زیادہ گراں گذرتا ہے اور
جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا ہے اُسکو ستائیش ضرر نہیں کرتی۔ اور کہا کرتے تھے
کہ علماء رضی اللہ عنہم میں تین صفتیں پائی جاتی تھیں راست گفتاری۔ حلال خواری اور دنیا
کے بارے میں سخت پرہیزگاری۔ اور آج میں ان میں سے ایک صفت بھی کسی میں نہیں
پاتا پھر کیونکر میں انکی پروا کروں اور کیونکر ان کو دیکھ کر لشاش ہوں اور کیونکر یہ عالم ہونے کا
دعوے کرتے ہیں یہ تو دنیا کے بارہ میں ایک دوسرے پر رشک و حسد کرتے اور حاکموں
کے نزدیک اپنے اقران کو برا ثابت کرتے اور اونکی غیبت کرتے ہیں اور یہ سب باتیں اس
اندیشہ کی وجہ سے کرتے ہیں کہ کہیں حکام اپنے حرام و ناجائز مال کے ساتھ اسکے سوا اور انکی
طرف نہ جھکیں اے مگڑے ہوئے عالمو! تم نبیوں کے وارث ہو اور تمہیں کو انہوں نے
علم کا وارث بنایا۔ مگر تمنے اُسکو حاصل کر کے کمی اختیار کی اور اوسپر عمل نہ کیا اور تم نے اپنے علم کو

اپنی روزی حاصل کرنے کا ذریعہ سا لیا۔ کیا تم اس سے بھی نہیں ڈرتے کہ دوزخ کی آگ سے پہلے
جس چیز سے سلگائی جائے گی وہ تمہیں ہو گے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص دین کے ذریعہ سے دنیا
حاصل کرتا ہے اوسکی مثال اوس شخص کیسی ہے جو اپنی لسا مدہ ہاتھوں کو اُس پانی سے دہوے
جسمیں مچھلی دہوئی گئی ہے یا اوس شخص کی ہے جو گھاس پھوس سے آگ بجھاتا ہو میں کہتا ہوں
کہ دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنے کی پہچان یہ ہے کہ تم اپنی ہر ایک صفت کو غور سے دیکھو
کہ اوسکے نہ رہنے کی صورت میں تمہاری وہی تعظیم و توقیر جو اب ہوتی ہے ہوگی یا نہیں۔ بس جس
صفت کے نہ رہنے کی صورت میں تمہاری تعظیم و توقیر اپنی حالت پر رہے وہ اگر دینداری ہے
تو تم خلوص والے ہو اور نہیں تو نہیں۔ اور اُنہی کا قول ہے کہ جو معاملہ کہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان
ہے جب بندہ نے اوسمیں کوتاہی کی تو اوس سے وہ شے لے لیجائیگی جس سے وہ مانوس
ہے۔ ابوجعفر مغازلی کہتے ہیں کہ میں نے بشر حارث کو بُرانا بوسیدہ کرتہ پہنے ہوے دیکھکر
اُن سے کہا کہ اس کُرتہ کو آزاد کر دیجئے تو کہا کہ جب اسکا پہننے والا آزاد ہوگا تو یہ بھی ہوگا۔
اور بشر رضی اللہ عنہ سے تصوف کی نسبت پوچھا گیا تو اوہوں نے کہا کہ یہ تین باتوں کا نام ہے
ایک یہ کہ عارف کی معرفت کا نور اوسکی پرہیزگاری کے نور کو نہ دبا سکے اور دوسرے یہ کہ علم باطن
میں ایسی گفتگو نہ کرے جسکو ظاہری کتاب و سنت باطل کر دے اور تیسرے کرامات اوس سے
اللہ کے محارم کے پردے فاش نہ کرائیں۔

(۱۳۵) ابوالحسن سری بن مغلس سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جنید کے ماموں اور پیر تھے۔ حضرت معروف کرخی کی صحبت میں رہے اور پرہیزگاری
اور اعلیٰ احوال و علم توحید میں اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔ یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے بغداد

من علم تو حسد ر گفتگو کی ہے اور تعداد کے اکثر پیراں طریقت کی نسبت انہیں تک پہونچتی ہے یہیں
۲۵۱ھ دو سو اکاون ہجری میں انہوں نے قضا کی۔ ان کی قبر نشو نلس ی۵ میں مشہور
اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ انکے اقوال میں سے ہے کہ جو شخص اپنے دین کو سلامت
رکھنا۔ اپنے جسم کو راحت دینا اور اپنے کلام کے سبب سے جو رنج و تردد میں ڈالتا ہے
محفوظ رہنا چاہے اوسکو لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ یہ زمانہ کنارہ کشی اور
ستار بننے کا ہے اور سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو مغلوب کرے اور جو شخص
اپنے آپ کو ادب دینے سے عاجز رہا وہ غیر کو ادب دینے سے عاجز تر ہے اور بندہ کے
استدراج کی علامت یہ ہے کہ اپنے عیب سے اندہا اور دوسرے کے عیبوں سے آگاہ
ہو اور ان کا قول ہے کہ اُس فقیر کا دل کیونکر روشن ہوسکتا ہے جو اپنے لین دین میں حیات
کرنیوالے اور ظالموں و رشوت خواروں سے معاملہ رکھنے والے کے مال میں سے کہاتا ہے
خصوصاً اگر یہ فقیر ایسے لوگوں سے خواری و زاری کے ساتھ اپنے ہاتھ میں کوئی ہنر نہ رہنے کی وجہ
سے مانگا کرتا ہو۔ علی بن الحسین کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہانسی کی کچھہ گولیاں لیکر سری
رضی اللہ عنہ کے پاس اس وجہ سے مجھے بھیجا کہ اونکو کہانسی تھی۔ انہوں نے مجھسے پوچھا
کہ انکے کیا دام ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے کچھہ نہیں بتایا ہے۔ اسپر انہوں نے کہا کہ اونکو میری
طرف سے سلام اور یہ پیام پہونچا و کہ ہم پچاس برس سے لوگوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ
اپنے دین کو معاش کا ذریعہ نہ بناؤ تو کیا آج تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دین کے ذریعہ سے کچھہ
کہاؤں گا۔ یہ کہہ کر گولیاں واپس کر دیں اور ان میں سے کچھہ بھی نہ لیں اور ان کا قول ہے کہ
جو شخص لوگوں کے ولی اللہ کہنے پر مطمئن ہو جائے وہ اپنے نفس کے ہاتھہ میں قید
ہے اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا گھر میں بیٹھا رہنا میرے مسجد کی طرف جاتے

سے افضل ہے تو میں باہر نہ نکلوں اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا لوگوں سے الگ رہنا افضل ہے تو میں اون کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دوں۔ اور تین باتیں بندہ سے اللہ تعالی کے ناراض ہونے کی نشانیاں ہیں کثرت سے کھیلنا ٹھٹھے کرنا اور غیبت کرنی اور دیکھو جس وار مالداروں اور بازاروں میں پڑے رہنے والوں اور حاکموں کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیونکہ جو اون کے پاس بیٹھیگا وہ بگڑے گا اور دو کے درمیان اسوقت تک محبت صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ ایک دوسرے کو اٗوا ایں نہ کہے۔ اور میں نے کوئی چیز اپنے نفس کی قلت معرفت اور دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھنے سے بڑھکر اعمال کی میٹھے والی دلوں کو بگاڑنے والی۔ بندہ کو ہلاکی تک جلد پہونچانے والی رحموں کو پھیرنے والی غضب الٰہی سے قریب کرنے والی رنا وجود لیدی و ریاست کی محبت کو پائدار کرنے والی نہ دیکھی خصوصًا اگر ایسا شخص عبادت میں مشہور و معروف ہو اور اسکا شہرہ دور دور پہونچا ہو یہانتک کہ اوسکی امید سے زیادہ اوسکی ستائش ہوتی ہو اور اپنے نفس کے ساتھ ایسے چھپے ہوئے مقامات میں رہتا ہو اور نہ لوگوں کی نسبت اوسکی بُری یا اچھی رائے مقبول ہو۔ کسی نے کہا کہ فلاں عابد فلاں شخص کی تعظیم کرتا اور اُس سے اعتقاد رکھتا ہے اور فلاں حاکم فلاں فقیر پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا اور اُسکے شہر والے بالاتفاق اُس سے عقیدہ رکھتے ہیں اسپر انہوں نے کہا کہ ہلاک ہونیوالوں کے ساتھ یہ بھی ہلاک ہوگا اور کہا کرتے تھے کہ دنیا علماء کے دلوں کیلئے زہریلے سانپ کیطرح ہے اور عابدوں اور مولویوں کے دلوں کیلئے لٹو کیطرح جسکو دنیا اوسیطرح مشغول رکھتی ہے جسطرح لٹو لڑکوں کو۔ اور دو باتیں بندہ کو اللہ تعالی سے دور کرتی ہیں ایک فریضہ کو ضائع کرکے نفل ادا کرنا اور دوسری بغیر صدق دل کے اعضاء سے عمل کرنا۔ یہ رویا کرتے اور کہتے تھے کہ نیکو کاروں کی راہ دشوار گذار ہوگئی اور اوسپر چلنے والے کم ہوگئے اور اعمال چھوٹ گئے اور اوسکی رغبت کرنے والے تھوڑے رہگئے اور حق متروک ہوگیا

اور یہ امر سٹ گیا ہیں اسکو نہیں پاتا مگر بیہودہ گویوں کی زبان پر جو حکمت کی باتیں کرتے ہیں اور اعمال نیک کو چھوڑے بیٹھے ہیں رخصتوں کو پھیلائے ہوئے ہیں اور تاویلوں کو مہیا کئے ہوئے ہیں اور گناہگاروں کو اونہیں پھنسائے ہوئے ہیں اس کے بعد کہتے تھے کہ ہائے غم علمائے کے فتنہ سے ہائے مصیبت رہناؤں کی حیرت سے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو تاریکیوں میں اپنے پروردگار سے مانوس ہوا۔ قیامت کے دن اوسی کا نام بلند ورشن ہوگا یہ اکثر دو شعر پڑھا کرتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ؎

یہ دن کو چین نہ راتوں کو ہے مجھے آرام	گھٹا طرہا کریں راتیں نہیں مجھے کچھ کام
میں رات بھر تو پڑا ایڑیاں رگڑتا ہوں	جو دن نکلتا ہے آنکھیں دکھاتے ہیں آلام

(۱۴۶) ابو عبداللہ حارث بن اسید محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان صوفیہ میں سے علوم ظاہری و علوم اصول و علوم معاملات کے عالم تھے انکی تصنیفیں مشہور ہیں اپنے زمانہ میں بے مثل اور اکثر بغداد والوں کے پیر تھے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے اور ۲۴۳ھ دو سو تینتالیس ہجری میں بغداد سے دار فانی کو سدہارے۔ انکا قول ہے کہ جسنے مراقبہ اور خلاص سے اپنے باطن کو درست کیا اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ و سنت کی پیروی سے اوسکے ظاہر کو آراستہ کیا۔ اور اس امت کے نکوکار وہی لوگ ہیں جنکی آخرت اونہیں دنیا سے باز رکھتی نہ اونکی دنیا اونکی آخرت سے اونکو روکتی ہے۔ ایک مرتبہ اسکے سامنے اس مضمون کے شعر پڑھے گئے ؎

اشک اتنے بہے ہیں غربت میں	شمع ساں جو پگھل رہا ہوں میں
کیوں لگانے وطن سے باہر پاؤں	کف افسوس مل رہا ہوں میں

حسن محبوب تھا وہ گھر چھوڑا		آپ اسپہ سے چل رہا ہوں مین

پس یہ اوٹھ کھڑے ہوے اور اس قدر روجد کرنے لگے کہ حاضرین کو انکی حالت پر افسوس آنے
لگا۔ ایسے توکل کرنے والے کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا ایسے شخص کو مقتضاے طبیعت طمع بھی
لاحق ہوتی ہے تو کہا کہ خطرات ہوتے ہیں جو اسکو کچھہ ضرر نہیں کرتے۔ ان کا بیان ہے کہ
مین نے معرفت میں ایک کتاب تصنیف کی اور مجھے اوسپر ناز ہوا ایک دن میں اوسے
پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا کہ پھٹے کپڑے پہنے ہوے ایک نوجوان نے میرے
پاس آکر مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے ابو عبداللہ معرفت خدا کا حق مخلوق پر ہے یا مخلوق کا
حق خدا پر ہے۔ مینے کہا کہ خدا کا حق مخلوق پر ہے۔ اُسنے کہا کہ تب تو اللہ کو طریق اولی اُن
لوگوں پر اُسکا کھول دینا مناسب تھا۔ جنکے ذمہ اُسکا حق تھا۔ مین نے کہا کہ نہیں مخلوق کا حق
خدا پر ہے۔ اوسنے کہا کہ وہ ایسا انصاف ور نہیں ہے کہ اونپر ظلم کرے۔ یہ کہہ کر اوسنے مجھے
سلام کیا اور اپنی راہ لی۔ حارث کہتے ہیں کہ مین نے فوراً وہ کتاب لیکر جلادی اور عہد کیا کہ آیندہ
سے پھر معرفت میں گفتگو نہ کرونگا۔ اوراُن کا قول ہے کہ بندہ پر سب سے پہلی بلا یہ آتی ہے کہ
اوس کا دل آخرت کی یاد سے معطل ہو جاتا ہے اور اسوقت دل میں غفلت پیدا ہوتی ہے
امام احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ حارث محاسبی صوفیہ کے علوم بیان کرتے اور اسپر آیات
واحادیث سے دلیل لاتے ہیں آپ اوسکو ایسے مقام سے کہ اون کو خبر نہو سننا چاہتے ہیں
امام صاحب نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ ایک رات کو وہ صبح تک حاضر رہے اور اُنکے
یاروں کے احوال میں سے کسی بات کو اُنھوں نے ناپسند نہ کیا اور کہا کہ مین نے دیکھا کہ جب
مغرب کی اذان ہوئی تو حارث نے پیشقدمی کرکے نماز پڑھی۔ پھر کھانا آیا تو وہ کھاتے بھی رہے
یاروں سے باتیں بھی کرتے جاتے تھے۔ اور یہ سنت ہے۔ اور جب وہ اور آنکے ہمراہی

کھانے سے فارغ ہوئے اور سنت ہاتھ دھوئے تو آکر بیٹھے اور اونکے ہمراہی سامنے بیٹھے اور اونھوں نے کہا کہ تم میں سے جو کوئی کچھ پوچھنا چاہے پوچھے۔ چنانچہ لوگوں نے ریا و اخلاص کی نسبت اور اسکے علاوہ اور بہت سے مسائل پوچھے۔ انھوں نے سبکے جواب دئے اور آیات و احادیث سے سبکے شواہد بیان کئے۔ اور جب رات کا ایک حصہ گذر گیا حارث نے ایک قاری کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا اوس نے قرآن پڑھا تو لوگ روئے اور نالہ و شیون کی آواز بلند ہوئی۔ بعدہ قاری نے پڑھنا موقوف کیا اور حارث نے مختصر دعائیں کیں اس کے بعد وہ نماز کو کھڑے ہوئے۔ صبح ہوئی تو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اونکی بزرگی کا اقرار کیا اور کہا کہ میں صوفیوں سے اسکے خلاف سنا کرتا تھا میں خدائے عظیم سے استغفار کرتا ہوں۔ خدا اُن سے راضی و خوشنود ہو۔

(۱۴۷) ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی رضی اللہ عنہ

زہد و ورع میں کثیر الشان تھے یہانتک کہ انکے مرض الموت میں جو لوگ اسکے گھر گئے انھوں نے اوسمیں ان چیزوں کے سوا کچھ نہ پایا چھوٹا سا مٹکا جسمیں سوکھی روٹیاں تھیں ایک بدھنہ اور ایک بڑی سی کچی اینٹ جس سے وہ تکیہ کا کام لیتے تھے اور بس یہ اپنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں اوس سے زیادہ اسباب نہ رکھے جس قدر کہ دور جانیوالے سوار رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ کوئی ایسا آدمی بتائیے جسکے پاس بیٹھکر ہم فائدہ حاصل کریں۔ اسکے جواب میں انھوں نے کہا کہ یہ چیز گم ہو گئی اب ہاتھ نہیں آتی۔ ان کا قول ہے کہ علم تو اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ جہانتک جلد ہو سکے اوسپر عمل کیا جائے اور جب طالب علم نے اسکو جمع کرنے ہی میں عمر کھو دی تو اوسپر عمل کب کریگا۔ انھوں نے چالیس

کھانے سے فارغ ہوے اور سب نے ہاتھ دہوے تو آکر بیٹھے اور اوکے ہمراہی سامنے بیٹھے اور
اونھوں نے کہا کہ تم میں سے جو کوئی کچھ پوچھنا چاہے پوچھے۔ چنانچہ لوگوں نے ریا، واخلاص
کی نسبت اور اسکے علاوہ اور بہت سے مسائل پوچھے۔ انھوں نے سب کے جواب دے اور آیات
واحادیث سے سب کے شواہد بیان کئے۔ اور جب رات کا ایک حصہ گذر گیا حارث نے ایک
قاری کو قرآن پڑہنے کا حکم دیا اوس نے قرآن پڑہا تو لوگ روے اور نالہ وشیون کی آواز بلند
ہوئی۔ بعدہ قاری نے پڑھنا موقوف کیا اور حارث نے مختصر دعائیں کیں اس کے بعد وہ
نماز کو کھڑے ہوے۔ صبح ہوئی تو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اونکی بزرگی کا اقرار کیا اور کہا کہ میں
صوفیوں سے اسکے خلاف سنا کرتا تھا میں خدائے عظیم سے استغفار کرتا ہوں۔ خدا اُن سے
راضی وخوشنود ہو۔

(۱۴۷) ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی رضی اللہ عنہ

زہد و ورع میں کبیر الشان تھے یہانتک کہ انکے مرض الموت مین جو لوگ اسکے گھر گئے انھوں
نے اوس میں ان چیزوں کے سوا کچھ نہ پایا چھوٹا سا مٹکا جسمیں سوکھی روٹیاں تھیں
ایک بدہنہ اور ایک بڑی سی کچی اینٹ جس سے وہ تکیہ کا کام لیتے تھے اور بس یہ اپنے یاروں سے
کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر مین اوس سے زیادہ اسباب نہ رکھے
جس قدر کہ دور جانیوالے سوار رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ کوئی ایسا آدمی بتائیے
جسکے پاس بیٹھکر ہم فائدہ حاصل کریں۔ اسکے جواب میں انھوں نے کہا کہ یہ چیز گم ہوگئی اب ہاتھ نہیں
آتی۔ ان کا قول ہے کہ علم تو اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ جہانتک جلد ہوسکے اوسپر عمل کیا جائے
اور جب طالب علم نے اسکو جمع کرنے ہی میں عمر کھو دی تو اوسپر عمل کب کریگا۔ انھوں نے چونسٹھ

فعل سے اپنے زہد کو قایم رکھے اور زاہد تنُسا وہ ہے جو ایسی زماں سے اپنا زہد ثابت کرے۔ اور مالداروں سے بچتے رہو کیونکہ جہاں تمنے اُن سے دل لگایا اور تم کو اُن سے اُمید ہوئی کہ تمنے خدا کو چھوڑکر اوروں کو اپنا مالک بنالیا۔ اُن سے کسی نے پوچھا کہ کیونکر اسکی شناخت ہوسکتی ہے کہ بندہ کے نفس نے مالداری پر محتاجی کو ترجیح دی ہے انہوں نے کہا کہ جب مالداری کے حاصل ہونے سے اوسیطرح ڈرنے لگے جسطرح محتاجی سے ڈرتا تھا تو اوسنے غنا کو چھوڑکر فقر اختیار کیا اور انسے پوچھا گیا کہ زاہد کے صدق کی کیا علامت ہے تو کہا کہ دنیا کی کسی چیز کے چلے جانے سے خوش ہونا اور اُس کے حاصل ہونے سے غمگین ہونا اور ان کا قول ہے کہ مومن کی مثال اوس شخص کی ہے جو کھجور کا درخت لگائے اور اس خوف میں رہے کہ شاید اسمیں کانٹے پیدا ہوں اور منافق کی مثال اوس شخص کی ہے جو کانٹے بوئے اور تر و تازہ کھجوروں کی امید رکھے مگر وہ کہاں ہاتھ آتی ہیں۔ انکا بیان ہے کہ مین ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ سے مکہ مین ملا تو اونہوں نے مجھہ سے کہا کہ خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی اُنھوں نے ایک سبز پیالہ میری طرف بڑہایا حسمین سکباج[۱] کی بوتھی اور مجھسے اُنہوں نے کہا کہ ابراہیم اسکو کھاو۔ لیکن مینے اُسکو اُنکی طرف لوٹا دیا۔ اسپر انہوں نے کہا کہ مین نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس شخص کو کوئی شے عطا ہو اور نہ لے وہ اگر درخواست کریگا تو نہ پائے گا۔ اُن کا قول ہے کہ جب عالم لالچی اور مال کا خزانچی ہوا تو جاہل کسکی پیروی

---

[۱] سکباج اول وسکون بائی وبائے موحدہ وجیم عربی ایک قسم کی آش ہے جو سرکہ اور چاول یا اور غلوں کے ویسہ سے تیار کیجاتی ہے۔ ۱۲ مترجم

کریگا۔ اور جب وہ فقیر جسکے فقر کی شہرت ہو دنیا اور عیش و آرام کی طرف راغب اور پوشاکون
اور کھانون کا طالب ہو تو آخرت کا آرزو مند کس کی اقتدا کرے کہ اوسکی آرزو پوری ہو
اور جب خود رکھوالا ہی بھیڑیا ہو تو بکریوں کی رکھوالی کون کرے۔

(۱۴۹) ابویزید طیفور بن عیسی البسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ ۲۶۱ھ دوسو اکسٹھ ہجری مین دار فانی سے عالم جاودانی کو گئے۔ ان کا بیان ہے
کہ ایک شب میں نے اپنی محراب مین پانون پھیلائے تو فوراً مجھے غیب سے آواز آئی
کہ جو بادشاہون کے ساتھ بیٹھے اوسکو چاہیئے کہ حسن ادب کے ساتھ ہم نشینی کرے
یہ کہا کرتے تھے کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے مگر توحید کی تجرید مین۔ اور مین نے تیس
سال تک مجاہدہ کیا مگر بندہ پر کوئی چیز زیادہ تر دشوار علم اور اوسکی پیروی سے نہ دیکھی۔ اور میںنے
اللہ کو اللہ ہی کے ذریعہ سے پہچانا اور غیر اللہ کو اللہ کے نور سے اور اللہ تعالیٰ نے
بندوں کو نعمتیں اس لئے عطا فرمائیں کہ اسکے ذریعہ سے اوسکی طرف رجوع ہوں مگر وہ اون
میں پھنسکر اوسکو بھول بیٹھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا تو نے ان مخلوقات کو بغیر
اونکی واقفیت کے پیدا کیا اور بغیر انکے ارادہ کے ایک امانت انکے گلے ڈالی پھر اگر تو ہی
انکی مدد نہ فرمائیگا تو کون مدد کریگا۔ سنت اور فریضہ کے بارہ مین ان سے پوچھا گیا تو کہا
کہ سنت تو دنیا کو تمامتہا چھوڑ دینا ہے اور فریضہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھنا ہو
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ سنتین سب کی سب ترکِ دنیا بتاتی ہیں اور کتاب مجید وجوہ صحبت
مولیٰ کی ہدایت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اوسکی ایک صفت ہے اور نعمتیں ازلی
ہیں اس لئے اون کا شکر ہی ازلی ہونا چاہیئے۔ اور ان کا بیان ہے کہ میں نے

رب العزت کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے پروردگار میں تجھے کیونکر پاؤں تو ارشاد ہوا
کہ اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف چلا آ۔ ان سے سوال کیا گیا کہ عارف کی کیا صفت ہے
تو کہا کہ جو دوزخیوں کی صفت ہے کہ اسمیں نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں۔ اور کسی نے
انسے پوچھا کہ آدمی کب متواضع ہوتا ہے تو کہا کہ جب اوسکی نگاہ میں خود اپنا کوئی مقام
اور کوئی حال نہو اور نہ یہ سمجھے کہ خلق اللہ میں اوس سے کوئی برا ہے انکا قول ہے
کہ اللہ تعالیٰ کے اولیا اوسکے پاس انس کے سنت میں پردہ کے اندر ہیں کوئی شخص
اون کو نہ دنیا میں دیکھتا ہے اور نہ آخرت میں اور ان کا قول ہے کہ ولیون کی کرامتوں
کے حصے مختلف طور پر چار اسمون سے ملا کرتے ہیں الاول۔ الآخر۔ الظاہر اور
الباطن اور ولیوں میں سے ہر فریق کے لئے ان میں سے ایک اسم مخصوص ہوتا
ہے لیکن جو شخص ان اسماء کی ملابست کے بعد اسے فنا ہو گیا وہی پورا کامل ہے پس
جو الظاہر کے اصحاب ہیں وہ قدرت کے عجائبات دیکھا کرتے ہیں اور جو الباطن
والے ہیں وہ جو کچھ دلون کے اندر گذرتا ہے اوسکو ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور الاول
جسکے حصہ میں ہے اوسکا تعلق گذشتہ واقعات ہیں اور الآخر والے آیندہ واقعات
کو پیش نظر رکھتے ہیں پس اوس شخص کے سوا سکی تدبیر کا کفیل حق تعالیٰ ہوتا ہے
ہر ایک کا مکاشفہ اوسکی طاقت کے اندازے سے ہوتا ہے۔ معرفت کے بارہ میں ان
سے پوچھا گیا تو کہا کہ مخلوقات کے احوال ہیں اور عارف کا کوئی حال ہی نہیں ہے کیونکہ
اسکے سارے آثار میٹ دئے گئے ہیں اور غیر کی ہویت کے لئے اوسکی ہویت میٹ
کر دی گئی ہے اور غیر کی نشانیوں کے لئے اسکی نشانیاں مٹا دی گئی ہیں پس عارف طائر ہوا
ہے اور راہ چلنے والا یحییٰ بن معاذ نے ابو یزید رحمۃ اللہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے

اس کثرت سے اوسکی محبت کا جام نوش کیا کہ مجھے لت ہوگیا۔ اسکے جواب میں ابویزید رضی اللہ عنہ نے انکو لکھ بھیجا کہ اوروں نے آسمانوں اور زمینوں کے سمندروں سے پیا اور اسپر بھی سیراب نہو سکے اور اونکی زبانیں ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ وکچھ اور بھی ہے" کہتی ہوئی باہر نکلی پڑتی ہیں۔ ایک دن ابراہیم بن ستیمہ ہروی ابویزید کے پاس آئے تو اونسے ابویزید نے کہا کہ میرے دل میں آتا ہے کہ اپنے پروردگار عزوجل سے تمہارے لئے سفارش کروں۔ اسپر انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالی تم کو کل مخلوقات کا سفارشی بنادے تو بھی یہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے وہ تو مٹی کے ایک ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس جواب کو سنکر ابویزید کو حیرت ہوگئی۔ ایک روز ابویزید رضی اللہ عنہ کے پاس اونکے شہر کے عالم وفقیہ نے آکر کہا کہ اے ابویزید تمہارے اس علم کا ماخذ کیا ہے اور سکھانیوالا کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ ابویزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی بخشش اسکا ماخذ ہے اور خدا سکھانیوالا ہے اور وہاں سے آیا ہے جہاں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ عَمِلَ بِمَا یَعْلَمُ وَرَّثَہُ اللّٰہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ جس شخص نے اوسپر عمل کیا جسکو وہ جانتا ہے اوسکو اللہ اوس علم کا وارث بنائیگا جو اوسکو معلوم نہیں ہے۔ یہ سنکر فقیہ خاموش ہوگیا۔ ابو علی جوزجانی رضی اللہ عنہ سے اُن الفاظ کے بارہ میں پوچھا گیا جو ابویزید رضی اللہ عنہ کی نسبت منقول ہیں انہوں نے کہا کہ ہم ابویزید کے صاحب حال ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور شاید انہوں نے انتہائے غلبہ یا سکر کی حالت میں وہ الفاظ کہے ہوں اور جو شخص ابویزید کے مقام تک پہونچنا چاہے اوسکو ابویزید جیسا مجاہدہ کرنا چاہیئے اوسوقت وہ اونکے کلام کو سمجھ سکتا ہے واللہ اعلم

(۱۵۰) ابو محمد سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رفیع تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس فرقہ کے اماموں
اور علوم اخلاص و ریاضات وغیرہ کے بڑے علما متکلمین میں سے تھے۔ خالد و محمد
بن سوار کی صحبت میں رہے ہے اور مکہ کی طرف جاتے ہوئے ۲۷۳ھ دو سو تہتر ہجری
میں ذوالنون مصری کو دیکھا اور انہوں نے ۲۸۳ھ دو سو تراسی ہجری میں قضا
کی۔ انکے کلمات میں سے ہے کہ لوگ پڑے سوتے ہیں اور جب مرینگے تو بیدار
ہو نگے اور جب بیدار ہونگے تو پچھتائینگے اور جب پچھتائینگے تو اُن کو پچھتاوا فائدہ نہ دیگا۔ اہل زمین پر جب
آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے تو اوس شخص کے سوا جو اپنی جان اپنی بیوی اپنی دنیا
اور اپنی آخرت پر اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے سب اللہ تعالیٰ سے ناواقف ہوتے ہیں
اوّل ادب یہ ہے کہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں ٹھہر جاوے اور آخر ادب یہ ہے
کہ شبہہ کی صورت میں ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ کو رات اور دن کی گھڑیوں میں دلوں
کی اطلاع ہوتی رہتی ہے پس جس دل میں اپنے سوا اور کی طرف احتیاج دیکھتا ہے
اوس پر ابلیس کو مسلط کر دیتا ہے۔ صوفی کو تین چیزوں کی پابندی لازمی ہے اپنے راز کی
نگہداشت اپنے فقر کی حفاظت اور اپنے فرض کا ادا کرنا۔ اللہ نیت کا قبلہ ہے
اور نیت قلب کا قبلہ ہے اور قلب بدن کا قبلہ ہے اور بدن اعضاء کا قبلہ ہے اور
اعضاء دنیا کے قبلہ ہیں۔ جو گمان سے بچا وہ تجسس سے بچا اور جو تجسس سے
بچا وہ غیبت سے بچا اور جو غیبت سے بچا وہ زُور سے بچا اور جو زور سے بچا وہ
بہتان سے بچا۔ آدمی ریاست کا مستحق نہیں ہوتا۔ جبتک کہ اپنی ناواقفیت کو

لوگون کیطرف سے پھیر نہ لے اور اونکی جہالت کو برداشت نہ کرے اور اونکے قبضہ
کی چیزون کو چھوڑ نہ دے اور اپنے قبضہ کی چیزوں کو اونکے لئے حرج نہ کرے
صدیقوں کے اخلاق مین سے ہے کہ وہ اللہ کی قسم نہیں کہاتے نہ جھوٹ نہ
سچ اور غیبت نہیں کرتے اور نہ اونکے سامنے غیبت کیجاتی ہے اور سیر ہوکر
نہیں کہاتے اور جب وعدہ کرین تو خلاف نہ کرین۔ فتنے تین قسم کے ہیں۔
عوام کا فتنہ جو علم کی وجہ سے آئیں آیا ہے۔ خواص کا فتنہ جو رخصتوں اور تاویلوں
سے اونمیں پیدا ہوا ہے اور عارفون کا فتنہ جو واجب حق میں دوسرے وقت تک
دیر کرنے کی وجہ سے اونمیں آیا ہے۔ ہمارے اصول سات ہیں اللہ کی کتاب پر
مضبوط رہنا رسول اللہ کی سنت کی پیروی کرنی۔ حلال کہانا ستانے سے باز رہنا
گناہوں سے بچنا۔ توبہ کرنی۔ اور حقوق ادا کرنا۔ جو شخص اس امر کو دوست رکہتا ہو
کہ اوسکے اور اللہ کے درمیان جو معاملہ ہے اوس سے لوگ واقف ہون وہ غافل
ہے ہمارے اس زمانہ مین علما تین باتوں سے مایوس ہو گئے ہیں۔ توبہ کی برابر
پابندی سے سنت کی پیروی سے اور ترک مردم آزاری سے زندگی چار قسم کی
ہے فرشتون کی زندگی طاعت میں ہے نبیوں کی زندگی علم اور وحی کے انتظار میں
صدیقون کی زندگی اقتدا میں اور باقی لوگوں کی زندگی خواہ وہ عالم ہون یا جاہل زاہد
ہون یا عابد کہانے پینے میں۔ اور صورت نبیون کے لئے ہے۔ قوام صدیقوں
کے لئے۔ قوت مومنوں کے لئے اور راتب چوپایوں کے لئے۔ جو شخص کہ معاملات
کے بگڑ جانے زمانے کے خراب ہو جانے اور لوگون کی رائے میں اختلاف واقع ہونے
کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کریگا اللہ تعالیٰ اوسکو امام مقتدیٰ اور راہ راست پر

سے چلنے والا ہادی سا ئیگا اور ایسے زمانہ مین کس مپرسی کی حالت میں رہیگا۔ انسے سوال ہوا
کہ ولی کس کو کہتے ہیں۔ انہون نے جواب دیا کہ ولی وہی ہے جس کے اعمال پے در پے
موافقت پر ہون اور ایسے کسی نے اللہ عز وجل کی ذات کے بارہ میں پوچھا تو کہا کہ
ایک ذات ہے علم سے موصوف جو احاطہ کے ساتھ ادراک میں نہین آسکتی اور دار
دنیا مین آنکھون سے دیکھی نہیں جاسکتی اور وہ حقایق ایمانی کی رو سے بغیر حد و حلول
کے موجود ہے اور عقبیٰ مین اوسکو آنکھیں بلا کسی روک کے اوسکی سلطنت و قدرت
کے جلال مین دیکھیں گی۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی ذات کی کنہ کی شناخت
سے محجوب کر دیا اور اپنی نشانیون کے ذریعہ سے اوسکی راہ بتا دی ہے پس دل اُسکو
پہچانتے ہیں اور لگا ہیں اوسکو نہیں پاتی ہین۔ ایمان والے بغیر اسکے کہ اوسکو احاطہ
کریں یا اوسکی ابتدا و انتہا کو پائین نگاہون سے اوسکی طرف دیکھتے ہین۔ ان کا قول ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور اُن کو اپنے آپ سے محجوب نہ رکھا اور پردہ تو اوپر
اللہ کے ساتھ اُنکی اپنی تدبیر و اختیار سے آیا ہے اور اسی چیز نے خلق کی زندگی کو
مکدر کر دیا ہے۔ ولی کا لوگون سے میل جول کرنا ذلت ہے اور اُس کا اُنسے الگ
رہنا عزت ہے اور میںنے بہت ہی کم ولی اللہ دیکھے ہین جو لوگون سے الگ ہون
کوئی ولی اللہ جسکی ولایت صحیح ہو ایسا نہیں ہے جو ہر شب جمعہ کو مکہ معظمہ میں حاضر نہ ہوتا
ہو یا اسمیں کوتاہی کرتا ہو یہ کہا کرتے تھے کہ مین خلق پر اللہ کی حجت ہوں اور مین ابنے
زمانہ کے اولیاء پر حجت ہوں۔ یہ خبر ابوزکریا ساحی اور ابوعبداللہ رسیری کو پہونچی۔ یہ دونوں
اُنکے پاس آئے اور ابوعبداللہ رسیری نے جو نابینا اور اسی وجہ سے دلیر تھے کہا کہ ہم کو
آپ کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ,, مین خلق پر اللہ کی حجت ہون اور میں اپنے

زمانہ کے ولیوں پر اللہ کی حجت ہوں گے یہ رتبہ آپ کو کہاں سے ملا کیا آپ بھی یا صدیق ہیں۔ اس کے جواب میں سہلؒ نے کہا کہ میرا روے سخن اس طرف نہیں ہے جس طرف آپ کا گمان پہنچا ہے اور نہ میں اوس خیال میں ہوں میں نے تو یہ صرف اس وجہ سے کہا تھا کہ اکل حلال کا پاس و لحاظ جیسا میں نے کیا ہے اوروں نے نہیں کیا۔ اس پر زبیری نے کہا کہ کیا تم کو اکل حلال کا پورا درجہ حاصل ہو گیا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں ہمیشہ حلال ہی کہاتا ہوں زبیری نے پوچھا کہ بہلا اس کی کیا صورت ہے سہلؒ اسکی کہا کہ میں نے اپنی عقل و معرفت و قوت کے سات حصے کر رکھے ہیں پس جس وقت تک ان کے چہ حصے جاچکے تبین میں کہانا چھوڑ دیتا ہوں اور جب ایک حصہ باقی رہ جاتا اور مجھے یہ خوف ہوتا ہے کہ یہ حصہ بھی چلا جائے گا اور اوس کے ساتھ میری جان بہی تلف ہو جائے گی اوس وقت میں اس خوف سے کہ اپنی ہلاکت کا معیںؒ نہوں اور اس غرض سے کہ وہ چہ حصے واپس آجائیں۔ بقدر سد رمق کھاتا ہوں۔ پس اسلئے میرا حلال درست ہے۔ اس کو سنکر زبیری نے کہا کہ ہم ہمیشہ اس کے پابند رکہنے کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ اپنی عقلوں و معرفتوں و قوتوں کو سات حصوں پر تقسیم کریں اور سہل رضی اللہ کے فضل کا اعتراف کیا۔ سہلؒ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئےگا جس میں مالداروں کے ہاتوں سے حلال چلا جائیگا اور انکی مال حلال نہوں گے اوس وقت اللہ تعالی ایک کو دوسرے کے خلاف میں کہڑا کر دے گا۔ یعنی ستانے معاملہ کو حکام تک پہنچانیکے ذریعہ سے پس ان کی زندگی کی لذت چلی جائے گی اور دنیا کی محتاجی کا کہٹکا اور دشمنوں کی شماتت کا اندیشہ ہمہ دم ان کے دلوں میں جاگزین رہے گا اور زندگی کی لذت

چلی جائیگی اور دنیا کی محتاجی کا کھٹکا اور دشمنوں کی شماتت کا اندیشہ ہمہ وقت انکے دلوں میں جاگزین رہیگا اور زندگی کا
لذت انکے غلاموں اور چاکروں ہی کو حاصل ہوگی اور آقا تو رنج و بلا و بدبختی اور ظالموں کے خوف میں مبتلا رہینگے اور اس
زمانہ میں زندگی سے صرف منافق لذت اٹھائیگا جسکو اسکی پروا ہوگی کہ اسنے کہاں سے لیا اور کس میں خرچ
کیا اور نہ اس کی فکر ہوگی کہ کیونکر اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا۔ اور ایسے زمانہ میں
مولویوں کا رتبہ جاہلوں کا سا ہوگا اور اون کی زندگیاں بدکاروں کی زندگیاں اور اُن کی
موتیں حیرت و گمراہی والوں کی موتیں ہوں گی۔ اس کا بیان ہے کہ قوم عاد کے دیار
میں مسیح علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی
میں نے اوس کو سلام کیا اور اوس نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے اوسکے
بدن پر ایک جبہ دیکھا جس میں عجب تازگی پائی جاتی تھی اور اوس نے مجھ سے کہا
کہ یہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے میرے جسم پر ہے مجھے اس پر تعجب ہوا تو اوس نے
کہا کہ اے سہل بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے اونکو تو گناہوں کی بو اور حرام کے
کھانے بوسیدہ بنا دیتے ہیں۔ اس پر میں نے اس سے پوچھا کہ اس جبہ کو تمہارے
جسم پر کتنے سال گذرے ہیں۔ اس نے کہا کہ سات سو برس۔ پھر میں نے اس سے
پوچھا کہ کیا تم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملے تھے۔ اس نے کہا کہ ہاں اور
میں اوس وقت اون پر ایمان بھی لایا جس وقت اُن پر وہ جن ایمان لائے تھے
جن کے متعلق اون پر یہ وحی آئی تھی۔ قُلْ [ص] اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ۔
میں کہتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ حضر علیہ السلام کے کپڑے پرانے نہیں ہوتے کیونکہ وہ

ع ص ۔ بتادو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے (دیکھئے قرآن پڑھتے) سنا۔ سورہ جن۔ پارہ ۲۹۔ رکوع ۱۱۔ مترجم

نہ گناہ کرتے ہین اور نہ حرام کہاتے ہین اور جس طرح کہ حلال کہانے والونکے کپڑے بوسیدہ نہین ہوتے اوسی طرح مرنے کے بعد اون کے جسم بہی بوسیدہ نہیں ہوتے جیسا کہ بعض ولیون کی لاشون کو ہم نے برسون کے بعد ویسا ہی پایا ہے جیسا اون کو رکہا تہا واللہ تعالی اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تہے کہ دیکہو خبردار اوس شخص کے ساتھ عداوت نہ کرنا جس کو اللہ تعالی نے ولی مشہور کیا ہو۔ اور بصرہ مین ایک ولی اللہ تہے اون سے ایک گروہ نے دشمنی کی اور اون کو ستایا پس اللہ تعالی نے اوپر غضب نازل فرمایا اور رات بہر مین سب کے سب کو ہلاک کر دیا۔ ان کا قول ہے کہ زہے نصیب اوس شخص کے جس نے ولیون سے شناسائی حاصل کی کیونکہ جب اس نے اون کو پہچانا تو جو کچہ طاعتین اس سے فوت ہوئی ہیں اون کو پوری کر لے گا اور اگر پوری نہ کریگا تو وہ اوسکی شفاعت اللہ تعالی کی بارگاہ مین کرین گے کیونکہ وہ اہل فتوت ہوتے ہیں جو لوگ خلق مین اللہ کے برگزیدہ ہیں اون پر دنیا حرام ہے اور اون کے لئے دنیا میں سے کچہہ بہی لینا اوسی طرح حرام کیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالی نے خلق پر حرم کے شکار کا کہانا حرام کر دیا ہے اور جو شخص اوس کو کہاتا ہے اوس پر فدیہ واجب ہوتا ہے اسیطرح اللہ کے برگزیدہ لوگوں مین سے جو کوئی دنیا میں سے کچہہ کہاتا ہے اوس کے لئے طاعتون کے ترک کے سوا اور کوئی فدیہ نہین ہے۔

جب بندہ اوس حق کے ادا کرنے مین مشغول ہوتا ہے جو اللہ تعالی کا اوس پر ہے تو اللہ تعالی اوس سے تصور فرماتا ہے کہ جو کام بندہ خود اپنے لئے کرتا اوس کو وہ انجام فرمائے۔ جو حلال نہ کہاتا ہوگا۔ اوس کے قلب سے حجاب نہ اوٹہے گا اور جلد جلد اوس پر بلائین آتی رہین گی اور اوس کو نماز فائدہ دے گی نہ روزہ اور نہ زکوۃ

حلق جو ملکوت کے مشاہدے اور وصول سے رکی ہوئی ہے تو صرف بڑی جوراک
اور حلق کی آزار دہی سے - ایسے یاروں سے کہا کرتے تہے کہ جتنک نفس تم سے
معصیت کا مطالبہ کرے اوس وقت تک بہوک اور پیاس سے اوس کی تادیب
کرو اور جب تم سے گناہ نہ چاہے تو جو کچھ چاہے اوس کو کہلاؤ اور جتنا چاہے اوس کو
سونے دو - اِن سے کسی نے پوچہا کہ جو لوگ بہت دنوں تک کہانا ہیں کہاتے
اون کی بہوک کی آگ کہاں جاتی ہے - انہوں نے جواب دیا کہ دل کا نور اوس کو
بجہا دیتا ہے - اِن کے اقوال مین سے ہے کہ مرنے والے دلوں کی زندگی اُس
زندہ جاوید کے ذکر سے ہے جو نہ مریگا - جس کا ایمان کامل ہوا وہ اللہ تعالی کے سوا
کسی چیز سے نہ ڈرے گا اور سب سے اچہے لوگ ڈرنے والے علما ہیں اور سب
سے اچہے ڈرنے والے وہ صاحب خلوص ہیں جنہوں نے اپنے اخلاص کو
موت سے ملا دیا ہے -

(۱۵۱) ابو سلیمان عبد الرحمن بن عطیہ دارانی رضی اللہ تعالی عنہ

داریا[۱] دمشق کا ایک گاؤن تہا - یہ بنی عبس[۲] مین سے اور علوم حقایق اور پرہیزگاری مین
بلند شان تہے ۲۱۵ھ دوسو پندرہ ہجری میں راہی عالم بقا ہوئے انکے کلمات مین
سے ہے کہ کسی فقیر کو سزاوار نہین ہے کہ اپنے دل سے اپنے کپڑوں کو زیادہ

---

[۱] سوداریا و ہمیت مقام دارانی منسوب بوی بر غیر قیاس ۱۲ منتہی الارب

[۲] عبس بن بغیض بن ریث پدر قبیلہ است از قیس عیلان و نیز قبیلہ ایست یمنی از قضاعہ از
اولاد عبس بن خولانی - ۱۲ - منتہی الارب -

صاف ستھرا رکھے ملکہ اپنے ظاہر کو اپنے باطن کے ہمشکل رکھے۔ احمد بن ابی الحواری
کہتے ہین کہ ایک دن میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ اے کاش میرا دل دلو مین
ویسا ہی ہوتا جیسا کپڑوں مین میرا کپڑا ہے۔ احمد کہتے ہیں کہ "اور اُن کے کپڑے
متوسط درجہ کے تھے" اور اُن کا قول ہے کہ جو دنیا سے کُشتی لڑا دنیا نے اوس کو
دے مارا۔ اور جب دنیا نے کسی دل مین گھر بنا لیا تو آخرت نے اوس سے کوچ
کیا۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمانی سے کہا کہ کل مین نے
خلوت مین نماز پڑھی تھی اُس میں مجھے عجیب مزا آیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اس سے
اور کون سی چیز مین زیادہ مزا ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں کہ مجھے کسی نے نہ دیکھا
ہو۔ اس پر انھون نے کہا کہ اے احمد بیشک تو کمزور ہے اس لئے کہ تیرے
دل میں خلق اللہ کا خیال آیا۔ ایک شخص نے اِن سے پوچھا کہ جن چیزون کے
ذریعہ سے بندہ اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے اُن میں سب سے قریب
کون سی چیز ہے۔ انھون نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ اللہ تیرے قلب پر مطلع ہو اور تو
دونون جہان مین اوس کے سوا کسی کو نہ چاہتا ہو۔ دنیا اپنے تلاش کرنیوالے سے
بھاگتی ہے اور اپنے سے بھاگنے والے کو تلاش کرتی ہے پس اگر اپنے سے
بھاگنے والے کو پالیتی ہے تو اوس کو جرکے لگاتی ہے اور اگر تلاش کرنے والا اُس
کو پالیتا ہے تو اوس کو مار ڈالتی ہے۔ اپنے عمل پر غرور تو قدریہ ہی کرتے ہین جو
سمجھتے ہین کہ اپنے عمل کے کرنے والے خود وہ ہیں مگر جس کا یقین یہ ہے کہ اُس
سے کام لیا جاتا ہے وہ کس چیز پر غرور کرے گا۔ اگر سب لوگ متفق ہو کر چاہین کہ
مجھے میرے نفس کے سامنے اُس قدر ذلیل کرین جس قدر کہ میں نے اپنے آپ

کو کر کہا ہے تو ممکن نہین ہے۔ جو اپنے نفس کی کوئی قیمت سمجھا اوسکو خدمت کی حلاوت نہ ملی۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ ابوسلیمان دارانی نے مجھسے کہا کہ اے احمد جو مقبول ہوا وہ نہ مقبول ہوا مگر تعلیم کرنے والون کی قبولیت سے۔ اور مین تجھ سے کہتا ہون کہ اپنی انگلیان پیالہ مین نہ کہول۔ اے احمد مینے ایسے لوگ دیکھے ہین جو اپنی بہوک کو اسی طرح غنیمت جانتے ہین جس طرح تم اور تمہارے یاران طریقت سیری کو۔ اے احمد کیونکر اون کے دل مسرور ہوسکتے ہیں اُن کی تو یہ حالت ہے کہ جو چیز تم کی پاتے ہین اوس کو کہا جاتے ہین مگر میری یہ حالت ہے کہ اگر تم کی چیز کہا لیتا ہون تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دل مین ایک آگ سی محسوس ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عارف کے لئے بچھونے پر وہ کشایش کرتا ہے جو کھڑے ہوکر نماز پڑہنے کی حالت مین نہیں کرتا۔ ابوسلیمان رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد ایک شخص نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بخشدیا اور قوم صوفیہ کے اشارات سے میرے لئے کوئی چیز زیادہ مضر نہ ثابت ہوئی اس لئے کہ دقایق علوم میں گفتگو کرنا قران مین اپنے آپ کو ممیز بنانا ہے۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ مجھسے ابوسلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس شخص نے اپنے بہائی کا کہانا اس لئے کہایا کہ اپنے کہانے سے اُس کو خوش کرے اُس کو اوس کہانے سے کوئی ضرر نہ پہونچے گا ضرر تو اسی وقت پہونچے گا جب اپنے نفس کی خواہش سے کہائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز جس سے بندہ کا مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے باعتبار نتیجہ کے عمدہ ہے۔ اونکے اقوال

مین سے ہے کہ جس کی آنکھ مین مومن حقیر دکھائی دیا اوس نے اوس کی حرمت کو خفیف تصور کیا اور جس نے اپنے دل سے ہر ایسی چیز کی یاد نہ مٹائی جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مخالف ہے اوس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی صفائی نصیب نہ ہوئی۔ اور جب تم دنیا و آخرت کی کوئی حاجت چاہو تو بھوک کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اوس کے بعد اوسکا سوال کرو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانے سے عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔

(۱۵۲) ابو محمد فتح بن سعید موصلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بشر بن حارث اور سری سقطی کے ہم رتبہ لوگوں مین سے اور ورع و معاملات میں بلند شان تھے۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جو شخص اپنے دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے گا اوس میں محبوب سے فرحت حاصل ہونے کی کیفیت پیدا ہوگی اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس پر اوس کو مقدم رکھے گا اُس مین اوس کو محبوب رکھنے کی کیفیت پیدا ہوگی اور جو شخص اللہ کا اشتیاق رکھے گا وہ اوس کے ماسوا سے پرہیز گار ہو جائے گا۔ اور قلب جب کھانے اور پینے سے روک دیا جاتا ہے تو وہ مرجاتا ہے گو دیر مین سہی۔ کسی شخص نے معافی بن عمران سے پوچھا کہ فتح موصلی کا کوئی بڑا عمل بہی تھا۔ انہوں نے کہا کہ اون کا یہی عمل کافی تھا کہ انہوں دنیا ترک کردی تھی۔

(۱۵۳) ابو عبد الرحمن حاتم اصم بن علوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ خراسان کے قدیم مشائخ میں سے اور بلخ کے رہنے والے تھے بتحقیق بلخی کی

صحبت مین رہے ہے اور احمد بن خضرویہ کے پیر تھے ۲۳۷ہجری ہیں واشگرد سے
اعلی علیین کی راہ لی اور ایک مسافر خانہ کے پاس جس کو سرو مد کہتے ہین اور جو واشگرد
کے پہاڑ پر واقع ہے مدفون ہوئے۔ اِن کے کلمات میں سے ہے کہ جب تم مرید کو
اپنی مراد کے سوا کسی اور چیز کا ارادہ کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اوس نے اپنی ذلت کا اظہار
کیا اور وہ مکر مین مبتلا ہے۔ جو شخص تین چیزون کے بغیر تین چیزون کا دعویٰ کرے
وہ جھوٹا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے محرمات سے پرہیز کئے بغیر اُس سے ڈرنے کا دعویٰ
کرے وہ جھوٹا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مال خرچ کئے بغیر جنت
کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو شخص فقر کی محبت کئے بغیر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ عصام بن یوسف رحمۃ اللہ نے حاتم
رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز بھیجی اور انھوں نے قبول کر لی اس پر ایک شخص نے
اِن سے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں قبول کر لیا؟ انھوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ
بات آئی کہ اس کے قبول کرنے میں میرے نفس کی ذلت ہے اور واپس کر دینے
میں عزت۔ اِن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک راہب کے پاس سے میرا گزر ہوا
اوس نے مجھسے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا کہ بلخ کا۔ پھر اوسنے
پوچھا کہ تم کس کے پاس بیٹھتے تھے۔ مین نے کہا کہ مین شقیق بلخی کے پاس بیٹھا کرتا
تھا۔ اوس نے کہا کہ تم نے اُن سے کیا بات سُنی ہے میں نے کہا کہ وہ کہتے تھے
کہ اگر آسمان تانبے کا اور زمین لوہے کی ہوجائے اور نہ آسمان سے ایک قطرہ مینہ برسے
اور نہ زمین سے ایک دانہ اوگے اور میرے بال بچے اسقدر ہون کہ دونون عالم اوسے
بھر جائیں تب بھی مجھے کچھ پروا ہو۔ راہب نے کہا کہ یہ تو بُرا آدمی ہے اس کے پاس

بٹھانا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ یہ کیوں۔ اوس نے کہا اس لیئے کہ وہ ایسی بات
کو سکتا ہو جو ہوئی نہیں اور اگر ہو تو کیا ہوا وس کو ایسی چیز پر عذر کرنا چاہیئے جو ہو چکی
ہے کیونکر ہوئی تم اوس کے ساتھ نہ بیٹھا کرو اس کی فکر درست نہیں ہے۔ حاتمؒ
محمد بن مقاتل کے پاس جو رے کے عالم تھے عیادت کو گئے۔ انہوں نے
دیکھا کہ اون کا گھر وسیع اور فرش سے آراستہ ہے اور بہت سے غلام و خادم
سامنے حاضر ہیں۔ اس لیئے اون کو سلام نہیں کیا اور اون سے کہا کہ اے محمدؐ
تم نے اپنے اس گھر کی تعمیر اور ان فرشوں اور سامانوں میں کس کی پیروی کی ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین اور ائمہ وصالحین کی یا فرعون ونمرود کی محمدؐ نے
سکوت اختیار کیا پھر حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے برے عالمون تمہاری
مثال تو ان جاہلوں کی ہے جو دنیا میں پھنے گرویدہ ہوئے اور اس کی رغبت
رکھنے والے ہیں نہ کہ علما سے با عمل کی۔ تم عوام کے بگاڑنے والے ہو کیوں کہ وہ
کہیں گے کہ جب محمدؐ کا جو عالم ہے یہ حال ہے تو ہم تو اون کے پیرو ہیں۔ حاتمؒ
کے اس کلام سے محمد بن مقاتل کی بیماریوں میں ایک اور بیماری زیادہ ہو گئی۔ اس
کے بعد حاتم رضی اللہ عنہ نے عالم سے کہا کہ میں عجمی آدمی ہوں چاہتا ہوں کہ تم مجھے
نماز کے لئے وضو کرنا سکھا دو۔ عالم نے کہا کہ تم وضو کرو میں دیکھتا ہوں چنانچہ حاتمؒ
نے تین تین بار کلیاں کیں ناک میں پانی دیا اور داہنا ہاتھ دہوتا مگر جب بائیں
ہاتھ کی باری آئی تو اوسکو چار مرتبہ دہویا عالم نے کہا کہ تم نے جو چار مرتبہ ہاتھ دہویا تو
فضول خرچی کی۔ اس پر حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سبحان اللہ ایک چلو پانی میں تو
میری فضول خرچی کو تمنے ناپسند کیا اور ان سب چیزوں میں جو فضول خرچی خود تمنے

کی ہے اوس کو تمنے ناپسندہ کیا۔ اِس سے وہ سمجھ گئے کہ تعلیم وضو کی درخواست سے ان کا مقصود صرف یہی جتلانا تھا اس سے اِن کو ہوش ہوا اور گھر بار نوکر چاکر سب کو انہوں نے چھوڑ دیا اور فقیروں مین شامل ہو گئے۔

(۱۵۴) ابوزکریا یحییٰ بن معاذ بن جعفر واعظ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار تھے معرفت خصوصاً رجا کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے اِن کو خاص زبان دی تھی۔ مدت تک بلخ مین رہے بعدہ نیشاپور واپس آئے اور یہین ۲۵۸ھ دوسو اٹھاون ہجری مین اِن کو سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے کلمات میں سے ہے کہ جس مین ورع نہیں ہے وہ زاہد کیونکر ہوسکتا ہے جو چیز تمہاری نہیں ہے اوس مین تورع کرو جو چیز تمہاری ہے اوس مین زہد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جسقدر تمہاری مشغولی ہوگی اوسی اندازسے خلق اللہ کو تمہارے کام مین دلچسپی ہوگی۔ ساری دنیا اول سے آخر تک ایک ساعت کے غم کی برابری نہیں کرسکتی پھر باوجود اس کے کہ اوس مین تمہارا بہت ہی تھوڑا حصہ ہے کیونکہ تم اوس کے غم میں اپنی تمام عمر صرف کردیتے ہو۔ زاہد دنیا مین پردیسی ہین اور عارف آخرت مین پردیسی ہیں۔ اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ تین قسم کے آدمیوں کی صحبت سے بچتے رہو غافل عالمون سہل انگار مولویون اور ایسے جاہل صوفیون کی صحبت سے جو اپنے دین کے فرایض سیکھنے سے پہلے عابد بنجاتے ہیں۔ اور اِن کے اقوال مین سے ہے کہ جس شخص نے اپنے پیر کے افعال سے فائدہ نہ اوٹھایا وہ اوس کے اقوال سے بھی فائدہ نہ اوٹھائے گا۔ بندہ کے دین کی ہمیشہ

دہجیاں اوڑتی رہتی ہین حت تک کہ اوس کا دل دنیا کی محبت مین پہسا رہتا ہے
بہوک نور ہے اور سیری نار ہے اور خواہش امید بس ہے جو جلانے کا ذریعہ ہو تی
ہے۔ اس لئے حت تک کہ ایسے مالک کو وہ جلانے کی ٹہنڈی نہین ہو سکی۔
صوف پیسا دوکانداری ہے اور بد کی باتیں کرنی بیتہ وری ہے۔ ولی بد وکہا وا کرتا
ہے اور منافقت کرتا ہے اور ایسے صدیق جن کے اخلاق ایسے ہوں کس قدر
تہوڑے ہین۔ ولی دنیا مین اللہ تعالیٰ کا پہول ہوتا ہے جس کو صدیق سونگہتے ہین۔
پس اوس کی خوشبو اون کے دلوں تک پہنچتی ہے اور اس ذریعہ سے وہ اوسکے
آقا کے مشتاق ہوتے ہین اور اوس کے دیکہنے سے اون کی عبادت مین
زیادتی ہوتی ہے۔ برا بہائی وہ ہے جو تمہارے اس کہنے کا محتاج ہو کہ "میرے
لئے تم دعا کرو" اور بُرا بہائی وہ بہائی ہے جو تمہاری لغزش کے وقت اس کا محتاج
ہو کہ تم اوس سے معذرت کرو۔

علماے باعمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر اون کے باپ اور مان سے
زیادہ تر مہربان وشفیق ہوتے ہین اور اس کی وجہ دریافت کی گئی تو اُنہوں نے کہا
کہ اس لئے کہ اون کے باپ اور مان اون کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہین۔ اور
ایسے علما اون کو آخرت کی آگ اور اوس کی دہشتون سے بچاتے ہین۔ اور انِ
کا قول ہے کہ جس نے خلوص کے ساتھ اولیا کی صحبت اختیار کی اوس کو یہ
صحبت اوس کے اہل وعیال مال ومنال اور سب اشغال سے پہیر دیگی اور اُنکی
صحبت مین جب اوس کی یہ حالت درست ہو جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مشغول رہنے کے مقام تک ترقی کر جائے گا۔ پس وہ ماسوا اللہ کو چہوڑ کر اوسین

مشغول ہوجائے اور اگر اولیاء اللہ کی صحبت مین اوس کا یہ مقام درست ہوا تو اُسکو کبھی اشتغال باللہ کی توفیق نصیب نہ ہوگی عوام دنیا کی طرح جنت میں بھی اہل علم کے محتاج ہون گے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو اونھون نے کہا کہ جنت مین عوام سے ارشاد ہوگا کہ اپنی اپنی آرزوئین بیان کرو مگر اون کو معلوم ہوگا کہ کیا کہیں اُسوقت وہ عرض کرین گے کہ ہم اہل علم کی طرف رجوع کرتے اور اُن سے پوچھتے ہین اور اس سے علم والوں کی بڑی توقیر ہوگی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ صرف دار دنیا کی طرف مائل ہونا یا تو گدڑ جانے کا گھر ہے یا بھیڑیے کا گھر ہے اس سے توشہ لیکر دوسری جگہہ آرام لیا چاہیئے۔ اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص علم مین ابن عباس جیسا ہو مگر دنیا کیطرف راغب ہو تو میں لوگون کو اوس کے ساتھ بیٹھنے سے ضرور منع کرون کیونکہ جس نے اپنے نفس کے ساتھ خیانت کی وہ اورون کو کیا نصیحت کرے گا۔

	تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری	
	بخدا کہ لازم آمد ز تو احتراز کردن	

ان کا قول ہے کہ ولیون کی مثال شکاریوں کی ہے کہ بندوں کو شیطانون کے منہ سے چھڑا لیتے ہین اور اگر کوئی ولی عمر بھر مین ایک ہی شکار کرلے تب بھی اوس نے بہت بڑی نیکی کی۔ کاموں کی دشواری سے بھاگ کر زہد اختیار کرنا بیہودگی ہے اور نفس کو مارے بغیر صوف پہن لینا جہالت ہے اور باوجود ضرورت کے کسب کو چھوڑ دینا کاہلی ہے اور باوجود استغنا کے کسب کرنا کلفت ہے اور گوشہ نشینی پر صبر کرنا راستہ پالینے کی علامت ہے اور بال بچون کو ضائع کر کے عبادت میں مشغول

ہوما ما دالی ہے۔ اوس شخص مین جو لیمہ مین ولیمہ کے لئے شریک ہو اور اوس شخص مین جو اوس مین محبوب سے ملنے کو شریک ہو بہت فرق ہے۔ صدیقوں کی لڑائیاں اپنے نفس کے خطرات سے اور ابدال کی اپنے افکار سے اور زاہدون کی نفسانی خواہشون سے اور تائبون کی اپنی لغزشوں سے ہوتی ہین۔ یہ ایسی دعامیں کہا کرتے تھے کہ خداوند اتوبہ کی شرطون کو پورا کرنے کی قوت مجھ میں نہین ہے مجھے بغیر توبہ کے بخشدے اور ان کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک حلیم نہین ہوتا جبتک کہ عورتون کو شہوت نہین بلکہ شفقت کی آنکھ سے دیکھے اور ذاکرون کے ساتھ بیٹھا کرو۔ کیونکہ یہ بادشاہی ڈیوڑہی پڑ ہٹی دئے ہوئے ہین۔

(۱۵۵) ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان خراسان کے اکابر مین سے تھے ابو تراب نخشبی اور حاتم اصم رحمہا اللہ کی صحبتون میں رہے اور ابو یزید بسطامی کے پاس سفر کر کے گئے اور ابو حفص حداد کی انھون نے زیارت کی۔ یہ اون لوگوں مین سے ہین جنھوں نے فتوت مین شہرت پائی ہے۔ ۲۴۰ھ دوسو چالیس ہجری مین اعلی علیین پہنچے۔

ان کے کلام مین سے ہے کہ اللہ کا ولی اپنا کوئی نشان مقرر کرتا ہے۔ جس سے اس کا پتہ لگے اور ۔ اوسکا کوئی نام ہوتا ہے جس سے موسوم ہو۔ صابر وہ ہے جو صبر پر صبر کرے۔ جو صبر کرے اور شکایت کرے۔ یہ بیان کرتے تھے کہ مین نے سنا ہے کہ ایک مالدار نے ایک زاہد سے ملنا چاہا۔ اور جب اوس کے پاس پہونچا تو رمضان کا روزہ جو کی روٹی اور نمک سے اوس کو افطار کرتے دیکھا۔ اس

مالدار نے جو تجارت پیشہ تھا گھر واپس آکر ایک ہزار دینار زاہد کے پاس بھیج دیئے۔ زاہد نے اوس کو واپس کر دیا اور اوس کے غلام سے کہا کہ اپنے آقا سے کہدینا کہ جو شخص تم جیسے پر اپنا راز افشا کرتا ہے اوس کی یہ ہی سزا ہے۔

(۱۵۶) ابوالحسین احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوالحواری کا نام میموں اور وطن دمشق تھا۔ صاحب ترجمہ ابوسلیمان دارانی و سفیان بن عیینہ اور بہت سے مشایخ کی صحبت میں رہے اور سنہ ۲۳۰ھ دو سو تیس ہجری میں راہی ملک بقا ہوئے۔ جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کہا کرتے تھے کہ احمد بن ابی الحواری ملک شام کے پھول ہین۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کوڑی اور کتون کے لوٹنے کی جگہ ہے اور کتون سے ہی بدتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے اوس مین پیچھے گاڑے ہیں اور اوس کے لئے اپنے یارون سے جھگڑے کر رکھے ہیں کیونکہ کتا تو اپنا پیٹ بھر کر چلدیتا ہے اور دنیا کے دلدادہ کسی حال میں اوسے نہیں چھوڑتے اور جب اوس سے ایک مقصد پورا ہوجاتا ہے تو دوسرے کی جستجو کرتے ہین اون کا بیان ہے کہ خضر علیہ السلام نے درد کے لئے مجھے ایک دعا بتائی اور کہا کہ جب تمھارے کہین درد ہو تو اوس موقع پر ہاتھ رکھو اور کہو کہ "وبالحق انزلناہ وبالحق نزل" چنانچہ مین ہمیشہ درد کے مقام پر اس کو پڑھ کر پھونکتا ہون اور وہ فوراً چلا جاتا ہے جب کبھی کسی شخص کو ان کے کسی عمدہ اخلاق پر اطلاع ہوجاتی تھی تو یہ اپنے آپ کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ یہ کیسی غفلت ہے انتہا ہوگئی کہ تیری خوبیاں لوگوں پر ظاہر ہوگئین۔

(۱۵۷) ابوحفص عمر بن سلم حداد نیشاپوری رضی اللہ عنہ

یہ گوروماد کے رہنے والے تھے جو شہر نیشاپور کے اوس دروازہ پر واقع تھا جس سے بخارا کو سڑک جاتی تھی۔ عبداللہ۔ مہدی اور نصرآبادی کی صحبتیں پائیں اور احمد بن حضرویہ بلخی کے رفیق رہے اور شاہ بن شجاع کرمانی انہیں کے نام لیوا تھے۔ یہ یکتاے روزگار ائمہ و سادات اور بڑے رتبہ کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ ۲۷۰ھ دوسو ستر ہجری مین قید و حیات سے رہا ہوئے۔ یہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو ان کی حالت غیر ہو جاتی تھی یہان تک کہ سب حاضرین اس کو سمجھ جاتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کو اپنے نزدیک ذلیل سمجھنے کی نشانی یہ ہے کہ اوس کے متعلق کسی سے گلہ نہ کیا جائے۔ اِن سے کسی نے کہا کہ آپ کے یارون مین سے فلاں شخص سماع کے لئے جا بجا پڑا پھرتا ہے۔ اور جب گانا سنتا ہے تو روتا چیختا اور کپڑے پھاڑتا ہے۔ اوس کے جواب مین اُنھوں نے کہا کہ مرتا کیا نہین کرتا۔ ڈوبنے والا جس چیز میں نجات سمجھتا ہے اوسی کا سہارا پکڑتا ہے یہ کہا کرتے تھے کہ میٔن بیس برس تک دل کی نگہبانی کی اس کے بعد ایک حالت طاری ہوئی جس مین ہم سب کے سب محفوظ ہو گئے اِن کا قول ہے کہ جس نے بخشش کا ذکر کیا اور اپنے دل کی آنکھ سے اوس پر نگاہ کی وہ سخی کے نام کا سزاوار نہیں ہے۔ اِن سے پوچھا گیا کہ ولی کس کو کہتے ہین تو اونھون نے کہا کہ کرامات سے جس کی تائید کی گئی ہو اور جو بدعتون سے ہمیشہ کے لئے مستور کر دیا گیا ہو۔ فقرا کے آداب ایک مرتبہ اِن سے پوچھے گئے تو اُنہوں نے کہا کہ مشایخ کی حرمت نگا

نگاہ رکھنا بھائیون کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چھوٹون کو نصیحت کرنا دنیاوی فوائد مین جھگڑون سے دست بردار ہوجانا ایثار کا پابند رہنا جمع کرنے سے سروکار نہ رکھنا جو آپسے طریقہ پر نہو اوس کی صحبت چھوڑ دینا اور بھائیون کی اون کے دینی و دنیاوی امور مین مدد کرنا۔ بس ان صفتون کا اپنے نفس سے مقابلہ کرو اگر تم انمین پورے نکلو تو تم فقیر ہو۔ اِن کا قول ہے کہ احوال کی خرابیاں بہت کچھ تین چیزون سے آئی ہیں۔ عارفون کی بدکاری عاشقون کی خیانت اور مریدون کا جھوٹ۔

ابو عثمان حیری کہتے ہین کہ عارفون کی بدکاری آنکھوں زباں اور کانون کا دنیا کے اسباب اور منافع کے لئے بے محابا چھوڑ دینا ہے اور عاشقون کی خیانت پیش آنے والی چیزون مین اپنی خواہشون کو اللہ تعالی کی مرضی پر ترجیح دینا ہے۔ اور مریدون کا جھوٹ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ذکر رویت سے مخلوق کی یاد اور اون کا دیکھنا اون کے دلون پر زیادہ تر غالب ہو۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ جب فقیر کی روشی اوسکے کپڑوں مین دیکھو تو اوس کی بھلائی کی امید نہ رکھو۔

(۱۵۸) ابو تراب عسکر بن حسینی نخشبی رضی اللہ تعالی عنہ

حاتم اصم و ابو حاتم عطار کی صحبت مین رہے ہے اور خراسان کے اُن جلیل القدر و بزرگ مشایخ مین سے تھے جو علم فتوت زہد توکل و ورع مین مشہور ہوگذرے ہین سنہ ۲۴۵ھ دو سو پینتالیس ہجری مین اس کی روح پاک نے جنگل مین تن خاکی سے مفارقت اختیار کی اور اس لئے اِن کا جسم بیکار ہوجانے پر درندون کے آذوقہ مین کام آیا۔ اُن کے اقوال یہ ہین۔ اللہ عزوجل ہر زمانہ مین علماء سے وہی

بلوا آتا ہے جو اس زمانہ کے اعمال کے مناسب ہوتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہنے کی حالت میں اوس سے روگردان ہو اوس پر فوراً وبال آتا ہے میں مریدوں کے لئے اس سے زیادہ مضر کسی شئے کو نہیں پاتا کہ وہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر اپنے نفس کی پیروی میں سفر کرتے پھریں اور کوئی مرید نہیں بگڑا مگر ایسے سفروں اور مخالفوں کے ساتھ ملنے جلنے سے۔ کسی فقیر کو ہرگز زیبا نہیں ہے کہ کسی مال کو کبھی اپنی طرف منسوب کرے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے کہا تھا کہ "یہ میرا عصا ہے" اور اوس کے مالک ہونیکا دعویٰ کیا تھا اسپر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ "تم اپنے عصا کو ڈالدو" پس جب ادہر نگاہ دوڑائی تو گھبرائے اور بھاگے تب ارشاد ہوا کہ "لوٹ آؤ اور ڈرو نہیں" انکا بیان ہے کہ میں نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اوس شخص نے کہا کہ میں خضر اولیا کے دلوں پر تعینات ہوں جب وہ اللہ عزوجل سے بھاگتے ہیں تو میں اون کو لوٹا لاتا ہوں اے ابوتراب پہلے قدم میں بربادی اور دوسرے قدم میں رستگاری ہے۔

(۱۵۹) ابو محمد عبداللہ بن خنیف انطاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوسف بن اسباط کی صحبت پائی اور اکل حلال میں موشگافی کرنیوالے زاہد اور صوفیوں اور کل احوال میں ورع برتنے والوں میں سے تھے انکی اصل کوفہ سے تھی اور تصوف میں ثوری رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر تھے۔ کیونکہ ان کو انہیں کے اصحاب کی صحبت رہی تھی۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جب قرآن جاننے والا گناہ کے پاس جاتا ہے تو اوس کے سینہ سے قرآن اوس کو آواز دیتا ہے کہ واللہ تو نے مجھے اس لئے تو یاد

نہین کیا تہا پس اگر اوس گناہ کرنیوالے سے یہ آواز سُن لی تو اللہ تعالی سے تسرم
آنے کے باعث اوس کی جان نکل گئی۔ میں نے سُنا ہے کہ علماء بنی اسرائیل
مین سے ایک شخص کہا کرتا تہا کہ اے پروردگار کبتک میں تیرا گناہ کیا کرونگا اور تو
مجھے سزا نہ دیگا۔ اسپر اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کے پاس وحی بہیجی کہ
فلان شخص سے کہدو کہ کبتک مین تجھے سزا دیا کرونگا اور تو نہ سمجھے گا کیا یہ تجھے
ایسی مناجات کی حلاوت نہین چکھی ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو تیرے ساتھ
احسان کرتا ہے اوسکی اطاعت تُو تو کرتا ہی نہین ہے پہر تو اوس کے ساتھ کیونکر
بھلائی کریگا جو تیرے ساتھ برائی کرتا ہے۔

(۱۶۰) ابو علی احمد بن عاصم انطاکی رضی اللہ تعالی عنہ

یہ بشر حافی بن حارث سری سقطی اور حارث محاسبی رضی اللہ عنہم کے ہمسروں
میں سے تھے۔ اِن کی فراست کی تیزی کے باعث ابو سلیمان دارانی نے انکا نام
جاسوس القلوب رکہا تہا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ گمان نہ تہا کہ مین وہ زمانہ دیکہونگا
جسمین اسلام پہر اجنبی ہو جائیگا۔ اسپر کسی نے پوچھا کہ کیا اسلام پہر اجنبی ہو گیا انہون نے
کہا کہ ہان اس زمانہ مین اگر کسی عالم کی طرف رغبت کرو تو اُسکو حُب ریاست اور بڑے
سمجھے جانے کے لئے دنیا پر فریفتہ اور اپنے علم کے ذریعہ سے دنیا کماتا ہوا اور یہ کہتا ہوا
پاؤگے کہ اوروں سے زیادہ تر استحقاق دنیا کا مجھے ہے اور اگر کسی ایسے عابد کو ڈہونڈ و جو
سب کو چہوڑ کر کسی پہاڑ مین بیٹہا ہو تو اوس کو فریب خوردہ عبادت مین جاہل اپنے نفس
اور شیطان کے دہوکے مین مبتلا پاؤگے جو اعلی درجہ کی عبادت تک پہنچا ہوا مگر ادنی درجہ

کی عبادت سے ناواقف ہوگا پھر اُس کی اعلیٰ عبادت کس کام کی۔ خلاصہ یہ کہ علماء
وعباد و زہاد سے جانوروں اور اونچے لینے والے بھیڑیئے ہوگئے ہین۔ بس تمہارے زمانہ
کے اہل علم و اہل قرآن اور حکمت کے نگہبان اس طور کے ہوگئے ہین اس لئے
اے بصیرت والو عبرت حاصل کرو۔ اور جب تم ایسے فقیرون کے ساتھ بیٹھو جو صدق
والے ہین تو صدق ہی کے ساتھ بیٹھا کرو یہ دلون کے جاسوس ہوا کرتے ہین تمہارے
دلون کے اندر جاتے اور اون سے باہر آتے ہین اور تمہین خبر بھی نہین ہوتی۔

(۱۶۱) منصور بن عمّار واعظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مرو کے تھے مگر بصرہ مین انہون نے اقامت اختیار کی تھی عمدہ ترین واعظین
و حکماء مشائخین مین سے تھے اور تقلل و تورع مین بلند پایہ رکھتے تھے۔ اِن کا قول
ہے کہ جب شیطان کسی کو انگلیون پر نچاتا ہے تو اوس کو خیل جو رہنا تا اور اُس سے
ایسی گندگیان اوٹھواتا ہے کہ اون سے خود بھی نفرت کرتا ہے۔ پاک ہے وہ
جس نے عارفون کے دلون کو ذکر کے اور دنیا دارون کے دلون کو طمع کے اور
فقیرون کے دلون کو قناعت کے ظروف بنائے۔ اور مجھے تعجب آتا ہے مولویون
سے کہ ایک لغزش پر اپنے بھائیون کو برسون چھوڑ دیتے ہین اور اونکی نسبت قناعت
اور توبہ کا گمان نہین کرتے حالانکہ یہی لوگ جب کسی ظالم کو ناحق کوئی مال لیتے
دیکھتے ہین اور وہ اِن سے ایک دیوار کی آڑ مین بھی ہو جاتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ
حلال ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اوس نے اوس مال کو بدل دیا ہو اور اس احتمال
کو اپنے پاس پھٹکنے نہین دیتے کہ جس شخص سے لغزش واقع ہوئی تھی ممکن

ہے کہ ایک زمانہ کے بعد اوس سے توبہ کرلی ہو۔ دونون صورتون مین قاعدہ تو ایک ہی ہے۔

(۱۶۲) حمدون بن احمد قصار نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نیشاپور مین ملامتیون کے سرگروہ تھے اور انہین سے ملامتیہ مذہب پھیلا۔ ابوتراب نخشبی
اور نصرآبادی رضی اللہ عنہم کی صحبتون مین رہے۔ فقیہہ۔ عالم۔ اور ثوری رضی اللہ عنہ کے
مذہب کے پیرو تھے۔ اور اِن کے اصحاب مین سے کسی نے عبداللہ بن محمد بن منازل کیطرح
اِن کے طریقہ کو حاصل نہ کیا۔ حمدون رضی اللہ عنہ نے ۲۷۱ھ دوسو اکہتر ہجری مین نیشاپور
مین دنیا کی ملامت سے نجات پائی۔ اور حیدہ کے مقبرے مین دفن ہوئے۔ اِن کے
اقوال یہ ہین۔ جس نے یہ گمان کیا کہ فرعون کے نفس سے اوس کا نفس بہتر ہے اوس
نے اظہار تکبر کیا۔ جو سلف کی سیرتون کو دیکھیگا وہ اپنی کمی اور مردانِ خدا کے درجہ سے
پیچھے رہنے کو سمجھے گا۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ سلف کے قول ہماری قولوں سے
زیادہ مفید کیون ہین۔ انہون نے کہا اسلئے کہ اون کے کلام اسلام کی عزت نفس کی نجات
اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتے تھے اور ہمارے کلام نفس کی عزت۔ دنیا کی
طلب اور خلائق کو اپنا معتقد بنانے کے لئے ہوتے ہین اور فقہاء سے کہا کرتے تھے۔
کہ جب تم کو کسی مسئلہ مین کوئی مشکل پیش آئے تو اوس کو صوفیون سے پوچھا کرو مگر اپنے
نفس کو ذلیل سمجھکر اور اپنی کمزوری ظاہر کرکے اور اپنے جہل کا اقرار کرکے وہ تمہاری ساری
مشکلین آسان کردینگے۔ اِن کا قول ہے کہ فقیر کا جمال اوس کی تواضع مین ہے مگر
جب اوس نے تکبر کیا تو غرور مین مالدارون سے بھی بڑھ گیا۔ اگر تم صحبت اوٹھانا چاہو تو
صوفیون کی صحبت اوٹھاؤ کیونکہ برے کے لئے اونکے یہان بہت سے عذر ہین اور اچھے

کی اون کے یہاں کچھ ایسی وقعت نہیں ہے جس سے وہ متکبر ہو جائے۔

(۱۶۳) ابوالحسن مقری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا قول ہے کہ اگر قرآن پڑہنے والا قرآن پر عمل کرے تو اوس کو دنیا کی آگ نہ جلائے۔ قرآن پڑہنے والے کے لئے خدا کا گناہ کرنا بدنما ہے گو عمر بہر میں ایک ہی بار کیوں نہ ہو گناہ کبیرہ میں سب سے بڑا علماء کا مگڑنا ہے اور سب سے بڑی مصیبت قاریوں کا رنا کرنا ہے۔ اور قیامت کے دن قرآن مجید آئیگا۔ اور اسکے گرداگرد مجنتی اونٹوں کی طرح خلوص والے ہوں گے اور اِن کے گرد ایک اور گروہ ہوگا جنسے قرآن مجید کہیگا کہ دور ہو تم نے دنیا میں مجھے ضائع کیا اب آخرت میں میرے ساتھ نہ رہو۔

(۱۶۴) سید عبد اللہ ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے اہل میں سے کون آپ سے قریب تر ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے دنیا کو اپنے پس پشت ڈالدیا اور آخرت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا اور اسی حالت میں مجھ سے ملا کہ اسکا نامۂ اعمال گناہوں سے پاک تہا۔ امام لیث رضی اللہ عنہ کے قرب میں مدفون ہیں۔

(۱۶۵) سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد زجاج رضی اللہ عنہ

اِن کے والد ماجد شیشے بیچتے تہے اسی لئے قواریری (شیشہ والے) کہلاتے تہے۔ یہ اصل

مین نہاوند کے تہے مگران کا مولد ومنشا عراق ہے۔ فقیہ تہے اورابو ثور کے مذہب پر جوامام شافعی کے ہمصحبت اور اون کے مذہب کے قدیم راوی تھے فتوی دیتے تہے۔ اپنے ماموں سری سقطی رضی اللہ عنہ اور حارث محاسبی اور محمد بن علی قصاب کی صحبتین پائین۔ اس فرقہ کے بہت بڑے اماموں اور سرداروں مین سے تہے۔ اوران کے اقوال سب کے نزدیک مقبول ہین۔ ہفتہ کے دن ۲۹۷ھ دوسو ستانوے ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے اوران کی قبر بغداد مین مشہور اور خواص وعوام کی زیارتگاہ ہے ان کے اقوال میں سے ہے کہ۔ اللہ تعالی دلون کی طرف اوسی قدر اپنی خالص بہلائی پہنچاتا ہے جسقدر دلون نے خلوص کے ساتھ اوسکا ذکر کیا ہے اس لئے دیکہا کرو کہ تمہارے دل مین کونسی چیز آکر مل گئی ہے۔ تصوف اللہ تعالی کے ساتھ صاف معاملہ رکہنا ہے اوراس کی اصل دنیا سے پہرجانا ہے۔ جیساکہ حارثہ رضؓ نے کہا ہے کہ مین نے اپنے نفس کو دنیا سے پہیر دیا پس راتون کو جاگتا رہا اور دلون کو تشنگی مین کاٹا۔ اللہ تعالی سے غافل ہونا۔ دوزخ مین جانے سے زیادہ تر سخت ہے جب تم فقیر کو دیکہو تو ابتدا اوس سے علم کی گفتگو نہ کرو بلکہ نرمی کے ساتھ باتین کرو کیونکہ علم سے اوس کو وحشت اور نرمی سے موانست ہوتی ہے۔ ابنیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن چیزون کی خبر دیتے ہین وہ اون کے سامنے حاضر رہتے ہین اور صدیقین دیکہی ہوئی چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہین جس نے اللہ تعالی کی طرف اشارہ کیا اور اوس کے غیر کے پاس (باطناً) ٹہیرا۔ اوسکو اللہ تعالی مصیبت مین مبتلا فرماتا اور اپنا ذکر اوسکے قلب سے روک دیتا اور اوس کی زبان پر جاری رکہتا ہے پس اگر وہ چونکا اور صرف اللہ ہی کا ہورہا تو اللہ تعالی

اوس مصیبت کو اُس سے دور رہتا ہے اور اگر برابر غیر ہی کے پاس ٹھیرا رہا تو خلائق
کے دلوں سے اوسپر رحم کرنیکا مادہ نکال لیتا ہے اور اوس کو لوگون سے امیدین
رکھنے کا لباس پہنا دیتا ہے اور اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکا سوال اُن سے ٹرہتا جاتا
ہے۔ حالانکہ اُنکے دل اسپر رحم کرنے سے خالی ہوتے ہیں پس اس کی زندگی
بیکسی کی اور اس کی موت صعوبت کشی کی اور اسکی آخرت افسوس و حسرت کی
ہوتی ہے ہم اللہ کے سوا کسی اور کی طرف مائل ہونے سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے
ہین۔ جن لوگون کو سب سے زیادہ آفتون کا علم ہوتا ہے۔ اونہیں پر سب سے
زیادہ آفتین آتی ہین۔ اِن سے کسی نے عارف کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا
کہ جو رنگ برتن کا وہی پانی کا یعنی وہ اپنے وقت کے مقتضی کے مطابق ہوتا ہے۔
اور ان کا قول ہے کہ گوشہ نشینی کی تکلیفین میل جول کی مدارات سے آسان تر ہوتی
ہین۔ ان سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ دور ہے
بغیر نزدیکی کے اور نزدیک ہے بغیر چپکنے کے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے دین
کو سلامت رکھنا اور اپنے جسم اور دل کو آرام دینا چاہے وہ لوگون سے علٰحدہ رہے۔
کیونکہ یہ وحشت کا زمانہ ہے اس لئے عاقل وہی ہے جو اس مین گوشہ گیری اختیار
کرے۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس پانچسو دینار لایا اور اون کو اِن کے
سامنے رکھکر اوس نے کہا کہ اِن کو اپنے لوگوں مین تقسیم کر دیجئے۔ انہوں نے اس
سے پوچھا کہ تمہارے پاس ان کے سوا اور دینار بھی ہین اوس نے کہا کہ ہان۔ پھر
پوچھا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اون مین اضافہ بھی چاہتے ہو اوس نے کہا کہ ہان
اسپر جنیدؒ نے اون کو قبول نہین کیا اور کہا کہ انکو لیجاؤ کیونکہ تم ہی زیادہ ہمکو ان کی احتیاج ہے

اِن کا قول ہے کہ شکر مین ایک علت لگی ہوئی ہے کیونکہ شکر کرنے والا اس کے ذریعہ سے اپنے لئے زیادتی کا طالب ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکر کے ذریعہ سے اپنے حظ نفس کو لیکر کھڑا ہوتا ہے البتہ شکر وہ ہے جس مین تم اپنے آپ کو رحمت کا سزاوار سمجھو۔ سچے مرید کو علماء کے علم کی حاجت نہین ہے اور جب اللہ تعالیٰ مرید کی بھلائی چاہتا ہے تو اوسکو صوفیون کی طرف پہونچاتا ہے اور مولویون کی صحبت سے روکدیتا ہے۔ تصوف یہ ہے کہ بغیر کسی علاقہ کے تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو۔ اور کبھی کہتے تھے کہ تصوف تو زبردستی ہے اس مین صلح کہان اور کبھی کہتے تھے کہ تصوف والے گھر کے لوگ ہین اِن کے ساتھ غیر اندر آنے نہین پاتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم صوفی کو اپنے ظاہر کی پرداخت کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اسکا باطن خراب ہے۔

مجھسے شیطان سے ملاقات ہوئی وہ مارا مارا پھر رہا تھا اور اوس کے ہاتھ مین روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسکو کھا رہا تھا مین نے اوس سے کہا کہ تجھے لوگون سے شرم نہین آتی۔ اوس نے کہا کہ اے ابوالقاسم کیا روے زمین پر اب کوئی ایسا ہے بھی جس سے شرم کیجائے۔ جنسے شرم آتی تھی وہ خاک کے نیچے ہیں اور اُن کو مٹی کھا گئی۔ ایک مرتبہ اِن سے سوال ہوا کہ خالص توحید کس کو کہتے ہین۔ اِنھون نے کہا کہ اسکو کہتے ہین۔ کہ بندہ کا آخر اوسکے اول کی طرف لوٹ آئے پس ویسا ہو جائے جیسا ہونے کے قبل تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ وہ توحید جس مین صوفیہ منفرد ہیں قدم کو حدوث سے الگ کرلینا وطنون سے باہر نکلنا۔ محبتون کا قطع کرنا معلوم و مجہول کا ترک کردینا اور سب کی جگہ مین "حق" کا قایم ہوجانا ہے۔ اور علم توحید کی بساط تو بیس برس سے تہ ہو چکی ہے اور اب لوگ اوس کے کنارون پر بیٹھے ہوئے کلام کرتے ہین۔ اِن سے پوچھا گیا کہ یہ کیا

بات ہے کہ آدمی سکوں کی حالت میں رہتا ہے اور جب سماع سُنتا ہے تو بے چین ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب مین اونہون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کی ذریت کو میثاق اول میں "الست بربکم" (کیا مین تمہارا رب نہین ہوں) سے خطاب فرمایا تو روحوں پر اس کلام کے سماع کی روشنی نے اثر کیا اس لئے جب سماع سننے میں آتا ہے تو اوس کی یاد اون کو حرکت مین لاتی ہے۔ اِن کا قول ہے کہ تین جگہون میں فقیر و پیر رحمت نازل ہوتی ہے سماع کے وقت اس لئے کہ یہ نہین سنتے مگر حق سے اور نہیں کھڑے ہوتے مگر وجد سے۔ اور کھانے کے وقت کیونکہ یہ نہین کھاتے مگر فاقہ کے بعد اور علمی تذکرہ کے وقت اسلئے کہ یہ ولیون ہی کا تذکرہ کرتے ہین۔ اِن کا بیان ہے کہ ایک روز میں سری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو اون کے پاس ایک شخص کو غشی کی حالت میں دیکھا میں نے اُن سے دریافت کیا کہ اِس کو کیا ہوا ہے۔ سری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے قرآن مجید کی ایک آیت سُنی تھی۔ مین نے اون سے کہا کہ اِس کے سامنے پھر وہی آیت پڑھی جائے۔ چنانچہ پڑھی گئی اور وہ شخص ہوش مین آگیا۔ اِس پر سری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا مین نے اُن سے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں یوسف علیہ السلام کے قمیص ہی کے سبب سے جاتی رہی تہیں اور پھر اوسی کے سبب سے اون کی بینائی لوٹ بھی آئی تھی میری یہ بات اِن کو پسند آئی۔ اِن کا قول ہے کہ تصوف کی بنا آٹھ اخلاق پر ہے جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہونچے ہین (۱) سخاوت یہ ابراہیم علیہ السلام مین تھی۔ (۲) رضا یہ اسحاق علیہ السلام مین تھی۔ (۳) صبر یہ ایوب علیہ السلام کا حصہ تھا۔ (۴) اشارہ زکریا علیہ السلام مین ظہور ہوا۔ (۵) گھر بار چھوڑنا یہ یحییٰ علیہ السلام مین پایا گیا۔ (۶) صوف پہننا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا وصف تھا۔ (۷) سیاحت یہ عیسیٰ علیہ السلام کی صفت تھی اور (۸) فقر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف تھا

نقل ہے کہ جب جنید رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہون نے وصیت کی کہ جو
کچھ علم میری طرف منسوب ہے وہ بھی میرے ساتھ دفن کردیا جائے۔ لوگون نے اسکی
وجہ پوچھی تو انہون نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ جس حال مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
علم لوگون کے پاس موجود ہے مجھے اللہ تعالی ایسی حالت مین دیکھے کہ مین نے کوئی
ایسی چیز چھوڑی ہو جو میری طرف منسوب ہو۔ اور ان کا قول ہے کہ علم آخرت کے لئے دل
صرف اسی صورت میں صاف ہوتے ہین جب وہ دنیا سے خالی ہوتے ہین اس لئے
تمکو اپنی ابتدائی حالت مین دنیا کو اپنے دل کے اندر سے نکال لینے پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔
اور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اوس مین سے کچھ چھپا چھپایا اور دبا دبایا دل مین نہ رہ جائے ورنہ تم
کو یہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے سے روکے گا اور جب تک تم اس حالت مین رہوگے
تمہارا پیر تمکو اُس سے ایک قدم بھی ہٹا نہ سکیگا۔ اس لئے اُس کی سُنتے اور پیروی کرتے رہو
اللہ کی معرفت کے متعلق ان سے پوچھا گیا کہ کس سے حاصل ہوتی ہے یا بلا اختیار
اس کے جواب مین انہون نے کہا کہ مین نے دیکھا ہے کہ چیزین دو طرح سے دریافت
ہوتی ہین۔ جو چیزین کہ سامنے موجود ہوتی ہین وہ تو حواس سے اور جو غائب ہوتی ہین وہ
دلیل سے اور چونکہ حق تعالی ہمارے حواس کے سامنے حاضر نہین ہے اس لئے اُس
کی معرفت دلیل و جستجو سے ہوگی کیونکہ ہم پوشیدہ اور غائب کو دلیل ہی سے جانتے ہین۔
اور حاضر کو حس ہی سے پہچانتے ہین۔ ان کا قول ہے کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ اُس
نے دنیا کی عظمت کی ہو اور اوس مین کبھی اوس کی آنکھین ٹھنڈی ہوئی ہون اس مین تو
انہیں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہین جو اسکو حقیر سمجھتا اور اس سے منھ پھیر لیتا ہے۔ جو شخص
اپنے اوپر نیک نیتی کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالی اوس پر ستر دروازہ توفیق کے کھول دیتا

ہے اور جو شخص اپنے اوپر بدبختی کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اوس پر شر دروازے رسوائی کے ایسے مقام سے جس کی اوسے خبر بھی نہین ہوتی کھول دیتا ہے۔ کوئی شخص اپنے ساتھی سے کسی ضرورت کی درخواست مین مضائقہ نہیں کرتا مگر اوسی صورت مین کہ دونون مین سے ایک مین کچھ نقص ہو۔ علم کی قیمت ہے اس لئے قیمت لئے بغیر کسی کو نہ دیا کرو۔ اسپر پوچھا گیا کہ اوس کی قیمت کیا ہے۔ اِنہون نے کہا کہ اوسکا ایسے شخص کے پاس رکھنا جو خوبی کے ساتھ اوس کا بار اوٹھائے اور اوس کو ضائع نہ کرے۔ ایکمرتبہ اِن سے کہا گیا کہ آپ کے اصحاب کیسے ہین یہ تو کھاتے بہت ہین۔ اِنہون نے کہا کہ اس لئے کہ بھوکے بہت رہتے ہین۔ پھر پوچھا کہ قوتِ شہوت کیون نہین اِن کو دباتی ہے اِنہون نے کہا کہ اِس سبب سے کہ اِن لوگوں نے ریاضت کا مزہ نہین چکھا ہے اور حلال کھاتے ہیں۔ اس کے بعد پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ جب قرآن سنتے ہین تو خوشی نہین مناتے۔ اِنہون نے کہا کہ قرآن مین کونسی چیز دنیا میں خوش کرنیوالی ہے۔ قرآن حق ہے۔ حق کے پاس سے اوترا ہے۔ مخلوق کی صفات کے سزاوار نہین ہے اوس کے ہر حرف کے لحاظ سے مخلوق پر ایک نہ ایک چیز واجب ہے جس سے بجز اس کے کہ اللہ عزوجل کے لئے اوس کو پورا کرے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اس لئے جب اِس کو آخرت مین اس کے کہنے والے سے سُنین گے تو خوشیان منائیں گے۔ پھر پوچھا گیا کہ اچھا اِس کا کیا باعث ہے کہ یہ لوگ قصیدے اشعار اور راگ سُن کر خوشی مناتے ہین اِنہون نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزین ہین اور اِس سبب سے کہ عاشقون کے کلام ہین اِنکے بعدہ سوال کیا گیا کہ یہ لوگون کے مال سے کیون محروم رکھے گئے ہین۔ اس کے جواب مین اِنہون نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے لوگون کے قبضہ کی چیزون کو پسند

نہین فرماتا مبادا یہ خلق کی طرف مائل اور اس باعث حق تعالی سے منقطع ہو جائین پس
اللہ تعالی کو چونکہ ان کی نگہداشت منظور ہے اوس نے اُن کے ارادہ کو یکسو کرکے اپنی طرف
کر لیا ہے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ابو محمد جریری رضی اللہ عنہ ان کے پاس آکر
پوچھنے لگے کہ آپ کو کوئی کام ہے انہون نے کہا کہ ہان جب مین مرجاؤن تو مجھے غسل
دو۔کفنا دو۔ اور میری نماز پڑھو۔ یہ سُن کر جریری روئے اور اِن کے ساتھ اور لوگ بھی روئے
اِس کے بعد جُنید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام اور بھی ہے۔جریری نے عرض کیا کہ وہ کیا
ہے کہا کہ میرے اصحاب کے لئے ولیمہ کا کھانا تیار کرا اس لئے کہ جب وہ جنازہ سے
واپس آئین تو اون کو یہ کھانا ملے تاکہ اون مین پراگندگی نہ واقع ہو۔اسکو سُنکر جریری نے گریہ
کیا اور کہا کہ واللہ اگر ہم اپنی یہ دونون آنکھین بھی کھو بیٹھین تو بھی ہم مین سے کبھی دو آدمی
ایک جا ہون گے۔ابو جعفر فرغانی کہتے ہیں کہ واللہ جنید رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد
ایسا ہی معاملہ پیش آیا وہ مجمع تو پیر روشن ضمیر کی برکت کے باعث اور اُن کا جمال قدسی
تمثال دیکھنے کے لئے تہا۔جریریؒ کا بیان ہے کہ جنید رضی اللہ عنہ کے پڑوس مین ایک
دیوانہ ایک کھنڈر مین رہتا تھا۔جب جُنید رحمۃ اللہ تعالی نے قضا کی اور ہم اونکو دفن کرکے
واپس آرہے تھے تو وہ دیوانہ ہمارے سامنے آیا اور ایک بلندی پر چڑھ کر کہنے لگا کہ اے
ابو محمد کیا تم سمجھتے ہو کہ جب مین اس سردار کو کھو چکا تو میں اس کھنڈر مین پھر لوٹ کر آؤن گا
بعدہٗ وہ اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگا ؎

اوسکے چھٹنے سے چھاگئی ظلمت	وہ چراغ ہدیٰ تھے دنیا مین
حسن سبھی کہ تھے سحاب وہ	وقف عالم تھے راہ مولیٰ مین
موت نے جیسے اون کو چھین لیا	نہ وہ صبحین رہین نہ وہ شام مین

جتنے انگارے ہین میرے دل مین	میرے ہی اشک ہین یہ دریا مین

اسکے بعد وہ غایب ہوگیا۔

(۱۶۶) ابو عثمان خیری نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اصل مین رے کے تھے پیشتر یحییٰ بن معاذ رازی اور شاہ شجاع کرمانی کی صحبتون مین رہے بعدہٗ ابو حفص حداد کے ارادہ سے انہون نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور اپنی بیٹی کی اون سے شادی کردی اور اون سے اون کے طریقہ کی تعلیم پائی یہ اپنی سیرت کے اعتبار سے مشائخون مین یگانہ تھے اور نیشاپور مین تصوف کا طریقہ انہیں سے پہیلا ۲۹۸ھ دوسو اٹھانوے ہجری مین نیشاپور سے راہی خلد برین ہوئے۔ اِن کے کلمات یہ ہین۔ جبتک آدمی کے دل مین چار چیزیں برابر ہوجائین وہ کامل نہین ہوتا دینا نہ دینا۔ اور ذلت وعزت ان کا بیان ہے کہ مین جوان ہی تہا کہ ابو حفص حدّاد کی صحبت مین پہونچا۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہون نے مجھے نکالدیا اور کہا کہ تو میرے پاس نہ بیٹھ مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور مین نے اُن کی طرف پیٹھہ نہ کی ملکہ اون کی طرف منہ کئے ہوئے پیچھے ہٹتا گیا یہانتک کہ اون کی نظر سے غائب ہوگیا اور مین نے اپنے دل مین ٹھان لی کہ ان کے دروازہ پر ایک گڑھا کھود کر رہون گا اور جب تک وہ حکم نہ دیں گے اوس مین سے باہر نہ آون گا۔ مگر جب انہون نے میرا یہ برتاو دیکھا تو مجھے اپنے نزدیک بلالیا اور اپنے خاص اصحاب مین داخل کیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنی کی اصل تین چیزون سے ہے۔ مال کی طمع لوگون کی تعظیم کی طمع۔ اور لوگون کی قبولیت کی طمع۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا ئیگا اور تیرے نفس کا کبر وغرور تجھے اللہ عزوجل سے منقطع کردے گا اور تیرے

نفس مین لوگون کی حقارت جو ہے وہ ایسی بیماری ہے جس کی دوا نہین ہے اور جب تک تو اپنی مراد کی پیروی کرتا ہے۔ تو قید خانہ میں ہے اور جب تو نے اپنے آپ کو سونپ دیا اور تسلیم کر دیا تو تو نے راحت پائی۔ اور مالدارون کی صحبت مین اظہار عزت کرو اور فقیرون کی صحبت مین اظہار ذلت کیونکہ مالدارون کے سامنے عزت کی لینا تواضع ہے اور فقیرون کے سامنے ذلیل ہونا شرف ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا عقل والا اوس شخص کی معذرت کومان لے جس نے اوس پر ظلم کیا ہو۔ انہون نے کہا کہ ہان یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اوس کو مجھ پر مسلط فرمایا تہا۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ۔ جو اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مین رہا اوس کو اللہ تعالیٰ کے طریق تک پہونچنے کی توفیق دی گئی۔ اور جو اپنی کسی بات کو بھی عمدہ سمجھے گا اوسکو اپنا عیب نظر نہ آئیگا اپنے عیبون کو تو صرف وہی دیکھتا ہے جو سب باتون میں اپنے نفس کو متہم قرار دیتا ہے۔ اور دنیا کے بارے مین زہد یہ ہے کہ زاہد کو اس کی پروا نہو کہ کس نے اوس کو لیا۔ اللہ تعالیٰ زاہد کو اوسکے ارادہ سے زیادہ عطا فرماتا ہے اور مستقیم کو اوس کے ارادہ کے مطابق اور جس کی ارادت درست نہوئی جون جون زمانہ گذرتا جائیگا طریقت سے اوس کی روگردانی خواہی نخواہی بڑہتی ہی جائے گی۔ اور جب محبت درست ہو گئی تو عاشق پر ادب کی پابندی لازمی ہو گئی۔ اور سماع کی تین قسمیں ہین ایک قسم تو مبتدیون اور مریدون کے لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے احوال شریفہ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی نسبت اس میں فتنہ اور ریا کا خوف ہے۔ دوسری قسم صادقون کے لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے احوال میں زیادتی چاہتے ہیں اور اس سے وہی چیزین سنتے ہیں جو اون کے اوقات کے موافق ہوتی ہین اور تیسری قسم عارفین میں سے اہل استقامت کے لئے ہے۔

(۱۶۷) ابوالحسین احمد بن محمد نوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کا مولد و منشاء بغداد تھا اور ابن البغوی کے نام سے مشہور تھے۔ خواص گروہ صوفیہ کے مشائخ و علماء مین سے تھے ان کے وقت مین طریقت کی عمدگی اور کلام کی لطافت مین ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ سری سقطیؒ اور محمد بن القصاب کی صحبتوں مین رہے اور جنیدؒ کے ہمسرون مین سے تھے ۲۹۵ھ دوسو پچانوے ہجری مین دار فانی سے اُنھون نے رحلت کی یہ کہتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ مین دو چیزین عزیز الوجود ہین۔ ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور ایسا عارف جو حقیقت کی باتین بیان کرتا ہو۔ حق سے ملنا اوس کے غیر سے بچھڑنا ہے اور اوس کے غیر سے بچھڑنا اس سے ملنا ہے۔ تصوف نہ رسوم ہین نہ علوم اخلاق ہین جس نے اللہ تعالیٰ کو دنیا مین نہ پہچانا وہ اوس کو آخرت مین بھی نہ پہچانے گا۔ جب سے مین نے اپنے رب کو پہچانا نہ کسی چیز کی خواہش ہوئی اور نہ کوئی چیز بھلی معلوم ہوئی۔ جس شخص کو غیر اللہ سے میل جول رکھنے اور اون کی طرف مائل ہوتے دیکھو اوس کے پاس نہ پھٹکو اور جس کو تصدیے سُنتے دیکھو اور خوشحالی کی طرف جھکتے دیکھو اُس سے بھلائی کی امید نہ رکھو اور فقیر و غنین سے جسکو سماع کے وقت قلب سے غافل پاؤ۔ اوسکو متہم ٹھیراو۔ ہر چیز کے لئے ایک عذاب ہے اور عارف کیلئے اوسکا ذکر سے منقطع ہوجانا عذاب ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے بھلائی زائل ہوگئی اس مین صواب خطا ہوگیا۔ اور دوستی ساوٹ رہ گئی ہے ان کے اور خلیفہ معتضد کے درمیان مین جب وہ واقعہ ہوا جو مشہور ہے تو بیاس خوف سے کہ مبادا کسی کام مین لوگ ان سے معتضد کے نام کی سفارش چاہین بصرہ چلے گئے اور وہین رہے اور

(۱۶۷) ابوالحسین احمد بن محمد نوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کا مولد و منشا بغداد تھا اور ابن البغوی کے نام سے مشہور تھے۔ خواص گروہ صوفیہ کے مشائخ و علماء مین سے تھے اِن کے وقت مین طریقت کی عمدگی اور کلام کی لطافت مین ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ سری سقطیؒ اور محمد بن القصاب کی صحبتوں مین رہے اور جنیدؒ کے ہمسرون مین سے تھے سنہ ۲۹۵ھ دو سو پچانوے ہجری مین دار فانی سے انھون نے رحلت کی یہ کہتے تھے کہ ہمارے اِس زمانہ میں دو چیزین عزیز الوجود ہین۔ ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور ایسا عارف جو حقیقت کی باتین بیان کرتا ہو۔ حق سے ملنا اوس کے غیر سے بچھڑنا ہے اور اوس کے غیر سے بچھڑنا اس سے ملنا ہے۔ تصوف نہ رسوم ہین نہ علوم اخلاق ہین جس نے اللہ تعالیٰ کو دنیا مین نہ پہچانا وہ اوس کو آخرت مین بھی نہ پہچانیگا۔ جب سے مین نے اپنے رب کو پہچانا نہ کسی چیز کی خواہش ہوئی اور نہ کوئی چیز بھلی معلوم ہوئی جس شخص کو غیر اللہ جس سے میل جول رکھنے اور اون کی طرف مائل ہوتے دیکھو اوس کے پاس نہ پھٹکو اور جس کو قصیدے سُنتے دیکھو اور خوشحالی کی طرف جھکتے دیکھو اُس سے بھلائی کی امید نہ رکھو اور فقیر و غنین سے جسکو سماع کے وقت قلب سے غافل پاؤ۔ اوسکو متہم ٹھیراؤ۔ ہر چیز کے لئے ایک عذاب ہے اور عارف کیلئے اوسکا ذکر سے منقطع ہوجانا عذاب ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے بھلائی زائل ہوگئی اس مین صواب خطا ہوگیا۔ اور دوستی بناوٹ رہ گئی ہے اِن کے اور خلیفہ معتضد کے درمیان مین جب وہ واقعہ ہوا جو مشہور ہے تو بایں خوف سے کہ مبادا کسی کام مین لوگ اِن سے معتضد کے نام کی سفارش چاہین بصرہ چلے گئے اور وہین رہے اور

پیرتے تھے۔ اِن کا قول ہے کہ جس کے نزدیک مدح و ذم دونوں برابر ہوں وہ زاہد ہے اور جو فرضوں کے اول وقت مین ادا کرنے کی پابندی کرے وہ عابد ہے اور جو کل کاموں کو اللہ سبحانہ، و تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہو وہ مُوحّد ہے۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ تم ایسے شخص کی نسبت کیا کہتے ہو جو بغیر توشے کے جنگل مین چلا جاوے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو مردانِ خدا کا کام ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر مر جائے؟ انہون نے کہا کہ خون بہا قاتل پر ہے۔ اور اِن کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے غیرت سے کسی کے لئے اپنے تک پہنچنے کی راہ نہ بتائی۔ اور نہ اپنے تک پہونچنے سے کسی کو ناامید کیا اور خلق کو سمندر میں چھوڑ دیا۔ پس لوگ گمان کے سمندر مین گھوڑے دوڑاتے ہین اور ڈوبتے ہین۔ پس جس نے یہ گمان کیا کہ وہ واصل ہے اوسکو جدا فرماتا ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ وہ جدا ہے اوسکو واصل بناتے ہین اسلئے نہ اُس تک رسائی ہے نہ اُس سے مفر ہے اور وہ ناگزیر ہے۔ اور جس کی ہمت موجودات پر بلند ہوئی وہ اون کے موجد تک پہنچا اور جسنے حق کے سوا کسی چیز پر اپنے آپ کو ٹھیرایا حق اوس کے ہاتھ نہ آیا کیونکہ اوسکا رتبہ اس سے کہین زیادہ بلند ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی کا شریک ہونا پسند فرمائے۔ اور اگر کوئی شخص میرے سامنے اللہ تعالیٰ کا گناہ کرے اور اوسکے بعد میرے اور اوسکے درمیاں میں ایک دیوار کی آڑ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی گنجائش نہین دی ہے کہ میں اُس کی نسبت توبہ کرنے کا اعتقاد رکھون کیونکہ احتمال موجود ہے کہ اوسنے توبہ کر لی ہو۔

(۱۶۹) ابو محمد رویم بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بغدادی الاصل اور بغداد کے مشائخ مین سے اور داؤد اصفہانی کے مذہب کے فقیہ

تو ےسنہ ۳۰۲ تین سو تین ہجری میں اس دار ناپائدار کو انہوں نے خیرباد کہی اور شونیزیہ میں دفن ہوئے۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ حکمت کی بات یہ ہے کہ احکام مین اپنے بھائیون کے لئے گنجایش نکالدے اور اپنے آپ پر تنگی کرے کیونکہ اون کے لیے وسعت نکالنے مین علم کی پیروی ہے اور اپنے آپ پر تنگی کرے مین پرہیزگاری ہے جو مرید راہ خدا مین اپنی جان پر نکسل جائے اوسکو وہ شمار مین۔ لیتے اور کہتے تھے کہ وہ تو جان پر کھیلے بغیر نہین ملتا۔ پس اگر تم سے یہ ہو سکتا ہو تو آؤ اور نہین تو حکیمی چیڑی باتوں پر نہ جاؤ ان کا قول ہے کہ جو شخص اس قوم کے ساتھ بیٹھا اور اس نے کسی ایسی بات میں جو ان کے نزدیک متحقق ہے اِن کی مخالفت کی اوسکے دل سے اللہ تعالیٰ ایمان کا نور نکال لیتا ہے۔ اور صوفیہ جبتک الگ الگ رہین گے اچھے رہین گے اور جب آپس مین ملجائین گے ہلاک ہو جائین گے۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ محبت کیا شئے ہے انہوں نے کہا کہ سارے احوال مین موافقت اور شعر پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے۔ ؎

اگر کہا مجھے مرجا۔ مین ہو گیا مردہ	پیام مرگ کو سمجھا مین جانفزا مژدہ

ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ انہون نے کہا کہ جسکی نفسانی خواہش اُسکا دین ہوا اور حرص کی بدبختی اوسکی ہمت نہ ہو۔ ایسکو کا پرہیزگار رہو اور نہ مکھراہوا عارف کردگار رہو اوس کا کیا حال ہوگا۔ اِن کا قول ہے کہ عارف کا ایک آئینہ ہوا کرتا ہے کہ جب اُسکو دیکھتا ہے اوسکو اپنے مولیٰ جل وعلا کی تجلی نظر آتی ہے ؎

دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور کہتے تھے کہ مجھے بیس برس ہو گئے ہین جب سے اُسوقت تک کہ سامنے آئے کھانے کا خیال دلمین نہیں آتا۔ اور مین بیس سال سے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا ہون

(۱۷۰) ابو عبد اللہ محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ

اصل مین بلخ کے تہے مگر مذہب کے باعث وہان سے نکالے گئے اور سمرقند آئے اور اسی کو انہون نے اپنا وطن بنایا اور ۳۱۹ھ تین سو انیس ہجری مین انکو سفر آخرت پیش آیا۔ خراسان کے بڑے مشایخ میں سے تہے اور احمد بن خضرویہ بلخی وغیرہ بزرگون کی صحبتیں پائی تہین اور ابو عثمان حیری کا میلان جسقدر ان کی طرف تہا اوسقدر اور بزرگان طریقت کی طرف نہ تہا اور وہ کہا کرتے تہے کہ اگر مین اپنی آپ مین قوت پاتا تو اپنے بہائی محمد بن فضل کے پاس جو مردان خدا کے دلال تہے جاتا۔ ان کے اقوال یہ ہین۔ تمہارا پیٹ دنیا ہے۔ اسلئے اپنے پیٹ کے متعلق جس قدر تمہارا زہد ہو اوسیکے مطابق دنیا مین زہد کرو۔ اوس شخص سے تعجب آتا ہے جو جنگلوں کو کعبہ و حرم تک اس واسطے پہونچنے کے لئے قطع کرتا ہے کہ وہاں انبیاء علیہم السلام کے آثار ہین اور اپنے نفس اور اوسکی خواہش کو اپنے دل تک اسواسطے پہونچنے کے لئے قطع نہین کرتا کہ اوس میں اوس کے پروردگار کے آثار ہین ؎

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید	معشوق من اینجاست بیائید بیائید

جب تم مرید کو دنیا اور اوس کے سامانون کی زیادتی چاہتے دیکہو تو سمجہ لو کہ یہ اوس کے ادبار کی علامت ہے۔ اسکو بدبختی سمجہنا چاہتے کہ بدہ کو صالحین کی صحبت نصیب ہو اور وہ اون کا احترام نہ کرے اور روایت ہے کہ بلخ والون نے جب ان کو اوس شہر سے نکالا تو انہون نے ان کے حق مین بددعا کی اور کہا کہ خداوندا ان کو صدق سے محروم رکہ چنانچہ ان کے بعد کبہی بلخ سے کوئی اہل صدق نہ نکلا ؎

(۱۷۱) ابو بکر نصر بن احمد بن نصر دقاق کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمتہ

جنیدؒ کے ہمسرون اور مصر کے بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے کنانی کا قول ہے کہ جب دقاق نے وفات پائی تو فقیرون کی حجت اون کے مصر میں داخل ہونیکے متعلق منقطع ہوگئی۔ ان کے اقوال یہ ہین۔ تین چیزین مرید کی آفتیں ہین بیاہ کرنا۔ حدیثیں لکھنا اور مخالف سے ملنا جلنا اس کام کی صلاحیت صرف وہی لوگ رکھتے ہیں۔ جنھون نے رضا و تسلیم کے ساتھ اپنی روحون کی جھاڑو سے گھورون کو صاف کیا ہے اس کا بیان ہے کہ ایکمرتبہ مجھے پیاس لگی تھی کہ ایک سپاہی سامنے آیا اور اس نے مجھے پانی پلایا اوس کے دل کی قساوت تیس برس تک میرے دل مین رہی۔

(۱۷۲) ابو عبداللہ عمرو بن عثمان مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحبت مین جنید رحمہ اللہ کی طرف انتساب رکھتے تھے اور ابو عبداللہ ناجی و ابو سعید خراز وغیرہما بزرگوں سے ملے تھے ایسے وقت مین قوم صوفیہ کے شیخ اور اصول و طریقت میں اس گروہ کے امام تھے۔ ان کے کلام مین جو بیان ہین۔ اور محمد بن اسمٰعیل بخاری سے حدیثین روایت کرتے ہین۔ سنہ ۲۹۱ دو سو اکیانوے ہجری مین اونھون نے کعبہ مقصود کی راہ لی۔ ان کے اقوال یہ ہین۔ کل گنہگارون اور نافرمانون پر خواہ اون کے گناہ چھوٹے ہون خواہ بڑے توبہ فرض ہے اور توبہ کے ترک کیواسطے کسی کے پاس کوئی عذر نہین ہے جو حسن چمک۔ دمک۔ رونق۔ روشنی۔ یا جمال۔ صورت۔ نور۔ شخص یا خیال تمہارے دل میں وہم کے ذریعہ سے آئے یا غور و فکر سے سوجھے یا

یا تمہارے دل کے معارضات مین کہتکے اللہ عزوجل ان سب کے خلاف ہے وہ بڑا ہی

جلال اور بڑائی اور عظمت والا ہے۔ جو لوگ اپنے دین پر صبر نہین کرتے اللہ تعالی نے اونکو

کفار کی خبر کے پیرایہ میں زجر و توبیخ فرمائی ہے۔ قالوا امشوا واصبروا علیٰ اٰلھتکم

پس ایمان والون میں جو شخص اپنے دین پر صبر کرنا چھوڑدے اوس کو جھڑکی دیگئی ہے۔

نقل ہے کہ اونہون نے حسین بن منصور حلاج کو ایکدن کچھ لکھتے ہوئے دیکھا اور اون سے

پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اونہون نے کہا کہ یہ قرآن کا جواب لکھ رہا ہون۔ اسپر اونہون نے اون کے

لئے بددعا کی اور اون کو چھوڑ کر چلے گئے بزرگون نے کہا ہے کہ حلاج پر جو کچھ بلا و مصیبت

آئی وہ اسی کا اثر تھا

(۱۷۳) ابوالحسن سمنون بن حمزہ خواص رحمۃ اللہ تعالی

اونہون نے اپنا نام سمنون کذاب رکھا تھا سری سقطی وغیرہ کی صحبتین پائی تھین محبت کے

متعلق ان کی باتین بہت ہی نادرہ ہوتی تھین۔ یہ بہت بڑے بزرگان طریقت مین سے

تھے اور جیسا کہا گیا ہے ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ کے بعد انہون نے قضا کی۔ ان کے

کلمات مین سے ہے کہ کسی چیز کی تعبیر اوس سے کیجاتی ہے جو زیادہ تر نرم ہو اور محبت سے

نرم تر کوئی چیز نہین ہے پھر اوسکی تعبیر کس سے کی جائے۔ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کہتے

ہین کہ مین نے ایکدن سمنون کو دیکھا کہ دجلہ کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے ہین اور اون کے ہاتھ

ع۔ یہ سورۂ ص (پارہ ۲۳) کی چھٹی آیت میں سے ہے اور اس طور پر ہے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِھَتِکُمْ ۔ اور کافروں میں کے چیدرو دار لوگ یہ کہکر چل کھڑے ہوئے کہ چلو جی (اسکی نہ سنو) اور اپنے معبودوں پر جمے رہے۔ ۱۲

مین ایک لکڑی ہے جس سے اپنی پنڈلی اور رانو کو مار رہے ہین یہانتک کہ گوشت نکل آیا ہے اور اس مضمون کے شعر پڑھ رہے ہین ؎

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	کہ با او گفتمے ہر مشکلے بود
زمن ضائع شد اندر کوے جانان	چہ دامنگیر یارب منزلے بود
بحال این پریشان رحمت آرید	کہ وقتے کاروان کاملے بود

ایک مرتبہ اِن سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے۔ تو انہون نے کہا کہ تصوف یہ ہے کہ تمہاری ملکیت مین کوئی چیز ہو اور نہ تم کسی چیز کی ملکیت مین ہو الکامیاں ہے کہ مین ایک ایسے فقیر سے ملا جس نے ایک لکڑی مین جلا کر کے اپنا نشیمن بنایا تھا اور تیس برس سے سمندر مین رہا کرتا تھا۔ مین نے اُس سے کہا کہ سمندر مین سب سے تعجب انگیز جو چیز تم نے دیکھی ہو اوسکو بیان کرو۔ اوس نے کہا کہ ایک رات کو سمندر مین جہان مین تھا بڑے زور و شور سے آندہی آئی یہانتک کہ سمندر مین تاریکی چھا گئی اس سے مجھے سخت وحشت ہوئی۔ اور مین نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کوئی ایسی چیز بھیجے جس سے میری وحشت دور ہو۔ دیکھتا کیا ہون کہ ایک بڑا سا اژدہا منہ کھولے ہوئے چلا آتا ہے اور مجھکو کسی نے لکڑی پر سے اوس کے سامنے پھینکدیا۔ مین اوس کے منہ کے اندر چلا گیا اور اوس کے ایک دانت پر جا بیٹھا اور وہین دو رکعتین نماز کی پڑہین۔ پھر تو ساری وحشت ہوا ہو گئی اور مجھے اعلیٰ درجہ کا اُنس حاصل ہوا۔

؎۱۔ عربی کے تین شعر جو اصل کتاب مین ہین اون کے مضمون حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ کے اشعار مندرجہ بالا سے بالکل ملتے ہوئے ہیں اسلئے میں نے بجائے ترجمہ کے یہی اشعار نقل کر دیئے۔ مترجم

(۱۷۴) ابو عبید بسری رضی اللہ عنہ و رحمہ

یہ بزرگان قدیم مین سے اور ابو تراب نخشبی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ان کے کلمات مین سے ہے کہ علت نہین آتی ہے مگر امن ہی سے اور فراوانی نہین ہوتی مگر پرہیز سے بہت سے لوگون نے پرہیز کیا وہ بچ گئے اور بہت سے بے غم ہو بیٹھے وہ ہلاک ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف زبان سے بغیر دل کے رہا ہے۔

(۱۷۵) ابو علی حسن بن علی جوزجانی رحمہ اللہ

خراسان کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے۔ علم اوفاق۔ ریاضات و مجاہدات اور معارف مین ان کی مشہور تصنیفات ہین۔ محمد بن علی ترمذی و محمد بن فضیل کی صحبتون سے فیضیاب ہوئے تھے۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ بندہ کی سعادت کی علامتین یہ ہین۔ طاعت کا اسپر آسان ہونا۔ اپنے افعال مین سنت کی موافقت کرنی نیکو کارون سے محبت رکھنی۔ بھائیون کے ساتھ اخلاق کی نگہداشت کرنی اپنی بھلائی کو وقف خلق اللہ کر دینا مسلمانون کے کام مین غمخواری کرنا اور اپنی اوقات کو نگاہ رکھنا اور بندہ کی شقاوت کی علامتین یہ ہین۔ کہ ان تمام صفات کے برعکس ہو اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ترین آبادترین۔ اور شبہہ سے دور ترین راستہ یہ ہے کہ قول فعل عزم قصد اور نیت سے سنت کی پیروی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وان تطیعوہ تھتدوا[عـ۱] (اور اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہ جا لگو گے۔) اس یران سے کسی نے پوچھا کہ پیروی

[عـ۱] سورہ نور (پارہ ۱۸ رکوع تیرا) کی (۵۴) آیت میں واقع ہے۔ مترجم۔

سنت کی کیا سبیل ہے۔ اُنھون نے کہا کہ بدعتوں سے کنارہ رہنا اور صدر اول کے علماء اسلام نے جسپر اتفاق کیا ہے اوس پر چلنا اور کلام کی مجلسون اور کلام والون سے دور رہنا اور جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہین اون کے اقتدار کے طریق کو ہاتھ سے جانے دینا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا اور ساری مخلوق غفلت کے میدانون مین گھوڑے دوڑاتی ہے اور گمانون پر اعتماد کرتی اور اپنے نزدیک سمجھتی ہے کہ واقعیت پر چلے کہاتی اور مکاشفہ سے گفتگو کرتی ہے۔

(۱۷۶) ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ

بادشاہون کی اولاد مین سے تھے۔ ابوتراب نخشبی و ابوعبید بسری کی صحبتون سے بہرہ اندوز ہوئے تھے۔ اور بڑے مردان خدا اور اس گروہ کے علماء مین سے تھے۔ ان کے بہت سے مشہور رسالے ہین۔ اِن کے اقوال مین سے ہے کہ جو شخص تمہاری صحبت مین رہے اور جو چیز اوسکو پسند ہو اوس مین تمہاری موافقت کرے اور جو اوس کو ناپسند ہو اوسمین تمہاری مخالفت کرے اوسے صرف اپنی نفسانی خواہش کیلئے تمہاری صحبت اختیار کی ہے اور تمہاری صحبت سے وہ دنیاوی راحت ہی کا طالب ہے اور کچھ نہین فضیلت والون کی فضیلت اوسی وقت تک ہے جبتک اون کی نگاہ اوس پر نہو اور جہان اون کی نگاہ اوس پر پڑی وہ فضیلت نہ رہی اور ولایت والون کی ولایت اوسی وقت تک ہے کہ اوس کو وہ دیکھین اور جہان اُنھون نے اوس کو دیکھا اُن کی ولایت رخصت ہوئی۔ کسی

ع۵ واتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا اور ابراہیم کے مذہب پر چلیا ہے جو ایک خدا کے ہو رہے تھے۔

(دیکھو ۱ پارہ ۵ رکوع ۵ سورہ نساء آیت ۱۲۵ مترجم)

عبادت کرنے والے کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ولیون کی محبت رکھنے سے بڑھ کر نہین ہے اور جب اوس نے اللہ کے ولیون کو دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جب اولیاء اللہ نے اوس سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے اوس سے محبت کی۔ کوئی شخص ایسے آپ پر ہین بہولتا مگر اوسی صورت مین کہ وہ اپنے پروردگار سے محجوب ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ مین جب عالم ایسے علم کی تاریکی مین آگیا ہے تو پہیر جاہل کا جو اپنی جہالت کی تاریکی سے نکلا ہی نہیں ہے کیا پوچہنا ہے۔ مگر ہان علم کی تاریکی زیادہ تر گہری ہوتی ہے کیونکہ اوسنے علم کے نور کو ڈہانک لیا ہے۔

(۱۷۷) ابویعقوب یوسف ابن حسین رازی رضی اللہ عنہ

ایسے زمانہ مین آئے اور کوہستان کے پیر اور عالم ادیب تہے۔ اِن کا طریقہ دولت وعزت سے دست بردار ہونا۔ سادات سے باز آنا اور اخلاص برتنا تہا۔ اونہون نے ذوالنون مصری وابوتراب نخشبی کی صحبتون کی برکتین پائی تہین سنہ ۳۳۴ تین سو چونتیس ہجری مین مصر آخرت کے عزیزون مین شامل ہو گئے۔ ان کے اقوال مین سے ہے کہ جب اس قوم کو معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اون کو دیکہتا ہے تو اوس کی نگاہ سے اون کو یہ شرم آئی کہ اوسکے سوا اور کسی کو اپنی نگاہون مین رکہین۔ یہ دعا مین کہا کرتے تہے کہ خداوندا ہم تیری نعمت کی کہیتیوں کی روئیدگی ہین اس لئے ہمکو اپنی ناراضی کی درانتی سے نہ کاٹ۔ اِن کا قول ہے کہ دنیا سے سب سے زیادہ رغبت رکہنے والے وہی ہوتے ہین جو اوس کی برائیان دنیادارون کے سامنے بیان کرتے ہین کیونکہ اوس کی خدمت کرنی تو اون کا پیشہ ہے۔ مگر کیا ہی بُرا پیشہ ہے کہ دنیا دارون کو تو اوس سے پرہیز کرنے کو کہے اور پہر اوسی جلسہ مین اوسی دنیا کو خود اون

سے لے یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے صومیون کی آفتون کو جو دیکھا تو اصداد کے ساتھ
میل عمل اور عورتون کی طرف میلان میں ساری آفتین ہیں۔ اوران کا قول ہے کہ
ایک طغیان (حد سے گذر جانا) دنیا کا ہوا کرتا ہے اور ایک علم کا۔ اس لئے جو کوئی علم کے
طغیان سے رہائی حاصل کرنا چاہے اوسکو عبادت کی پابندی چاہیئے اور جو مال کے
طغیان سے مخلصی چاہے اوس کو زہد اختیار کرنا چاہیئے۔ اور ادب سے تم علم کو سمجھو گے
علم سے تمہارا عمل درست ہوگا۔ عمل سے تمکو حکمت حاصل ہوگی حکمت سے تم کو زہد
ملے گا اور اُس کی توفیق ہوگی۔ زہد سے تم دنیا کو چھوڑو گے۔ دنیا کے چھوڑنے سے تمکو آخرت
کی رغبت ہوگی۔ اور آخرت کی رغبت سے اللہ عز وجل کی خوشنودی ہاتھ آئیگی اور حدیث شریف
اَرِحْنَا بِھَا یَا بِلَالُ کے معنی مین انہون نے کہا ہے کہ تو ہمکو بذریعہ نماز کے دنیا کے
شغلون اور دنیا کی باتون سے راحت دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم
مبارک کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔ اور اگر تم عاقل و احمق مین تمیز کرنا چاہو تو اُن ہوتی چیز کا
ذکر کرو اگر مان لے تو سمجھ جاو کہ احمق ہے۔ اور جب تم مرید کو رخصتون اور علوم کی زائد چیزون
میں مشغول دیکھو تو جان لو کہ اس سے کچھ نہیں ہوسکا اور جو شخص توحید کے سمندر مین
اترا جیسے جیسے زمانہ گذرتا جائیگا اوس کی پیاس بڑہتی ہی جائیگی۔ اور خواص کی توحید یہ ہے
کہ اپنے باطنی وجدان و قلب سے گویا اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور اوس کی تدبیر کے
تصرفات اور اوس کی قدرت کے احکام اوس پر جاری ہین اور یہ اپنے آپ سے
فنا ہوکر اور اپنے حس سے چھٹکر اسطور پر کہ اللہ سے جو مراد اِس کی ہو اوس مین بذریعہ حق
کے قایم ہوکر اوس کی توحید کے سمندر مین ڈوبا ہوا ہو پس وہ اللہ کا حکم اوس پر جاری
ہوے مین ویسا ہی رہتا ہے جیسا اپنی ہستی سے پہلے تھا۔ اور ہر اُمت مین ایک

امامت ہوا کرتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہی بس اگر اس امت مین کوئی امانت ہے تو وہ صوفیہ کا فرقہ ہے۔ یہ جب قرآن سنتے تو ایک قطرہ آنسو بھی ان کی آنکھ سے نہ نکلتا تھا مگر جب کوئی شعر سنتے تھے تو انپر قیامت آجاتی تھی اور حاضرین کی طرف رخ کر کے کہتے تھے کہ لڑکے والے جو کہتے ہیں کہ یوسف بن حسین زندیق ہے تو وہ معذور ہین۔

(۱۷۸) ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ

ابو تراب نخشبی رح کی ملاقات اور ابو عبداللہ بن جلا اور احمد بن خضرویہ کی صحبت سے مستفید ہوئے تھے اور خراسان کے بڑے بزرگوں مین سے تھے۔ اِن کی مشہور تصنیفات اور حدیث کی کتابین یادگار ہین۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے ایک حرف بھی نہ پہلے سے سوچکر اور نہ اس غرض سے لکھا کہ یہ مولفات میری طرف منسوب ہوں بلکہ جب مجہپر وقت گران گذرتا تھا تو مین اس سے اپنا دل بہلاتا تھا۔ ایک مرتبہ اُن سے مخلوق کی صفت پوچھی گئی تو کہا کہ عجز مبین وادعاے کثیر۔ ان کا قول ہے کہ جو آدم کے فرائض مین فروتنی و تسلیم داخل ہے اور آدمی کا عیب اِس سے بڑہ کر اور کیا ہوگا کہ جو چیز اوسکو ضرر کرے اسی سے خوش ہو اور موحدون کو اللہ تعالیٰ نے جو پنجگانہ نمازون کی دعوت دی ہے تو اس کا باعث اوس کی رحمت ہے جو ان کے حال پر ہے اور اُن کے لئے اوس نے ان نمازون مین طرح طرح کی مہمانی کا سامان کر رکھا ہے تاکہ بندہ کو ہر قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی بخششون مین سے کچھ حصہ ملے پس افعال بمنزلہ کھانے کی چیزون کے ہین اور اقوال گویا پینے کی چیزین ہین اور وہ وحدانیت کے عرش ہین۔ ان کا قول ہے کہ بچون کی درستی کے لئے مکتب

امانت ہوا کرتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہے پس اگر اس امت مین
کوئی امانت ہے تو وہ صوفیہ کا فرقہ ہے۔ یہ جب قرآن سنتے تو ایک قطرہ آنسو بھی ان
کی آنکھ سے نہ نکلتا تھا مگر جب کوئی شعر سنتے تھے تو انپر قیامت آجاتی تھی اور حاضرین کی
طرف رخ کر کے کہتے تھے کہ رشے والے جو کہتے ہیں کہ یوسف بن حسین زندیق ہے تو
وہ معذور ہین۔

(۱۷۸) ابو عبداللہ محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ

ابو تراب نخشبیؒ کی ملاقات اور ابو عبداللہ بن جلاء اور احمد بن حضرویہ کی صحبت سے مستفید
ہوئے تھے اور خراسان کے بڑے بزرگوں مین سے تھے۔ ان کی مشہور تصنیفات اور
حدیث کی کتابین یادگار ہین۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے ایک حرف بھی نہ پہلے سے
سوچکر اور نہ اس غرض سے لکھا کہ یہ مولفات میری طرف منسوب ہوں بلکہ جب مجھپر وقت
گران گذرتا تھا تو مین اس سے اپنا دل بہلاتا تھا۔ ایک مرتبہ ان سے مخلوق کی صفت
پوچھی گئی تو کہا کہ عجز مبین وادعاے کثیر۔ ان کا قول ہے کہ خدام کے فرائض مین فروتنی و
تسلیم داخل ہے اور آدمی کا عیب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جو چیز اوسکو مسرور کرے اسی
سے خوش ہو اور موحدون کو اللہ تعالیٰ نے جو پنجگانہ نمازون کی دعوت دی ہے تو اس کا
باعث اوس کی رحمت ہے جو ان کے حال پر ہے اور ان کے لئے اوس نے ان نمازون
مین طرح طرح کی مہمانی کا سامان کر رکھا ہے تاکہ بندہ کو ہر قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی بخششون
مین سے کچھ حصہ ملے پس افعال بمنزلہ کھانے کی چیزون کے ہین اور اقوال گویا پینے کی
چیزین ہین اور وہ وحدانیت کے عرش ہین۔ ان کا قول ہے کہ بچون کی درستی کے لئے مکتب

وہ بدعتی ہوا اور جس نے زہد و ورع کو چھوڑ کر فقہ پر قناعت کی وہ فاسق ہوا اور جو ان سب امور کا جامع ہوا اوس نے رہائی پائی۔ ان کا قول ہے کہ بدکاروں کی انکساری نیکوکاروں کی اکڑ تکبر سے افضل ہے۔ خلق اللہ میں عوام وہی ہیں جن کے سینے نے کینہ اعمال اچھے اور زبانیں و تر نگاہیں پاک ہیں اور جو لوگ ان باتوں سے خالی ہیں وہ عوام میں دونوں میں سے ہیں۔ جب علما بگڑے تو نیکوکاروں پر بدکار مسلط ہوں پر کھار سچوں پر جھوٹے۔ اور خلوص والوں پر ریاکار غالب آ گئے اور سارا دین برباد ہو گیا کیونکہ علماء ہی ناگین ہیں۔ جب نفسانی خواہش غالب ہوگی دل تاریک ہوگا اور جب دل تاریک ہوگا سینہ تنگ ہوگا اور جب سینہ تنگ ہوگا خلق بُرا ہوگا اور جب خلق برا ہوگا تو اوس کو خلق دشمن رکھے گی اور یہ بھی اون کو دشمن رکھے گا اور اون پر ظلم کرے گا پھر تو وہ شیطان ہو جائیگا۔ مخالفت عداوت کو اُبھارتی ہے اور عداوت سے بلا نازل ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے نفس پر عاشق ہوگا۔ ضرور غرور کینہ ذلت و رسوائی اوس پر عاشق ہوگی۔ اگر تم زاہدوں کے طریقہ کا مزہ لینا چاہتے ہو تو حُبِ ریاست اور نفس کی برتری سے سخت پرہیز کرو۔ اور اگر کوئی شخص علما جیسا علم اور سمجھ والوں جیسی سمجھ رکھتا ہو اور کل جادوگروں کا جادو جانتا ہو تو بھی وہ اپنے نفس کے عیبوں میں سے ایک کو بھی چھپانے کی قدرت نہیں رکھتا مگر اوس صورت میں کہ ایسے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں راستی برتتا ہو۔

(۱۸۰) ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ اہل بغداد میں سے تھے اور ذوالنون مصری سری سقطی بشر حافی وغیرہ بزرگوں کی صحبتوں میں رہے تھے اور قوم کے اماموں اور بہت بزرگ مشائخوں میں سے تھے۔

کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس نے فنا و بقار کے علم مین زبان کہولی وہ ابوسعید خراز
تہے۔ ۲۹۷ھ دوسوستانوے ہجری مین عالم فنا سے ملکِ بقا کو روانہ ہوئے۔ اِن کے
اقوال یہ ہین۔ اللہ تعالیٰ نے ولیون کی روحون کو اپنے ذکر سے لذت اوٹہانے اور اپنے قرب
مین ہیونچنے کی اور اون کے جسمون کو جوکچہ بہی میسر آجائے اوس سے آرام حاصل
کرنے کی پوری نعمتین عطا فرمائی ہین اس لئے اُن کی جسمانی زندگیان تو جسمانیون کی
سی ہیں اور اون کی دلی زندگیان۔ روحانیون کی سی اور اون کی دو زبانیں ہوتی ہین ظاہری
و باطنی یس ظاہری زبامین تو اون کے جسمون سے کلام کرتی ہین اور باطن کی زبانین
اون کی روحون سے سرگوشیان کرتی ہین۔ عارف ہر چیز سے مدد لیتا ہے مگر جب پہونچ
جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتہہ مستغنی ہوجاتا ہے اور اوس کی ہمت ایسی بلند
ہوجاتی ہے کہ ماسوا ء اللہ پر نہین ٹہیر سکتا اور لوگ اوسکے محتاج ہوتے ہین۔ صفات مین
نفس کی مثال ظاہر صاف ٹہیرے ہوئے پانی کی ہے کہ جب اوسکو حرکت دوگے
تو جوکچہ گار اوسکے نیچے ہے وہ ظاہر ہوجائیگی۔ اسیطرح مصیبت فاقہ اور اُس کی خواہشون
کی مخالفت کے وقت اوس کا رتبہ ظاہر ہوجاتا ہے اور جو شخص اسکو نہین جانتا کہ اُس
کے نفس مین کون سے صفات دبے پڑے ہین وہ کیونکر اپنے پروردگار کی معرفت
کا دعویٰ کرتا ہے عارفین اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں جنہین اللہ تعالیٰ نے علوم غریبہ
واسرار عجیبہ امانت رکہے ہین۔ اِن مین وہ ابدی زبان سے گفتگو کرتے ہین اور ازلی عبارتون
مین اُن کی خبرین بیان کرتے ہین۔ اگر اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی حفاظت میں
نہ لیتا تو جو حالت پہاڑ کی ہوئی وہی اِن کی بہی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ[ع]

ع جو لوگ اسکو استنباط کرسوالا کہو ونکالنے والے ہیں اُس خبر کی حقیقت کو معلوم کرلیتے (دیکھو سورہ نساء کی آیت ۸۳ (پارہ ۵ رکوع ۸)

کے متعلق وہ کہتے تھے کہ استنباط کرنیوالا وہی شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ غیب کو دیکھتا رہتا ہے
پس نہ کوئی چیز اُس سے غائب ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اُس سے چھپی رہتی ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ کے قول لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ؏ کے بارہ مین وہ کہتے تھے کہ "متوسّم" وہی شخص ہے
جو "وسم" (یعنی نشانی) کو پہچانتا ہے اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جو سویدا ے قلب کی بات
کو جانتا اور استدلال و علامات کو پہچانتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے دوستون اور اللہ تعالیٰ
کے دشمنون مین تمیز کرتا ہے۔ جب اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے بندوں مین سے
کسی بندے کو دوست بنائے تو اوس کے لئے اپنے ذکر کا دروازہ کھولدیتا ہے اور
جب ذکر مین اوسکو لذت حاصل ہوتی ہے تو اوس کے لئے قرب کا دروازہ کھولدیتا
ہے پھر اوس کو مجلس انس میں اوٹھا لیجاتا ہے اس کے بعد اوسکو توحید کی کرسی پر
بٹھاتا ہے بعدہٗ اس سے پردہ اوٹھالیتا ہے اور فردانیۃ کے گھر مین لیجاتا ہے اور
جلال و عظمت اوس پر کھولدیتا ہے پس جب اوس کی نگاہ جلال و عظمت پر پڑتی ہے
اپنے بغیر رہ جاتا ہے اور اوس وقت وہ بندہ فانی ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت
مین آجاتا اور اپنے نفس کے دعوون سے بری ہوجاتا ہے۔ اور جس نے توحید کا علم
پایا اور اوس کی تحقیق کا مرتبہ حاصل کیا اوس کا پہلا مقام یہ ہے کہ اوس کے قلب سے
چیزوں کی یاد فنا ہوجائے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ منفرد رہ جائے۔ اور اُسے
پوچھا گیا کہ کیا عارف ایسے حال پر بھی پہونچتا ہے کہ اوس کے اشک خشک ہوجاتے
ہین۔ انھوں نے کہا کہ ہان رونا تو اوسوقت آتا ہے جب اللہ عزوجل کی طرف اون

؏ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ کچھ شک نہیں کہ اس میں اُن لوگوں کے لئے جو تاڑ جاتے ہیں۔
نشانیاں ہیں۔ (دیکھو سورۂ حجر آیت ۵۹ تا ۷۵۔ پارہ ۱۴ رکوع ۵)

کی سیر ہوتی ہے مگر جب وہ حقایق قرب کی طرف اترتے اور اللہ تعالی کے احسان
سے وصول کا مزہ چکھتے ہین توان کا گریہ دور ہوجاتا ہے اوراسی لئے آیا ہے کہ اگر رونا نہ
آئے تو ساوٹ سے روؤ یعنی مقام مین تنزل کرو تاکہ چلنے والے تمہاری پیروی کرین۔ ان
کا ایک بیکو کا رلڑکا مر گیا تھا اوس کو انہون نے خواب مین دیکھا اور اوس سے کہا کہ میرے
پیارے بیٹے مجھے کوئی نصیحت کرو۔ اوس نے کہا کہ اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان
کرتہ کو نہ رکھو۔ چنانچہ انہون نے تیس برس تک کرتہ نہ پہنا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ صوفی کو چاہیے
کہ پاکیزہ لباس پہنے خلوت کو نہ چھوڑے اور خوبی کے ساتھ بچا ہوا رہے پس صرف
فاقون ہی کی حالت مین طلب کرے ورنہ وہ اور جوتے دونوں برابر ہین۔ ان کا قول
ہے کہ اللہ عزوجل سے نہایت دور وہ شخص ہے جو معرفت اور قربت کا دعوی کرے۔
اور جس کی طرف سب سے زیادہ اونگلیان اوٹھین وہ سب سے زیادہ اللہ تعالی کے نزدیک
بُرا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایکمرتبہ مین ایک شخص سے ملا جس نے اپنے آپ کو
بڑی سار کہا تھا جب مین نے اُس کو آوار دی کہ او ماد لے کھڑا رہ اوس نے میری طرف
دیکھا اور مجھ سے کہا کہ جانتے ہو مادلا کون ہے مینے کہا کہ نہین۔ اوس نے کہا کہ جو کوئی
قدم ایسا اوٹھائے جس مین وہ اپنے پرو ںگا کو یاد نہ کرے۔ ان کا قول ہے کہ کسی بندہ
کو شرف حاصل نہین ہوتا جبتک کہ ذکر اوس کی غذا اور خاک اوسکا بچھونا نہ ہوجائے
اور صفائے عبودیت پر ناز کرنا نہ چاہیے کیونکہ اسمین ربوبیت کا نسیان ہے اسیر ان
سے کسی نے پوچھا کہ بہر اس سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے انہون نے کہا کہ عبودیت
کے قایم کرنے مین ربوبیت کی کارروائی کو پیش نظر رکھے پس اپنے آپ سے منقطع ہوجائے
اور اپنے پروردگار کے پاس آرام لے تب جاکر استدراج سے بچے گا۔ ان سے پوچھا گیا کہ

فقیرون کی باہمی عداوت اور ایک کی دوسرے کے ساتھ دشمنی کا کیا سبب ہے
حالانکہ ان کے پاس کوئی ریاست نہین ہے انہون نے کہا کہ اللہ تعالی نے اُس کی
نسبت اپنی اس غیرت سے کہ ان مین کا ایک دوسرے سے تسکین پائی یہ مقدر
کردیا ہے لیکن جب ان کو کمال سیر حاصل ہوجاتا ہے تو دشمنی و عداوت چلی جاتی
ہے کیونکہ کامل اس مقام مین مخلوقات مین سے کسی شخص کو ایسا نہیں پاتا جس
پر اپنا غصہ نکالے۔ اور ان کا قول ہے کہ توحید کی پہلی علامت یہ ہے کہ بندہ ہر چیز
سے باہر نکل آئے اور تمام چیزون کو اون کے متولی کیطرف پھیرے یہانتک کہ متولی
کا متولی ہوجائے چیزوں کو اسی مین قایم و حاگزین دیکھنے لگے بعدہٗ اون کو جود اون
سے مخفی اور اللہ سبحانہ و تعالی کے لئے ظاہر کرے۔

(۱۸۱) ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل مغربی رضی اللہ عنہ

ابراہیم خوّاص اور ابراہیم ابن شیبان کے پیر تھے۔ علی ابن رزین کی انہون نے صحبت
اوٹھائی اور ایکسو بیس برس کی عمر پائی تھی اور اپنے پیر علی بن رزین کے ساتھ کوہ طور سینا
پر دفن ہوئے اور ۲۷۹ھ دوسو اُناسی ہجری مین وفات پائی۔ نباتات کی جڑین کھا کر
بسر کرتے اور جس چیز پر آدمی کا ہاتھ پہونچا ہو اوس کو ہاتھ نہین لگاتے تھے ان کا قول
ہے کہ دنیا سے مجرد و فقیر اعمال فضائل مین سے کچھ بھی نہ کرتا ہو ان عبادت کرنیوالون
سے افضل ہے جن کے ساتھ دنیا ہے بلکہ فقیر مجرد کا ذرہ بھر عمل اہل دنیا کے پہاڑ
برابر عمل سے بہتر ہے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالی کے کچھ بندہ ایسے ہین جن کو باطنی
وظاہری علوم سے اوس نے مالا مال کردیا اور اون کو گمنام بنا دیا ہے پس وہ کبھی علماء

مین شمار نہین ہوتے بس یہی وہ لوگ ہین جو امن مین ہین اور یہی راہ پائے ہوئے ہین۔ اور کہتے تھے کہ نہین سمجھا مگر یہی گروہ لیکن جو کچھ سمجھا اوس سے جلگیا اس لیئے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اِن کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ایک صحابی سے میری ملاقات ہوئی۔ اوس نے مجھ سے کہا کہ جب سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گوپھن سے آگ مین پھینکا گیا ہے مین ہوا مین رہتا ہون۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تم تو بنی آدم مین سے ہو پھر ہوا مین کون سی چیز تمکو اوٹھائے رہتی ہے۔ اوس نے کہا کہ اللہ عز و جل پر میرا توکل۔ میں نے پوچھا کہ وہ توکل کیا ہے۔ اوسنے کہا کہ بغیر ایسی آنکھ کے جو جھپکے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے رہنا اور ایسی زبان سے جو حرکت نہ کرے اوس کا ذکر کرنا اور بغیر ایسی روح کے جو غفلت کرے اُسکی مصنوعات مین گشت کرنا۔

(۱۸۲) ابو العباس احمد بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طوس کے فاضل ترین شخص اور بغداد کے ساکن تھے سنہ ۲۹۹ دوسو ننانوے ہجری مین بغداد سے انھوں نے سفر آخرت اختیار کیا۔ حارث محاسبی و سری سقطی وغیرہما کے فیض صحبت سے بہرہ یاب ہوئے اور اس فرقہ کے بڑے مشائخ و علماء مین ان کا شمار ہے۔ اِن کا قول ہے کہ فقیر کو عزلون کا سننا سزاوار نہین ہے مگر اُس صورت مین کہ ظاہر و باطن مین مستقیم قوی الحال اور علم مین امام ہو اور ہم جیسے لوگوں کے لئے اون کا سننا سزاوار نہین ہے۔ کیونکہ ہمارے دل طاعتون سے مالوف نہین ہوئے ہین مگر تکلّف کے ساتھ اور ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے

کہ اگر ہم نے ایک رخصت کو اپنے لئے مباح کیا تو وہ دوسری رخصتوں تک کہین
متعدی نہ ہو جائے۔ جس نے اپنی عقل کے ذریعہ سے اپنی عقل سے اپنی عقل
کے لئے احتراز نہ کیا وہ اپنی عقل کے ذریعہ سے ہلاک ہوا۔ جس کا ادب دینے والا
اوس کا پروردگار ہوا اوس پر کوئی غالب نہوگا۔ زاہد وہی شخص ہے جو اللہ کے ساتھ
کسی سبب کا مالک نہوا۔ مین تو ہمیشہ اپنی ارادت کی ابتدا اور اپنی ہمت کی قوت
اور وصول کی طمع مین اپنے خطرون مین پڑنے کو رویا کرتا ہون اور اب تو مین سستی
کے زمانہ مین اپنے گذرے ہوئے وقتوں پر افسوس کیا کرتا اور صفا روقت کی آرزو
مین مرتا ہون مگر نہین پاتا۔ مومن اللہ تعالٰی کے ذکر سے قوت حاصل کرتا ہے جیسا
کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیش آیا کہ جناب سیدہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
چکی پیسنے مین ساتھ دینے کے لئے ایک خادمہ مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ کو تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل اور تکبیر کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے لئے خادمہ
سے بہتر ہین۔ اور منافق صرف کھانے اور پینے ہی سے قوت حاصل کرتا ہے۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو شخص بغیر حق کے خوش ہوتا ہے اوسکے
لئے وہ خوشی رنج وغم پیدا کرکے رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کوئی شخص ان کے گھر آیا اور
ان کے یہان کی شادی کی دعوت مین بغیر بلائے ہوئے شریک ہوا اوس پر انہون نے
کہا کہ خدا کے لئے مجھپر واجب ہوا کہ مین اس کے لئے اپنے رخسار سے بچھادون تاکہ
وہ ان پر قدم رکھکر کھانے کی جگہہ تک پہونچے۔ چنانچہ اونہون نے اپنے رخسار زمین پر رکھے
اور وہ شخص اُن پر پاؤن رکھکر اپنی نشست تک پہونچا اور یہ کہنے لگے کہ جب ان
جیسا شخص میرے لئے فروتنی کرے اور میری دعوت مین شریک ہو مین اس کا کیا

بدلہ دون یہ کہتے ہین کہ مین نے خواب دیکھا کہ قیامت بپا ہے اور دسترخوان بچھائے گئے ہین اور مین نے اوس پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو مجھسے لوگون نے کہا کہ یہ صوفیون کے لئے ہے۔ مین نے کہا کہ مین بھی اونھین مین سے ہون۔ مجھے جواب ملا کہ تو ان میں سے تھا لیکن حدیث کی کثرت اور ہمسرون سے متمیز ہونیکی محبت نے تجھے صوفیوں کے ساتھہ ملنے سے باز رکھا۔ مین نے کہا کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور بیدار ہوگیا اور اس قوم کے طریق پر توجہ کی اور کہا کہ حدیث کیلئے میرے سوا اور لوگ ہین یہ اپنے یارون سے کہا کرتے تھے کہ خوراک پوشاک اور سونے کی کمی کو لازمی سمجھو کیونکہ مین ابتدا ار مین بالون اور کہجور کے پتون کا کہرالباس پہنتا تھا اور ہر جمعہ کو اپنے پیرون سے جامع مسجد مین جاکر ملتا اور اون کے کلام کی تاثیر سے بیمار ہوکر واپس آتا تھا اور اون کا دیکھنا ہی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک میری غذا تھی نہ کہانے کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ پینے کی۔ ان کا بیان ہے کہ مین ایک مسجد مین پناہ لیا کرتا تھا جس مین ایک بیری تھی اُس پر بلبل کا ایک جوڑا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک بلبل غائب ہوگئی اور دوسری تین دن تک شاخ پر بیٹھی رہی نہ زمین پر اوترکر چگتی تھی اور نہ کچھہ کہاتی پیتی تھی۔ تیسرا دن جب ختم ہونے کو آیا تو اوس کے پاس سے ایک دوسری بلبل گذری اور چہچہائی۔ اور گویا اس غمزدہ کو اس نے یار گم گشتہ کی یاد دلائی اس پر وہ مرکر نیچے گر پڑی۔ ایک روایت مین ہے کہ ان کے پاس چار مرید تھے وہ چارون کے چارون اس نقل کو سنکر مردہ ہوکر گر پڑے۔

(۱۸۳) ابوالحسن علی بن سہل اصفہانی رضی اللہ عنہ

یہ اصفہان کے قدیم بزرگون مین سے ہین۔ جنید رحمہ اللہ سے خط وکتابت رکہتے اور

اون کے ہمسرون مین سے تہے۔ انہون نے ابن مغلان رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور یہ ابوتراب نخشبی رضی اللہ عنہ سے ملے تہے ان کو جب کسی مسلمان کی نسبت معلوم ہوتا تہا کہ اوس پر قرض ہے تو اوس کی لاعلمی مین اوس قرض کو ادا کرادیتے تھے اور دائن مدیون سے آکر کہہ جاتا تہا کہ خدا نے تمہاری طرف سے قرض ادا کردیا لوگون کو اون کے مرنے کے بعد اسکی خبر ہوئی کہ یہ ادا کردیا کرتے تہے۔ ان کا قول ہے کہ جو شخص اپنی ارادت کے اوایل ہی مین درست ہوا وہ اپنی عاقبت کے منتہی مین سلامت نہ رہیگا جس قلب نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اوس پر اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف ٹہیرنا حرام ہوگیا اور اگر ٹہیرے گا تو سزا دیا جائیگا۔ لوگ آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک "قلب قلب" کہتے آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ کوئی شخص مجہ سے بیان کرے کہ وہ قلب کیا چیز ہے مگر مین نہین دیکہتا فقیہہ وہی ہے جو اون چیزون کے تحت مین داخل نہو جو اوس کی طرف منسوب ہون۔ اپنے یارون سے کہا کرتے تہے کہ اون اعمال کی خوبی سے جو باطنی اسرار کے فساد کے ساتھ ہون خدا سے پناہ مانگا کرو۔ ان سے توحید کی حقیقت پوچہی گئی تو انہون نے کہا کہ طرائق سے قریب حقائق سے بعید ہے اور کہا کرتے تہے کہ جب ابتدا مین مجہ پر شوق کا غلبہ ہوا تو کہانے پینے اور سونے سب سے مین باز رہا۔

(۱۸۴) ابو محمد احمد بن محمد بن حسین جریری رضی اللہ عنہ

جنید رضی اللہ عنہ کے بڑے یارون مین سے تہے۔ اور انہون نے سہل بن عبداللہ تستری کی صحبت پائی تہی اور جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد اون کی جگہہ پر اس

سبب سے بیٹھائے گئے کہ اِن کا حال کامل اِن کا طریقہ صحیح اور اِن کا علم بہت بڑا تھا۔
سنہ ۱۳۱۱ تین سو گیارہ ہجری مین روضہ رضوان کی طرف سدہارے اِن کلام ہے کہ جس
پر اوس کے نفس نے غلبہ پایا وہ شہوتون کے حکم کا قیدی اور حرص وہوا کے قیدخانہ کا
محبوس ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اوس کے قلب پر فوائد کو حرام کردیا پس اوس کو اللہ تعالیٰ
کے کلام کی لذت حاصل ہوگی اور تلاوت گو وہ ہر روز ایک ختم کیون نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا ہے۔ سَاَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ یعنی
مین اون کو اپنی آیتوں کے سمجھنے اور اون سے لذت اوٹھانے سے محجوب کردون گا کیونکہ
اونہوں نے نفس۔ وخلق ودنیا کے احوال کی بابت تکبر کیا۔ اس لئے اللہ عزوجل
نے اون کے دلون سے اپنے مخاطبات کی فہم کو پہیر دیا اور اپنی کتاب کے سمجھنے کا
راستہ اون پر بند کردیا اور اپنی نصیحتون سے منتفع ہونا اون سے سلب کرلیا اور اوں کو
اون کی عقلون اور رایون کے قیدخانہ مین ڈالدیا ہے پس طریق حق سے نہ تو واقف
ہیں اور نہ واقف ہونا چاہتے ہین بلکہ اہل حق کا انکار کرتے ہین اور اون کے کلام کی
تحریف کرتے اور اوس کے وہ معنی بیاں کرتے ہین جو اون کا مقصود نہین ہے اور وہ
اوس کو بھول جاتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو صرف اسی لئے علم عطا فرمایا تھا کہ اپنے
آپ کو حقیر سمجھین اور بندون کے سامنے اوس کی عظمت وجلال کا خیال کرکے جس کے
وہ بندے ہین فروتنی کرین۔ اور اِن کا قول ہے کہ جو شخص ایسا ہو کہ اوس کے اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان تقویٰ ومراقبہ حاکم ہو وہ کشف ومشاہدہ تک نہ پہونچے گا کیونکہ جس مین تقویٰ

ف جو لوگ ناحق زمین میں اکڑتے پہرتے ہیں ہم ہی اون کو اپنے احکام سے برگشتہ کئے رہیں گے (دیکھو پارہ
۹۔ رکوع ۷۔ سورہ اعراف آیت ۱۴۶۔ مترجم۔

نہین ہے اوس کا چہرہ چوپٹ ہے اور جس کو مراقبہ نہین ہے وہ حال کے اعتبار
سے سرنگون ہے۔ اِن کا بیان ہے کہ مین مکہ معظمہ سے آیا تو مین سب سے پہلے ابوالقاسم
جنیدؒ کے پاس گیا تاکہ وہ میرے لئے تکلیف نہ کرین چنانچہ مین اون کو سلام کرکے اپنے
گھر چلا آیا۔ مگر صبح کی نماز پڑھ کر جو دیکھتا ہون تو وہ میرے پیچھے کی صف مین موجود ہین مینے
اون سے کہا کہ کل مین آپ کے پاس اسی لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو میری لئے تکلف
نہ اوٹھانی پڑے۔ اس کے جواب مین اہون نے کہا کہ وہ تمہارا احسان تھا اور یہ تمہارا
حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول کُونُوْا رَبَّانِیِّیْنَ کے بارہ مین جریری رحمہ اللہ کا قول ہے
"یعنی اللہ سے سُننے والے اللہ کے قائل ہو کر رہو" اِن کا قول ہے کہ اگر مین ایسے شخص
کو دیکھون جو مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ بیٹھے تو مین اوس کے لئے اپنی آنکھین
بچھادون۔ اور جو شخص جنت کے درجات کے ارادہ سے قرآن پڑہتا ہے وہ زیادہ کے
بدلے تھوڑے پر راضی ہوتا ہے کیونکہ جنت مخلوق ہے اور قرآن غیر مخلوق اور قرآن کے
پڑہنے کا بہت بڑا فائدہ تو پروردگار کا پانا اور اوس کے خطاب کا سمجھنا ہے پہر جو شخص
اوسکے پڑہنے سے دنیا کا کوئی سامان طلب کرتا ہے وہ کسقدر دون ہمت ہے اور
جو ایسا کرتا ہے وہ اون ساری بہلائیون کو کہوتا ہے جو قرآن سے حاصل ہوتی ہین۔ ان کا
بیان ہے کہ مین مدینہ طیبہ مین تھا کہ ایک جمعہ کی شب کو چاند روشن ہوا۔ تو میں نے
اوس مین سیاہی دیکھی جس کے بیچ مین نور سے لکھا ہوا تھا "اَنَا وَحْدِیْ"
مین یکتا ہون۔ یہ دیکھکر مین صبح تک مبہوش رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے

۵ے دیکھو سورہ آل عمران (پارہ ۳۔ رکوع ۱۶) کی آیت ۷۹، مترجم

متعلق [۵۱] یَالَیْتَنِی مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ ان کا قول ہے کہ مریمؑ نے یہ اس سبب سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے مطلع کر دیا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر عنقریب عیسیٰ علیہ السلام پوجے جائیں گے اس سے اُن کو رنج ہوا اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور ایسے شخص کو حمل میں نہ رکھتی جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا جائے گا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو گویائی عطا فرمائی اور وہ بولے کہ میں تو اللہ ہی کا بندہ ہوں پھر اگر لوگ جہل و کفر سے میرے خدا ہونے کا دعویٰ کریں تو اُس سے میرا کیا ضرر ہے۔

(۱۸۵) ابو العباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء آدمی رضی اللہ عنہ

زیرک طبع بزرگانِ صوفیہ اور اِن کے علماء میں سے تھے قرآن کی سمجھنے کے متعلق انہوں نے خاص قوت بیان و طلاقت لسان پائی تھی۔ جو انہیں کے ساتھ مخصوص تھی۔ انہوں نے جنیدؒ و ابراہیم مارستانی اور اون کے اوپر کے بزرگوں کی صحبتیں پائی تھیں۔ اور ابو سعید خرّاز رضی اللہ اِن کی شان کی یہاں تک عظمت کرتے تھے کہ اون کا قول ہے کہ تصوف پیدا ہوا اور میرے اسکا اہل صرف جنیدؓ اور ابن عطاءؒ کو دیکھا ۳۰۹ یا ۳۱۱ھ تین سو نو یا تین سو گیارہ ہجری میں انہوں نے عطاء الٰہی کو اللہ کے سپرد کیا۔ ان سے مروت کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے جو عمل کرے اوسکو زیادہ نہ سمجھے۔ اِنکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مشاہدہ کے لئے پیدا کیا ہے کیونکہ اوس کا قول ہے [۵۲] اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ اور اولیاء رضی اللہ عنہم کو محاورت کے لئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ع۵۱ اے کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی دیکھو سورۂ مریم آیت ۲۳ (پارہ ۱۶ رکوع ۵) مترجم

ع۵۲ یا کان لگا کر سنتا ہے اور وہ حاضر ہے (دیکھو سورہ ق) آیت ۳۷۔ مترجم۔

قول ہے عس حارک اور صلحی ار کو ملازمت کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ
اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى[عله] اور وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور عوام کو مجاہدہ کے لئے اس لئے کہ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ اور ان کا قول ہے
کہ جو صالحین کے اداب پر مودب ہوا وہ بساطِ کرامت کے لائق ہوا اور جو ولیون کے
آداب پر مؤدب ہوا وہ بساطِ قربت کا سزاوار ہوا اور جو صدیقون کے آداب پر مؤدب ہوا
وہ بساطِ مشاہدہ کا اہل ہوا اور جو انبیاء علیہم السلام کے آداب پر مؤدب ہوا اوس مین بساط
اُنس و انبساط کی صلاحیت آئی۔ اور جب آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی تو جنت کی ہر چیز
نے ان پر گریہ کیا مگر سونے اور چاندی نے گریہ نہ کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ
سے ان سے پوچھا کہ تم آدم پر کیوں نہین روتے۔ انہون نے کہا کہ ہم اوس پر نہین روتی
جو تیری نافرمانی کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال
کی کہ ہر چیز کی قیمت تمہارے ہی ذریعہ سے کرون گا اور مین بنی آدم کو تمہارا خادم بناوں گا۔
اور طبیعتون کو جس چیز سے الفت ہو اوس کی طرف سکون حقایق کے درجون تک
پہونچنے کا مانع ہے۔ اور اپنے قلب کو ذکر کرنے والون کی ہمنشینی سے نزدیک کرو امید ہے
کہ وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو۔ اور دیکھو ایسا نہ کرو کہ ذکر کرنے والون کے پاس حاضر ہو اور
تم اون کے ساتھ ذکر نہ کرو ورنہ عذاب مین مبتلا ہو جاوگے۔

عله اور اونکو پرہیزگاری کی بات پر جمائے رکھا (دیکھو سورۂ فتح آیت ۲۶) پارہ چھبیس رکوع ۱۱۔ مترجم

عله اور جن لوگوں نے ہمارے کام میں کوششیں کیں ہم اونکو ضرور اپنے رستہ دکھائیں گے (سورہ عنکبوت آیت ۶۹) پارہ ۲۱ رکوع ۳۔ مترجم

اور اللہ تعالیٰ کے قول واسجد واقترب [عہ] کے متعلق اِن کا قول ہے "یعنی بساطِ رحمت کے نزدیک ہو جاؤ ہم تمکو بساط عبودیت سے آزاد کر دین گے" واللہ اعلم مین کہتا ہوں کہ اس مین جو بحث ہے وہ مخفی نہین ہے۔ اوران کا مقولہ ہے کہ محبت ہمیشہ کے لئے عتاب کا قایم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق ثمّ تاب علیہم [عہ] لیتوبوا۔ یہ کہتے ہین کہ جب تک پروردگار رحمت کے ساتھ بندہ پر مائل نہین ہوتا بندہ طاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل نہین ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق هل ادلک علی شجرة الخلد وملک [عہ] لا یبلیٰ یہ کہتے ہین کہ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے گوشمالی کیون دی مین نے تو اوس درخت مین سے صرف اس طمع سے کھایا تھا کہ تیرے قرب مین ہمیشہ رہون گا۔ اس پر جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تو نے درخت سے ہمیشگی چاہی اور مجھ سے نہ چاہی حالانکہ ہمیشگی میرے قبضہ مین اور میری ملک ہے اس لئے تم نے شرک کیا مگر تم کو خبر نہین بہر حال مین نکالدینے کے ذریعہ سے تمہاری تنبیہ کرتا ہوں تاکہ تم کسیوقت مجھے نہ بھولو۔ اِن کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ [للعہ] ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابن آدم اگر مین تجھے دنیا

عہ اور سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو سورہ علق آیت ۱۹ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۱)۔ مترجم

عہ پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کرلی تاکہ وہ توبہ کئے رہین (سورہ توبہ آیت ۱۱۸) پارہ ۱۱ رکوع ۳ مترجم

عہ کہو تو تم کو ہمیشگی کا درخت بتادوں اور ایسی سلطنت جو پرانی نہ ہو سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۵ (پارہ ۱۶ رکوع ۱۶) مترجم

للعہ جسکو سعدی نے خود بھدوں کی زبان سے اسطرح ادا کیا ہے۔ مثنوی۔ اگر دنیا نباشد دردمندیم وگر باشد بمہرش پای بندیم۔ بلائے زین جہان آشوب تر نیست۔ کہ رنج خاطر است ارہست ورنیست مترجم

عطا کرون تو تو اوس مین ایسا پہنس جاتا ہے کہ میری طرف سے مُنہ پہیر لیتا ہے اور
اگر تجھے دنیا نہ دون تو تو اوس کی طلب مین مصروف ہو جاتا ہے پہر میرے لئے تجھے
کب فرصت ہوگی۔ اور مبتدی کے لئے یہ حکم ہے کہ حقایق سے راہ پائے اور علم سے
چلے اور عمل مین سخت کوشش کرے اور نہ ٹہیرے اور نہ اِدہر اُودہر دیکہے۔ اور اللہ تعالی
کے اس قول کے متعلق لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ یہ کہتے ہین کہ مطلب
یہ ہے کہ ظاہری باتون یعنی اخلاق طریقہ اور عبادات پسندیدہ مین نہ کہ باطنی باتون اور
اسرار و اشارات مین کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس قول کو نہین دیکہتے جو
غزوہ خندق کے دن زبان مبارک سے نکلا تہا کہ ألا كل شيء ما خلا الله باطل (سن لو
کہ اللہ کے سوا سب چیزین باطل ہین) یہ اشارہ ہے ہستی کی طرف اور ہر ایسی چیز کی
طرف جو ہستی کی سزاوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کے سوا جتنی چیزین ہین وہ ہستی مین سے
ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کو اوٹہانے کی طاقت کسی مخلوق مین نہین
ہے کیونکہ آپ نے رتبہ اور ذاتی برتاو مین اپنی امت کو دہ پہینکدیا تہا اور اسی لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انس بن مالک سے فرمایا تہا کہ "تو میرے ستر کو محفوظ رکہہ تو تو مومن
ہوگا" اور ان کا قول ہے کہ جس پر اوس کی خدمت دشوار ہوئی وہ اوس کے قرب تک
نہ پہونچیگا اور جس نے دنیا مین اوس کے ذکر کی نعمت نہ پائی وہ آخرت میں اوسکی
رویت کی نعمت نہ پائیگا۔ اور ہیبت پرہیزگاری سے ملی ہوئی ہے اس لئے جسکی
پرہیزگاری کم ہوگی اوس کی ہیبت بہی کم ہوگی۔ اور عارف اُس زمانہ سے جو اوس کا حدا

۵۱۶ع۔ تمہارے لئے (پیروی کرتے کو) رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تہا سورہ احزاب آیت ۲۱ (پارہ ۲۱
رکوع ۱۹)۔ مترجم۔

کی معصیت میں گذرا ہے اوس کا کئی گونہ فائدہ حاصل کرتا ہے جو غیر عارف اللہ تعالیٰ
کی طاعت سے حاصل کرتا ہے کیونکہ اوس کے گناہ اوس کی آنکھوں کے سامنے
رہتے ہیں کبھی اُن کی یاد میں وہ سستی نہیں کرتا۔ اور اِن کا قول ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نسیم نبوت کی قوت سے ایک
ٹہنی کے ذریعہ سے لوگون پر سیاست کی۔ اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو
عمر رضی اللہ عنہ لوگون کی سیاست کے لیے آگے بڑہے اور اونہون نے اللہ تعالیٰ
کے حدود کو اپنے درہ کے ذریعے سے قایم کیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ درہ سے سیاست
نہ کر سکے تو انہون نے تازیانہ نکالا اس لئے اِن کا انتظام ویسا درست تہا جیسا ان
کے یارون کا درست ہوا تہا۔ اور جب یہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ تلوار کے سوا اور کسی
چیز سے خلق اللہ کا انتظام نہ کر سکے اور یہ تلوار ہی کو ٹہیک سمجھے۔ اور انہین سے دوسری
روایت مین یہی مضمون اس طرح پر ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نسیم رسالت سونگتے تھے اور
عمر رضی اللہ عنہ نسیم نبوت اور عثمان رضی اللہ عنہ نسیم اصطفا اور علی رضی اللہ عنہ نسیم محبت
اس لئے جو جس کرامت کے ساتھ مخصوص تہا اوس کے اشارات کا اظہار اوسکے
مخصوص ورد مین تہا چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ورد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ تہا اور عمر رضی اللہ عنہ کا
اللہ اکبر اور عثمان رضی اللہ عنہ کا سبحان اللہ اور علی رضی اللہ عنہ کا الحمد للہ پس ابو بکر
رضی اللہ عنہ دونون جہان مین اللہ کے سوا کسی چیز کو مشاہدہ نہین کرتے تہے اسلئے
(اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے) کہا کرتے تہے اور عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی
عظمت کے سامنے اور چیزین چہوٹی نظر آتی تہین اس لئے وہ (اللہ سب سے بڑا ہے)
کہا کرتے تہے اور عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو منزہ نہین دیکہتے تہے۔

کیونکہ سب اُسی سے قایم ہین اور نقصان سے منزّا نہین ہین اور جو غیر سے قایم ہو وہ معلول ہے اسوجہ سے وہ (اللہ پاک ہے) کہا کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ دفع منع پسندیدہ وناپسندیدہ مین خدا کی نعمت کو دیکھتے تھے اس سبب سے (ساری خوبیان اللہ ہی کی ہین) کہا کرتے تھے۔ اور اِن کا قول ہے کہ کسی کا رتبہ نہ نماز وروزہ کی کثرت سے بلند ہوا اور نہ خیرات ومجاہدات کی زیادتی سے بلکہ عمدہ اخلاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تم مین سے اوسی شخص کو مجھ سے قریب تر جگہہ ملے گی جو سب سے زیادہ خوش خلق ہوگا۔ اور حورعین کو جنت کے مہرون مین سے سب سے زیادہ بندہ کا دُنیا سے روگردان ہونا پسند ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک بندہ کے لئے کوئی وسیلہ اپنے نفس سے روگردان ہونے سے بڑہ کر نہین ہے۔ اور خلق صرف اسی لئے فراق مین مبتلا کی گئی ہے کہ کسی کو اللہ تعالی کے غیر کے ساتھہ سکون نہو۔ اور اسلام واوس کے شرائع منافقون سے قایم ہین اور ایمان اور اُسکے شرائع اللہ عزوجل کے عارفون سے۔ اور عارف کا سکوت تسبیح ہے اوسکا کلام تقدیس سے اوس کی نیند ذکر ہے اور اوس کی بیداری نماز ہے کیونکہ اوس کی سانس مشاہدہ اور معائنہ پر باہر نکلتے ہین۔ اور عارف پر کوئی تکلیف نہین ہے یعنی کسل و ماندگی کے زائل ہوجانے کے سبب سے پس جو اعمال کہ غیر عارف پر بہت ہی دشوار ہین اُن مین بہی عارف کو کچھ تکلّف نہین ہوتا بلکہ جیسا سانس کا آنا جانا ہے ویسے ہی وہ بہی ہین۔ اِن سے طہارت کے معنی پوچھے گئے تو انہون نے کہا کہ طہارت جانون سے ہوتی ہے اور نمازون سے پس مُنہ دہونے کے ذریعہ سے دُنیا سے مُنہ پہیر لے اور دونون ہاتھہ دہونے کے ذریعہ سے خلق کو داہنے اور بائین ہاتھ سے نکالدے اور مسح سر کے ذریعہ سے اپنے

اُس سے بری ہوجائے اور دونون پاؤنون دہوکر اپنے پروردگار کی مناجات کے لئے
کہڑا ہوجائے اور جب نماز کے لئے تکبیر کہے تو اپنے آپ سے کلیۃً باہر نکل جائے تاکہ
اوس کے لئے اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کرنی درست ہو۔ ایک مرتبہ اِن
سے پوچہا گیا۔ کہ جب انسان علم کی کوئی بات سنے اور وہ اوسکے دل کو نلگجائے۔ لیکن
اوس کے نزدیک فی نفسہ اوسپر کوئی اعتراض ہو تو کیا وہ چُپکا ہورہے یا اعتراض کرے
یہان تک کہ اوس پر حق ظاہر ہوجائے تب وہ اوسپر عمل کرے۔ اِس کے جواب
مین انہون نے کہا کہ چُپ نہ رہے بلکہ اعتراض کرے یہانتک کہ حق ظاہر ہوجائے مین
کہتا ہون کہ اعتراض کے معنی یہ ہین کہ اپنے پیر سے کہے کہ یہ میری سمجھہ مین نہین
آتا اور میرا مقصود یہ ہے کہ آپ مجہے سمجہادین نہ یہ کہ اوس کلام کو کلیۃً رد کردے واللہ
تعالیٰ اعلم۔ اور اِن کا قول ہے کہ پرہیزگارون کی پرہیزگاری چہوٹی سے چہوٹی اور ذرہ و
رائی کے برابر چیزون اور دراذرا سے خطرون اور نگاہون کے مواخذہ کے خوف سے
پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ ہو تو اون کی پرہیزگاری درست ہو اور سخت ترین پرہیزگاری یہ
ہے کہ اپنے نفس سے رائی رائی اور تل تل کا حساب لیا کرے اور جو گہاٹے سے الگ
نہین ہے اور نافرمانون سے ملا جُلا رہتا ہے علاوہ کیونکر اپنے نفس کا تزکیہ کرسکتا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ٥ اور اِن کا قول ہے کہ
دلیون کی نشانیون مین یہ تین باتین ہین۔ اپنے اوس راز کو جو اوس کے اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان ہے بچائے رہے۔ اور اپنے اور انسان کے درمیان کی باتون مین اپنے

ع٥ تو (مت) اپنی پاکیزگی نہ (جتایا) کرو پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے (دیکھو پارہ ۲۷۔ رکوع ۲
سورہ نجم آیت ۳۲) مترجم

اعضا کو محفوظ رکھے۔ اور خلق سے بقدر تفاوت اون کی عقلوں کے مدارات کرے
ان کا بیان ہے کہ ہمارا ایک بار جنگل مین راستہ بہولکر ایک چشمہ پر پہونچا اور اوس سے
وہان ایک لڑکی دیکھی جیسے چودہوین رات کا چاند یہ اوس کے پاس کہڑا ہو گیا تو اوس
لڑکی نے کہا کہ میرے پاس سے سرک جا۔ اِس نے کہا کہ مین ہمہ تن تجہ مین مشغول
ہون اوس نے کہا کہ اِس چشمہ مین ایک ایسی لڑکی ہے کہ میں اوس کی لونڈی بننے
کے قابل بہی نہیں ہون۔ اس پر اس نے پیچہے پہر کر دیکہا اور اوس لڑکی نے اسکو
آڑے ہاتھون لیا اور کہا کہ سچ بولنا کیسی اچہی بات ہے اور جہوٹ کیسی بری بات ہے
تو جہوٹون سمجہا تہا کہ تو ہمہ تن میری طرف مشغول ہے۔ حالانکہ تو نے غیر کی طرف مڑ کر
دیکہا۔ اس کے بعد جو اوس شخص نے نظر اوٹہائی تو کسی کو نہ دیکہا۔ اور انکا قول ہے
کہ سارے قرآن مین دو ہی چیزین ہین عبودیت کے ادب کی مراعات اور ربوبیت
کے حق کی تعظیم

(۱۸۶) ابو اسحٰق ابراہیم بن اسمٰعیل خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ طریق توکل پر چلنے والے بزرگون مین سے بہت بڑے شخص اور اپنے زمانہ کے
بزرگانِ یگانہ مین سے تہے اور جنید و نوری رحمہا اللہ کے ہمسر تہے۔ ریاضتوں اور سیاحتون
مین اِن کا خاص پایہ ہے جس کا ذکر طوالت سے خالی نہین سنہ ۲۹۱ دو سو اکانوے
ہجری مین اِنہون نے رَے کی جامع مسجد میں دستون کی بیماری کے باعث داعی
اجل کو لبیک کہا۔ اِن کی عادت تہی کہ جب کہڑے ہوتے تو وضو کر کے دو رکعتین ادا
کرتے تہے۔ چنانچہ ایک دن پانی مین گئے اور بیچ پانی مین مر گئے۔ اِن کا قول ہے کہ

کہ عمل تو بس اوسی کا ہے جو علم کی پیروی کرے اور اوس کو کام مین لائے اور سنتون کا اقتداء کرے گو اوسکا علم تھوڑا ہو۔ غیر کے سرمایہ سے تجارت کرنے والا مفلس ہے۔ مومن جسقدر اللہ تعالیٰ کے حکم کی عزت کرتا ہے۔ اوسی مقدار سے اللہ تعالیٰ اپنی عزت کا لباس اوسکو پہناتا اور مومنوں کے دلون مین اوس کی عزت قایم کر دیتا ہے۔ فقیر کی تعریف یہ ہے کہ اوس کے اوقات انبساط مین یکسان ہون۔ اپنے فقر پر صابر ہو۔ اوسپر فاقہ نہ ظاہر ہو اور نہ اوس سے حاجت کا اظہار ہو۔ اوس کا کثر اخلاق صبر و قناعت ہو۔ خوشحالی سے گریز کرنے والا اور موٹے و کھرے پن سے مانوس ہو۔ پس خلقت کی حالت کے خلاف پر ہو۔ نہ اوس کا کوئی معلوم وقت ہو اور نہ کوئی بچایا ہوا اسباب جب اوس کو دیکھو تو اپنے فقر پر خوش اور اپنی بدحالی پر مسرور پاؤ۔ اوس کے روزمرہ کا خرچ خود اوس پر بھاری اور غیرون پر ہلکا ہو۔ فقر کو عزیز رکھتا اور اوس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور جان توڑ کر اوس کو مخفی رکھتا اور اوسکو اسقدر چھپاتا ہو کہ اپنے ہمجنسون سے بھی پوشیدہ رکھتا ہو۔ اور اسبارہ مین اللہ تعالیٰ کا احسان اوس کو اسقدر بڑا معلوم ہوتا ہو کہ دنیا سے خالی ہاتھ ہونے سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان اوس کو نظر آتا ہو۔ چار چیزین کمیاب ہین۔ (۱) عالم با عمل (۲) عارف جو اپنے فعل کی حقیقت کی نسبت گفتگو کرتا ہو۔ (۳) وہ مرد جو بلا سبب اللہ کے لئے قیام کرتا ہو۔ (۴) مرید جس سے طمع چلی گئی ہو۔ ان کا بیان ہے کہ جنگل مین حضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو اہون نے مجھسے ہمراہ رہنے کی استدعا کی مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا اون پر اطمینان کرنے سے میرے توکل مین خرابی آجائے اس لئے مین اونسے الگ ہو گیا۔ ان کا قول ہے کہ ایک کا دوسرے پر فخر کرنا اور بڑھنے کی خواہش رکھنا آرام کا مانع ہے۔ اپنے آپ کو اچھا سمجھنا نفس کی قدر سے واقف ہونیکا سد راہ ہے

تکبر صواب کی شناخت سے باز رکھتا ہے۔ اور بخل پرہیزگاری سے روکتا ہے مالدارون سے الفت رکھنا فقیرون کی شان سے نہین ہے اور نہ غفلت والون سے مالوف ہونا معرفت والون کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے اسباب مین سے ظاہراً تو دُنیا کی مذمت کرنا اور چپکے اوس کو گلے لگانا ہے۔ آدمی کا اپنے پُرانے کپڑے مین رہنا اوس سے بہتر ہے کہ غیر کے نئے کپڑے میں رہے ۔

کہن خرقۂ خویش پیراستن	بہ از جامۂ عاریت خواستن

واقعی ہلاک ہونے والا وہ شخص ہے جو سفر کے آخر میں جبکہ منزل کے نزدیک آگیا ہو بہتک جائے۔ مرید پر واجب ہے کہ ایسے شخص سے ملے جو اوسکے عیب اوس پر کھولدے اور آزمایش کی جگہون کا پتہ بتائے اور اوس کی نظر اوس کی طرف اس کے حال کو اُبھارنے مین مدد دے۔ لوگون مین پشیمان ہونے اور ستایش چاہنے کی کمی نہیں ہے بلکہ کمی ہے تو عہد کو پورا کرنے کی ابوالحسن نحرانی جو اُن کے یار تہے بیان کرتے ہین کہ مین صوفیون کے علوم کا سخت منکر اور ان سے سارے ملنے والون کا بڑا دشمن تہا۔ اوسی اثنا مین مین بغداد آیا اور مین علم حدیث حاصل کرتا تہا کہ مین نے ابراہیم خواص کو دیکہا اون کے اِردگرد ایک جماعت تہی اور یہ اون کے سامنے گفتگو کر رہے تہے۔ چنانچہ مین نے اِن کی گفتگو سُنی اور اِن کے قول کی سچائی میرے دل مین کہپ گئی اور مین سمجہا کہ انکا علم صحیح ہے خلق اللہ کو اوس کو کام میں لانا ضرور ہے بس اوسی مجلس سے مین اِن کے پیچہے ہولیا اور اِن سے جدا ہوا اور جو کچہ کتا مین تہے جمع کی تہین جو تقریباً دو گٹہر تہین اون کو مین نے تقسیم کردیا۔ اسپر بہی انہون نے بہت دنون تک میری طرف التفات نہ کیا نہ مجہہ سے کوئی بات کی۔ مگر جب انہون نے

اپنی طلب مین میرا خلوص دیکھا تو مجھے آپ سے اپ سے نزدیک کیا اور قربت بخشی۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ جب کسی دعوت مین بلائے جاتے اور اوس مین حسنک روٹیان دیکھتے تو اپنا ہاتھہ روک لیتے اور نہ کہاتے اور کہتے تہے کہ یہ ایسی روٹیان ہین جس مین اللہ تعالیٰ کا حق نہیں رکہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ رات کو پیٹ مین رہ جائینگی اور اوسی دن نکلینگی اس آیت کریمہ کے متعلق ﴿وَاَنِيبُوٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ﴾ الایہ انکا قول ہے کہ "انابت" یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اپنے آپ سے لوٹا کر اوس کی طرف لیجاؤ "اور تسلیم" یہ ہے کہ تم جانو کہ تمہارا پروردگار تمہیں تمہاری ذات سے زیادہ مہربان ہے اور "عذاب" جدائی کا عذاب ہے اور ان کا قول ہے کہ مرید کی تین آفتین ہیں۔ روپیہ کی محبت عورتون کی محبت اور سرداری کی محبت۔ پس روپیہ کی محبت کو پرہیزگاری کے استعمال سے دفع کرے۔ اور عورتوں کی محبت کو شہوات اور سیری کی ترک سے مٹائے اور سرداری کی محبت کو گمنامی مین ثابت قدم ہو کر دور کرے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ سچے مرید کا اللہ مطلوب ہوتا ہے اور صدیقین اوسکے بہائی ہوتے ہین۔ خلوت اوسکا گہر تنہائی اوس کا مونس۔ دن اوسکا غم۔ رات اوس کی خوشی اوسکا دل اوس کا رہنما۔ قرآن اوسکا مددگار۔ گریہ اوس کا لباس۔ بہوک اوسکا سالن۔ عبادت اوس کی رونق معرفت اوسکا سپہ سالار۔ حیات اوس کا سفر۔ زمانہ اوس کی منزلیں۔ پرہیزگاری اوس کا راستہ۔ صبر اوسکا اوڑہنا۔ سکون اوسکا بچہونا۔ صدق اوس کی سواری۔ اور موت کا

ع ۵ اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اوس کی فرمانبرداری کرو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ نازل ہو۔ سورہ زمر آیت ۵۴۔ (پارہ ۲۴ رکوع ۳)

خوف اوسکا ڈر ہوتا ہے اور انکا قول ہے کہ جب بندہ کسی برائی کو اوٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے اور اوس مین رکاوٹین پیدا ہو جاتی ہین تو یہ صرف اسوجہ سے ہوتا ہے کہ اوس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ بگڑا ہوا ہوتا ہے ورنہ اگر اسکا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو اور اوس برائی کے اوٹھانے مین وہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لیلے اور مدد چاہے تو کبھی کوئی رکاوٹ اوسکے سامنے نہ آئے۔ اور جس نے سرداری کا پیالہ پیا وہ عبودیت کے اخلاص سے باہر نکل گیا۔ یہ کہتے تھے کہ حجاز کے رستہ مین ایک جنگل مین مجھے پیاس لگی۔ تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک خوشرو آدمی سبزہ جانور پر سوار سامنے موجود ہے۔ اس نے مجھے پانی پلایا اور اپنے پیچھے مجھے سوار کرلیا۔ اور بعدہٗ مجھسے کہا کہ وہ دیکھو مدینہ طیبہ کا نخلستان نظر آرہا ہے۔ تم اوترو اور صاحبِ مدینہ کو میری طرف سے کہنا کہ آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آدمی اشعار سنکر وجد کرتا ہے۔ اور قرآن سننے کے وقت اوسکو وجد نہین آتا۔ اُنھون نے کہا کہ قرآن کا سننا دل پر بجلی کا کوند جانا ہے جس کے غلبہ کی شدت سے کسی کو حرکت کا یارہ نہین رہتا۔ اور اشعار کا سننا نفس کو ہوا دینی ہے اسلئے اوس مین حرکت پیدا ہوئی ہے واللہ اعلم

(۱۸۷) ابو محمد عبداللہ بن محمد خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رے کے بڑے بزرگون مین سے تھے بہت سال تک حرم کے مجاور رہے۔ اور اون پرہیزگارون مین سے تھے جو حق پر قائم رہتے اور وجہ حلال سے اپنی روزی حاصل کرتے ہین۔ ابو عمران کبیر کی صحبت مین رہے اور ابو حفص نیشاپوری سے

اور ابو یزید کے اصحاب سے ملے تھے اور سب اِس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ابو حفصؒ سے لوگ نقل کرتے ہین کہ انہون نے کہا تھا کہ رَے مین ایک ما لکا حوال پیدا ہوا ہے اگر اپنے طریقہ اور روش پر رہا۔ تو مردانِ خدا میں سے ہو جائیگا۔ سنہ ۳۱ تین سو دس ہجری سے پہلے انہون نے دنیا کو خیرباد کہی۔ اِن کے کلمات میں سے ہے کہ زاہدون کی غذا بھوک اور عارفون کی غذا ذکر ہے۔

(۱۸۸) ابوالحسن بنان بن محمد بن احمدان بن سعید حمال رضی اللہ عنہ

اصل مین یہ واسط کے تھے لیکن مصر مین انہون نے سکونت اختیار کی اور اُسی کو اپنا وطن بنایا اور وہین قضا کی اور قرافہ مین پہاڑ کے قریب جامع محمود کے سامنے سنہ ۳۱۶ تین سو سولہ ہجری مین ہمیشہ کے لئے آرام کیا۔ حق پر قائم رہنے والے اور امر بالمعروف کرنیوالے بزرگون مین سے تھے۔ اِن کے مقالات مشہور اور انکی کرامتین تمام مذکور ہین۔ ابوالقاسم جنید وغیرہ بزرگانِ وقت کی صحبتیں پائی تھین اور نوریؒ کے پیر تھے۔ اِن کے چند قول یہ ہین کہ صوفیون کے بزرگترین احوال یہ ہین۔ ضمانت شدہ حکم پر قیام۔ سِر کی مراعات دونون جہان سے کنارہ کشی اور حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا آنحضرت نے ارشاد فرمایا "بنان" مینے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ" آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص نفس کے لالچ سے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اوس کے قلب کی آنکھ کو اندھی کر دیتا ہے۔ یہ سُن کر مین بیدار ہوا اور عہد کیا کہ اب سے کبھی سیر ہو کر نہ کھاؤن گا۔ اور اوس رات کو میسے دو روٹیان اور دال کا ایک پیالہ کھایا تھا مین ابو جعفر حداد فرجی رضی اللہ عنہ سے مصر مین

ملا اور مین سے ایک دن سے درخواست کی کہ آپ سارے علم کا خلاصہ ایک کلمہ مین کہہ دین جس سے مین فائدہ اوٹھاؤن انہون نے کہا کہ دنیا سے جہانتک ہوسکے تھوڑا لیا اور دنیا کی ذلت پر راضی رہنا چاہیئے۔ مین نے کہا کہ بس بس میرے لئے یہ کافی ہے۔

(۱۸۹) محمد و احمد پسران ابوالورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دونوں بہت بڑے بزرگان عراق اور جنید رحمہ اللہ کے ہمسرون جلیسون مین سے تھے اور سری سقطی حارث محاسبی بشر حافی ابوالفتح حمال کی صحبتون مین رہے تھے۔ اور پرہیزگاری مین انکا طریق بشر حافی رضی اللہ عنہ کے طریق کے قریب قریب تھا محمد رحمہ اللہ کا کلام ہے کہ غفلت کے ارتفاع (اوٹھ جانے) مین عبودیت کا ارتفاع (بلندی) ہے۔ مین کہتا ہون کہ ارتفاع غفلت سے غفلت کا زائل ہوجانا اور ارتفاع عبودیت سے عبودیت کا بلند ہونا مراد ہے اور غفلتین دو قسم کی ہین ناراضی کی غفلت اور رحمت کی غفلت۔ رحمت کی غفلت عبادات پر غفلت کا پردہ چھوڑ دینے کا نام ہے کیونکہ اگر پردہ اوٹھ جائے تو لوگ عبودیت سے منقطع ہوجائین۔ اور ناراضی کی غفلت اللہ عزوجل کی طاعت سے غافل ہوجانا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ولی وہ ہے جو اللہ کے ولیون کو دوست رکھے اور اوس کے دشمنون کو دشمن سمجھے۔ جس کا نفس دنیا سے محبت نہین رکھتا اوس کو اہل زمین دوست رکھتے ہین اور جس کا قلب دنیا سے محبت نہین رکھتا اوس کو اہل آسمان دوست رکھتے ہین۔ فقیر کا ادب یہی ہے کہ ملامت عیب گیری کی برکت اوس شخص کو پہنچائے جو دنیا مین مبتلا ہو اور اوس پر

رحمت و شفقت اور اوس کے لئے یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اوس کو دنیا مین رحمت
اوٹھانے سے راحت دے مین کہتا ہون کہ عیب گیری سے اوس کا مقصود صرف
لوگون مین اوس کی ہیٹی کرنا ہو۔ کہ سچی نصیحت واللہ اعلم۔ لوگون کی ہلاکی دو چیزون
مین ہے نوافل مین مشغول ہونا اور فرائض کو ضائع کرنا۔ اور اعضاء سے عمل کرنا اور
قلب کا اوس پر موافقت نہ کرنا۔ اور لوگ جو وصول سے روکدیئے گئے ہین تو اسی
لیئے کہ اصول کو مٹائے بیٹھے ہین۔ اور احمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اولیاء کے لئے
بزرگی کی بساط اسی لئے بچھائی گئی ہے کہ اوس سے مانوس ہون اور اوس کے ذریعہ
سے مداہنت مشاہدہ کا رعب اون سے دور ہو اور اعداء کے لئے ہیبت کی بساط
صرف اسواسطے بچھائی گئی ہے کہ اپنے افعال قبیحہ سے بھڑکین اور حس مشہد اعلیٰ
مین آرام لینا چاہین اوس کا مشاہدہ نہ کرسکین۔ اور ولی مین جب تین چیزین زیادہ
ہوتی ہین تو اون کے ساتھہ تین باتین اور بھی بڑھ جاتی ہین۔ جب اوس کا خلق بڑھتا
ہے تو اوس کی فروتنی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب اوس کے مال مین اضافہ ہوتا ہے
تو اوس کی سخاوت بڑھ جاتی ہے۔ اور جب اوس کی عمر زیادہ ہوتی ہے تو اوس کے
مجاہدہ مین ترقی ہو جاتی ہے۔

(۱۹۰) ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ

سری سقطی و حسن مسوحی کی صحبتین پائین اور مسوحی کی طرف زیادہ تر ان کی نسبت
کی جاتی تھی۔ فقیہ و قرآن کے عالم تھے اور مدینہ کی مسجد مین وعظ کہنے سے پیشتر بغداد
کی مسجد رصافہ مین وعظ کہا کرتے تھے۔ ایکدن مدینہ طیبہ کی مسجد مین اونھون نے

وعظ کہا اوران کی حالت غیر ہوئی کرسی سے گر پڑے اور دوسرے جمعہ کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ اِن کی وفات جنید رحمہ اللہ سے قبل واقع ہوئی۔ ابو تراب نخشبی کے رفیق سفر تھے۔ اور امام احمد کا معمول تھا کہ اِن کی مجلس میں جب صوفیوں کے کلام کا چرچا ہوتا تو وہ ابو حمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہتے کہ اے صوفی اس میں تم کیا کہتے ہو۔ کئی مرتبہ بصرہ میں آئے اور بستر حامی کی صحبت اوٹھائی ۲۸۹ھ دو سو نواسی ہجری میں اِن کو سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے کلمات میں سے ہے کہ نا ممکن ہے کہ تم اُس سے محبت رکھو اور اوسکا ذکر نہ کرو۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ تم اوسکا ذکر کرو اور تمکو اوسکے ذکر میں مزہ نہ آئے اور یہ محال ہے کہ تمکو وہ اپنے ذکر کی لذت عطا فرمائے اور تمکو غیر کے ساتھ مشغول رہنے دے۔ اِنکا بیان ہے کہ روم کے راستہ میں ایک راہب سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اوس سے کہا کہ جو لوگ گذر گئے اون کی تم کو کچھ خبر بھی ہے۔ اوسنے کہا کہ ہاں "فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي النَّارِ" ایک گروہ بہشت میں ہے اور ایک دوزخ میں۔ اِن کا قول ہے کہ فقیر کی محبت بہت سخت ہے اس پر صدیق ہی صبر کر سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ تمپر نیکی کا کوئی رستہ کھولدے تو اوس کو چھوڑو نہیں مگر خبردار اُس پر نظر نہ رکھنا اور ناز نہ کرنا اور جس نے تمکو اس کی توفیق دی اوس کے شکر میں مشغول رہنا کیونکہ تمہارا اُسپر نظر رکھنا تم کو اپنے مقام سے گرا دے گا اور شکر میں مشغول رہنا تمہارے لئے زیادتی کا ذریعہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ[۵] اگر شکر کرو گے تو ہم تمکو اور زیادہ دینگے جس نے راہِ حق کو جانا اوس کو اوس پر چلنا آسان ہو گیا۔ اور یہ اوس شخص کے لئے ہے جو اوس کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانے اور جس نے

۵ع۔ سورہ ابراہیم آیت ۷ (پارہ ۱۳۔ رکوع ۱۴)۔

اوس کو استدلال کے ذریعہ سے جانا وہ کبھی برسر خطا ہوگا اور کبھی برسر صواب اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے لئے اور کوئی راہ نہیں ہے سوا اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال احوال اقوال کی پیروی کی جائے۔ اور یہ کہا کہ تھوڑا ایک گھڑی وقت مین کھانے پینے کے لئے دیکر چھوڑ دیا جائیگا۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کو پیش آیا تھا اور یہی وہ لوگ ہین جن کو حق تعالیٰ کے فرشتے کہین گے۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ہَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ ایام گذشتہ مین جو تم نے بھیجا تھا اوس کے بدلے مین کھاؤ پیئو اور (تمہارے) ہیگ لگے۔ پس یہ کھانے پینے مین مصروف اور اوس سے بے پروا رہین گے اور اللہ تعالیٰ کے عارفون کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی مکر ہے اور نہ اس سے سخت کوئی حیرت۔ روایت ہے کہ یہ خوش تقریر تھے۔ پس ایکم تبہ غیب سے ان کو آواز آئی کہ تم نے باتین کہین اور خوب کہین اب تمہارے ذمہ یہ رہگیا ہے کہ سکوت کرو اور اوس مین خوبی دکھاؤ۔ چنانچہ اُس کے بعد سے مرتے دم تک انہون نے باتین نہ کہین اور ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا عاشق کو معشوق کے سوا کسی اور چیز کی بھی فرصت ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہین۔ کیونکہ عاشق دائمی بلا موقوف ہو جانے والی خوشی اور پیاپے آنے والے دردون مین مبتلا رہتا ہے۔ اس کو صرف وہی جانتے ہین جو اس کوچہ مین آئے ہین ؎

جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے		جس پہ بیتی ہو یہ وہی جانے

(۱۹۱) ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ع۵ سورہ الحاقہ آیت ۲۴ (پارہ ۲۹۔ رکوع ۵)

اصل مین فرخانہ کے اور جنید و ثوری کے قدیم اصحاب اور قوم کے بزرگ علماء مین سے تھے۔ اصول تصوف مین ان جیسا کسی کا کلام نہین ہے۔ اصول دین و علوم ظاہریہ کے ماہر تھے۔ ملک خراسان آکر مرو مین انہون نے سکونت اختیار کی اور تین سو بیس ہجری کے بعد وہین وفات پائی۔ اور انکا کلام جو لوگون کے پاس ہے اوسمین سے کچھہ بھی عراق کا نہیں ہے کیونکہ یہ جوان ہی تھے کہ عراق سے چلے آئے تھے اور وہان کے بزرگان قوم اوسوقت زندہ تھے اور خراسان آکر مقام ابیورد اور مرو میں انہون نے تقریرین کین اور ان کی اکثر تقریرین مرو مین ہوئی تھین۔ ان کا قول ہے کہ ہم کو ایسے زمانہ سے پالا پڑا جس میں نہ اسلام کے آداب ہین نہ جاہلیت کے اخلاق ہین اور نہ مروت والون کا حلم ہے۔ سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جس سے حق تعالیٰ اپنے حق کی حقیقت پوشیدہ رکھے۔ خوف اللہ تعالیٰ اور اوس کے بندہ کے درمیان مین جس حالمین کہ وہ ناامید یا امیدوار ہو حجاب ہے کیونکہ اگر اوس سے اندیشہ رکھتا ہے تو اوسکو بخل کیطرف منسوب کرتا ہے اور اگر اوس سے امید رکھتا ہے تو اوسپر تہمت لگاتا ہے جو شخص مکر سے بیخبر ہو وہ فضل کو فضل کیونکر سمجھہ سکتا ہے ذکر کرنیوالا اپنے ذکر کی حالت مین اوس سے زیادہ غفلت مین ہے جو اوسکے ذکر کو بھولا ہوا ہے کیونکہ اسکا ذکر اوسکا غیر ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ بندہ ایسی پرہیزگاری سے پرہیز کرے یعنی ایسی پرہیزگاری کو کوئی چیز نہ سمجھے۔ جب باطن مین حق ظاہر ہوگیا تو نہ خوف کا سچا کچھہ رہجاتا ہے اور نہ رجا کا۔ عطار کی لذت سے حذر کرو کیونکہ یہ اہل صفا کا پردہ ہے اور اگر حق کے ساتھہ اپنے آپ کو مشاہدہ نہ کرے تو ہرگز لذت نہ پائے۔ صوفیون کی صفت مین انکا قول ہے کہ اس قوم کی کچھہ اشارتین تھیں بعدکہ وہ حرکتیں ہوگئیں پھر صرف حسرتین رہ گئین۔ جس نے اللہ کو پہچانا وہ

مسقطع ہو گیا بلکہ گونگا ہو گیا اور تمام سے اکھڑ گیا اور جتنک سانده مین اللہ کے ذریعہ سے استغنا یا اوس کی طرف احتیاج ہے معرفت صحیح نہیں ہوتی ہے اور اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میں تیری ثنا کا احاطہ نہین کرسکتا" یہ اون لوگون کی باتین ہیں جسکا نشانہ بہت دور کا ہے۔ مگر جو لوگ اس حد سے نیچے ہین انہون نے معرفت مین تقریرین کی ہین اور بہت کچھ کہا ہے۔

(۱۹۲) ابو عبداللہ شجری رحمۃ اللہ تعالیٰ

ابو حفص حداد کے صحبت یافتہ اور خراسان کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے بار ہا انہون نے توکل پر جنگل طے کئے۔ ان کے کلمات مین سے ہے کہ جس کا فعل پاک نہوا اوسکا دل پاک نہوا اور جسکا بدن پاک نہوا اوسکا دل پاک نہوا اور جسکا دل پاک نہوا اوس کی نیت پاک نہ ہوئی اور سب کامون کی بنیاد نیت پر ہے۔

اولیا کی نشانیان تین ہین رفعت پر فروتنی۔ قدرت پر زہد۔ اور قوت پر انصاف بہت برا بندہ وہ بندہ ہے جو اپنے قلب و اعضاء سے اللہ کی نافرمانی کرے بعد اسکے بغیر اسکے کہ اوسکی طرف رجوع کرے صرف زبان سے معذرت کرے۔ مین کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندہ کا حجاب اپنی عاجزی سے اسطور پر اوٹھ جاوے گو دھا ذکیا مرعنی مقدرو توبہ تقدیر الہی سے ہے اسکو اوس کے کرنے سے چھٹکارا نہین ہے اور نہ اوس کے دفع کرنے کی اسمین قوت ہے جس پر یہ حدیث قرینہ ہے کہ "جب بندہ گناہ کرے اور یہ جانے کہ اوسکا کوئی پروردگار ہے جو گناہ معاف کرتا اور اوسپر مواخذہ کرتا ہے" آخر حدیث تک واللہ اعلم۔ اور ان کا قول ہے کہ کسیکی

عیب گیری۔ کرو جبتک کہ تمکو یقین نہ ہو جائے کہ تمہارے گناہ بخشدئے گئے ہین۔
اور اسکا یقین ہونا معلوم۔ مرید کے لئے سب سے زیادہ مفید نیکوکارون کی صحبت اور
اعمال اقوال۔ اخلاق و شمائل مین اون کی پیروی اور ولیون کی قبرون کی زیارتین اور
یارون اور رفیقون کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتا ہے۔ اور گدڑی پہننا بالکل ہی
کو سزاوار ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہین تو اوہون نے کہا کہ جس کو کوئی چیز اللہ عزوجل کے
ساتھہ مشغول رہنے سے نہ روکے۔

(۱۹۳) محفوظ بن محمود نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو حفص نیشاپوری کے اصحاب اور نیشاپور کے قدیم مشایخ اور بہت بڑے بزرگون مین
سے تھے۔ اور مرتے دم تک ابو عثمان حیری کی صحبت مین رہے۔ پرہیزگارترین مشایخ
اور متقدمین کے طریقہ کے سخت پابند لوگون مین سے تھے۔ حمدون قصار۔ سلام
باروسی۔ علی نصر آبادی وغیرہ بزرگون کی صحبتین بھی اوٹھائے ہوئے تھے۔ اوہون نے
۳۰۳ھ یا ۳۰۴ھ تین سو تین یا تین سو چار ہجری مین نیشاپور مین وفات پائی۔ اور
ابو حفص کے پہلو مین دفن ہوئے۔ اِن کا قول ہے کہ توبہ کرنے والا وہی ہے جو اپنی
طاعتون سے توبہ کرے۔ جو چاہتا ہے کہ غفلتین خلق اللہ کو اپنے نفس کی ترازو مین نہ تول
ورنہ ہلاک ہو جائیگا تجھے تو چاہیئے کہ لوگوں کو اس لئے تولے کہ تجھے اورون کی فضیلت
اور اپنا افلاس معلوم ہو۔ جس نے کسی مسلمان پر فتنہ کا گمان کیا وہ مفتون
ہے جو شخص اپنے مرشد کی راہ دیکھنا چاہے اوس کو چاہیئے کہ حسن اچھے کامون مین
نفس ساتھہ دے اون کے ہی بارہ مین اوس کو متہم کرے۔ پھر جن نیک کامون

ہین وہ مخالفت کرے اون کا کیا پوچھنا ہے اون ہین تو وہ صاف قابل ملامت والزام ہے۔

(۱۹۴) طاہر مقدسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ملک شام کے بہت بڑے اور قدیم بزرگون مین سے ہین۔ انہون نے ذوالنون مصری کو دیکھا اور یحییٰ جلاء کی صحبت پائی اور عالم تھے۔ انہین کا نام شبلی رضی اللہ عنہ نے حبر الشام (دانائے ملک شام) رکھا تھا۔ ان کا قول ہے کہ صوفی کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ وحدت کی روشنی مین خلق سے چھپے رہتے اور وصیلت کے حصلتون مین کھلے رہتے ہین۔ صرف اوسی کی زندگی خوشگوار ہے جو اُنس کی بساط پر قدم رکھتا اور سریر قدس کے اوپر بیٹھتا ہے اور جسکو اُنس نے بذریعہ قدس کے اور قدس نے بذریعہ اُنس کے غائب کردیا ہو یعنی کہ وہ قدوس کے مطالعہ مین اون دونوں کے مشاہدہ سے غائب ہوگیا ہو۔ اور اوس کی طرف کے جنگل متروک ہین اور اوس کی طرف کے راستہ مسدود ہین اس لئے عاقل وہی ہے جو وہین کھڑا رہے جہاں عوام کھڑے ہین۔ والسلام

(۱۹۵) ابو عمرو دمشقی رضی اللہ تعالیٰ ع

یہ ملک شام کے ایک بزرگ تھے۔ اور شام کے کل علماء ان سے عقیدت رکھتے تھے خصوصاً علوم حقایق مین ابو عبداللہ محمد بن جلا اور ذوالنون کی اصحاب کی صحبتون مین رہے جو لوگ ارواح کی ہمیشگی کے قائل ہین اون کی تردید مین

ان کی ایک کتاب بھی ہے۔ سنہ ۳۲۰ تین سو بیس ہجری میں ان کی روح نے قالب عنصری کو چھوڑ دیا۔ ان کے کلام میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ولیوں پر کرامات کا پوشیدہ رکھنا فرض کیا ہے تاکہ خلق اللہ فساد میں نہ پڑے اور نبیوں پر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اون کا ظاہر کرنا واجب کیا ہے تاکہ حق کے بیان و برہان ہوں۔ تصوف اس کا نام ہے کہ ہر ناقص سے آنکھیں میچ لے تاکہ اوس کا مشاہدہ کرے جو ہر نقص سے مبرا ہے۔ خطرات کے مقام وطمانینت کے مقام سے دور ہیں کیونکہ خطرات چمکتے اور پھر چھپ جاتے ہیں اور وطمانیت ظاہر ہوکر جم جاتے ہیں اور دعوی خطرات سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دعوی کرنے والا گمان کرتا ہے کہ جو چیز چمکی وہ قایم ہوئی اور جم گئی اور وطمانیت والے کو کسی حال میں کوئی دعویٰ نہیں ہوتا اور کرامات کو علی العموم اچھا جاننا محبت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور اوس کا خصوصیت کے ساتھ اچھا جاننا فتنہ و تاریکی کی طرف لیجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۹۶) ابوبکر محمد حامد ترمذی رضی اللہ عنہ

یہ خراسان کے بہت بڑے بزرگ نہایت ہی پاکیزہ اخلاق اور عمدہ ترین سیاست کے آدمی تھے۔ بلخ کے پرانے بزرگوں مثل احمد بن خضرویہ اور جوان سے پیچھے درجے کے تھے اون سے ملے تھے اور اس کے کچھ یاران طریقت تھے جو انہیں کی طرف منسوب تھے۔ انکے کلام میں سے ہے کہ جب باطن میں انوار جاگزیں ہو جاتے ہیں تو اعضا نیکی کے ساتھ گویا ہوتے ہیں۔ جاہلوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی آیات کا انکار اس

ہوتا ہے کہ اون کے سینے اُن آیات کے مصادر کے لیے تنگ ہوتے اور ان کے علوم جو حکمت و قدرت کے موارد سے آتے ہین بہت بلند ہوتے ہین۔ ولی ہمیشہ اپنے حال کو چھپاتا ہے اور کل کائنات اوس کی ولایت کو بیان کرتی ہے اور مدعی (دعویٰ کرنے والا) اپنی ولایت بیان کرتا ہے اور ساری کائنات اوس کا انکار کرتی ہے۔ اولیاء کی اہانت کرنا اللہ کی معرفت کی کمی سے ہوتا ہے اور جو بندہ کسی مقام پر پہنچا اور اوس مقام والون کی حرمت نہین کرتا وہ ضرور اوس کی برکت سے محروم رہتا ہے اور وہ مقام استدراج ہوتا ہے۔ عالم صدف اوسی کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حدود کے پاس ٹھہر جائے اور کسی وقت بھی اوس سے تجاوز نہ کرے لیکن جب کبھی مسلمانون مین سے کسی کو کوتہ نظری سے دیکھا تو ضرور اپنے ایمان و معرفت مین کچھ نقصان پایا۔ لوگون کو وصول سے صرف انہین باتون نے روکا ہے۔ استدلال بے دلیل طریقت مین شہوت کی حد پر جولانی اور حرام و شبہات کا کھانا۔

اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مخالفت اور ذکر کے قلب پر برابر جاری رہنے کی عظمت کا ترک باطن کی کمی سے ہوتا ہے۔ اور تمہارا سرمایہ تو تمہارا دل اور قلب ہی ہے اور دل کو تم نے گمانون کے ادھیڑبن مین پھنسا رکھا ہے اور وقت کو تم نے ایسی چیزون مین جن سے تم کو سروکار نہین ہے لگا کر کھو دیا ہے پھر جو اپنے سرمایہ کو کھو بیٹھا ہے وہ کب فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم فقط

حصہ اوّل بتاریخ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ / ۱۶ جولائی ۱۹۰۳ عیسوی تمام کو پہونچا۔